

افادات

حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل مدظلہ

استاذ حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

ترتیب وتعلیق

مفتی ضیاء الرحمٰن

سابق استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی





بالمقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی



استاد محترم جامع المعقول والمنقول

حضرت مولانا نصیر الحق دامت برکاتہم العالیہ

کے نام

جن کی شفقتیں اور مہربانیاں ہمہ وقت ساتھ رہیں اور جنہیں دنیا

''حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل''

کے نام سے جانتی ہے

ضیاء الرحمٰن

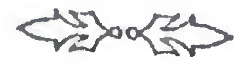
فہرست مضامین

باب اول در حروف عاملہ

باب دوم در عمل افعال

باب سوم در عمل اسمائے عاملہ

بحث توابع



تقریظ

حضرت مولانا منظور احمد مینگل صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(استاد الحدیث جامعہ فاروقیہ، کراچی)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

زیرِ نظر کتاب دراصل دورۂ نحو کی تقریر ہے جسے طلبائے کرام اپنی سہولت کے لئے لکھ لیا کرتے۔ ہر سال ضبط کی گئی تقاریر میں مباحث کے اضافے وکمی کے ساتھ ضبط کرانے والے طالب علم کی استعداد کی وجہ سے کافی فرق آتا۔ مفتی ضیاء الرحمٰن صاحب نے بھی دورۂ نحو کے دوران نحو میر کی تقریر کو ضبط کیا اور اس سلسلے میں سابقہ کاپیوں سے بھی معاونت حاصل کی اور جابجا نہایت عمدہ حواشی تحریر کئے۔ اگرچہ تصنیف اور تقریر میں کافی فرق ہوتا ہے۔ تصنیف میں مصنف خود تحریر کرتا ہے جب کہ تقریر میں ضبط کرنے والا اپنی استعداد کے موافق ضبط کرتا ہے جس میں کمی بیشی کا احتمال ہے۔

اپنی مصروفیات کی وجہ سے مکمل تقریر کو تو نہ دیکھ سکا، البتہ بعض جگہوں کو ملاحظہ کیا تو دل کافی خوش ہوا کہ مفتی صاحب نے تقریر وتصنیف کو یکجا کر کے علم نحو کے طالبین کے لئے ایک اچھی اور بہترین تحقیق فراہم کی۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مذکورہ تحقیق کو قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

منظور احمد مینگل

۸/رمضان المبارک/۱۴۲۸ھ

۲۰/ستمبر/۲۰۰۷ء

حرفے چند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عند الامتحان یُکرمُ الرجلُ أو یُھانُ. امتحان عزت وذلت کی کسوٹی ہے۔ جس کے ذریعے کھرے کھوٹے کو پرکھا جاتا ہے۔ درسِ نظامی از اول تا آخر اسی کسوٹی پر مشتمل ہے: اسباق سنانا، عبارت صحیح انداز میں پڑھنا اور سمجھنا، کسی بھی فن کا کوئی بھی مسئلہ ہو اس میں عبارت کی تحلیل وتجزیہ اور معنی مقصود تک رسائی صرف ونحو کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لئے صرف ونحو کو خاص اہمیت دی جاتی ہے اور کئی مدارس میں سالانہ تعطیلات کے دوران دورۂ صرف ونحو کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔

صرف ونحو کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے اکابرینِ امت نے مختلف تعبیرات اختیار کی ہیں مثلاً: الصَّرفُ أمُّ العلومِ والنَّحوُ أبوھا. صرف ونحو تمام علوم کے لئے بمنزلہ ماں باپ ہیں۔ یعنی جس طرح بغیر والدین اولاد کا تصور ممکن نہیں، اسی طرح صرف ونحو کے بغیر علومِ عربیہ کا حصول ناممکن ہے۔

النَّحوُ فی الکلامِ کالمِلحِ فی الطَّعَامِ. علوم میں نحو کا مقام ایسا ہے جیسے کھانے میں نمک۔ کھانا کتنی ہی محنت سے تیار کیا جائے اور ظاہراً عمدہ نظر آئے لیکن اگر اس میں نمک نہ ہو تو اسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے، ایسے ہی علومِ عربیہ نحو کے بغیر ناقص ہیں۔

دیگر زبانوں کی گرامر کی بنسبت عربی کی گرامر (صرف ونحو) کافی مشکل وپیچیدہ ہے، کیونکہ عربی جیسی وسعت کسی بھی زبان میں نہیں۔ ایک ہی اصل (مصدر) سے کئی صیغے نکلتے ہیں، پھر حروفِ اصلیہ میں حرفِ علت آجانے سے صیغوں کی شکل میں مستقل تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ علاوہ ازیں کلمات پر مختلف اعراب اور پھر اعراب کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔

اگر صرف ونحو سیکھنے کا مقصد عربی پر اتنا عبور کہ ضروری باتوں کی حد تک گرامر سے واقفیت ہو تو یہ کچھ مشکل نہیں۔ اگر قرآن وحدیث وعلومِ عربیہ کا سمجھنا مقصد ہو تو اس کے لئے سرتوڑ محنت کی ضرورت ہے۔ اکابرین امت کی سوانح سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ علمِ نحو کے ماہرین بڑے اعلیٰ پائے کے محدث، مفسر، فقیہ، متکلم، اصولی گزرے ہیں۔

ایک عرصے تک جامعہ فاروقیہ کراچی کی درسگاہیں سالانہ تعطیلات کے دوران صرف ونحو کے طالبین کی علمی تشنگی کو دور کرتی رہیں۔ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل حفظہ اللہ ودرعاہ سالانہ تعطیلات کے دوران بھی اپنی دیگر مصروفیات ومشاغل کو چھوڑ کر دورہ صرف ونحو پڑھاتے۔ اس دورے کی خصوصیت علمی حلقوں میں مسلم تھی۔ خداداد صلاحیتوں اور طلباء کے ساتھ کی جانے والی انتھک محنت کے نتیجے کا ثمرہ یہ ہوا کہ جو طلباء یہاں دورہ صرف ونحو کرتے تو صرف ونحو ان کا پسندیدہ فن بن جاتا۔ کئی طلباء نے ان دروس کو کاپیوں کی صورت میں محفوظ کیا اور ایک عرصے تک اسی سے استفادہ کیا گیا۔ طلباء کے شوق کو

محسوس کرتے ہوئے کئی مرتبہ یہ خیال آیا کہ مختلف کاپیوں کو یکجا کر کے مرتب اور تصنیفی انداز میں پیش کیا جائے تا کہ ان سے استفادہ عام وتام ہو۔اسی بات کے پیش نظراس کام کو شروع کیا اور الحمدللہ آج یہ تصنیفی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔

کام کی نوعیت

- دوران دورہ ضبطِ تحریر میں لائی گئی مختلف کاپیوں کو جمع کر کے ان سب کا مواد یکجا کیا۔
- عبارت کو تصنیفی انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی، اوراس بات کا بھی لحاظ رکھا کہ اصل مقصود فوت نہ ہو۔
- علاماتِ ترقیم کا خصوصی لحاظ رکھا گیا۔
- جابجا مفید حواشی تحریر کئے جن سے مذکورہ تقریر کی افادیت میں مزید اضافہ ہوگیا۔
- متن، شرح اور حواشی کو مستقل اور علیحدہ علیحدہ ذکر کیا۔
- نحو میر میں ذکر کردہ تمام مثالوں کی ترکیب بھی لکھی۔
- دورانِ ترتیب علمِ نحو کی امہات: شرح ابن عقیل، مغنی اللبیب، النحو الوافی، حاشیۃ الخضری، کتاب العلل، قطر الندی، شذور الذہب وغیرہ سے بھی استفادہ کیا۔اور خاص کر''البشیر''شرح نحو میر پیش نظر رہی۔

آخر میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہ دورہ نحو کی تقریر ہے۔اور دورہ نحو میں عام طور پر مبتدی طالب کم ہی ہوتے ہیں۔ زیادہ تر منتہی طالب علم ہوتے ہیں، لہذا ان کے لئے ان مباحث کو ذکر کیا جاتا ہے جو منتہی طلباء کے لئے ہوں۔لہذا یہ اشکال کرنا درست نہیں کہ نحو میر تو مبتدی طلباء کے لئے ہوتی ہے، اوراس میں ان ابحاث کی کیا ضرورت جو مبتدی طلباء کی سمجھ سے باہر ہوں۔

اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مولانا حفیظ اللہ سنزرخیل صاحب مدرس جامعہ امدادیہ کوئٹہ، مولوی اشرف علی متخصص جامعہ اشرف المدارس، مولوی سمیع الرحمن متخصص جامعہ فاروقیہ کراچی، مولانا عبدالخالق صاحب دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس کراچی۔اور خاص کر شعبہ کمپوزنگ کے بھائی عرفان انور مغل صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کی معاونت ورہنمائی کا اس کام کی تکمیل میں بہت بڑا کردار ہے۔

أقولُ قولی ھذا، وأستغفر اللهَ ممّا یقع لی مِنَ الخللِ فی بعضِ المسائلِ المسطورةِ ، وأعوذ باللّٰهِ مِن شرِّ الحاسدِ مِنَ الَّذِینَ یُرِیدونَ اَنْ یُطْفِئُوا نورَ اللّٰهِ بأفواهِهِم ویأبَی اللّٰهُ إلّاَ اَنْ یُتِمَّ نورَهُ ، وأسألُ فضلَ مَنْ حَسُنَ خِیمُهُ، وسلم مِنْ داءِ الحَسَدِ أدیمُهُ إذا عثر علی شیءٍ ممّا طغَی به القلمُ أو زلَّتْ به القدمُ أنْ یَدرأَ بالحسنةِ السَّیِّئةَ، ویحضرَ قلبَهُ أنَّ الإنسانَ محلُّ النِّسیانِ، وأنَّ الصَّفحَ عن عثراتِ الضِّعافِ من شیمِ الأشرافِ، وأنَّ الحسناتِ یُذهِبْنَ السَّیِّئاتِ، وماتوفیقی إلّاَ باللّٰهِ، علیه توکَّلتُ، وإلیه أنیبُ.

ضیاء الرحمن

۱۶ شعبان/۱۴۲۸ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن، وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْن، وَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِه مُحَمَّدٍ وَّاٰلِه أَجْمَعِيْن۔ امابعد بداں أَرْشَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى کہ ایں مختصریست مضبوط در علمِ نحو کہ مبتدی رابعداز حفظِ مفرداتِ لغت ومعرفتِ اشتقاق وضبطِ مہماتِ تصریف بآسانی بکیفیتِ ترکیب عربی راہ نماید وبزودی درمعرفتِ اعراب وبناوسوادخواندن توانائی دہد بتوفيق الله وعونه.

بسم اللہ اور الحمد للہ سے آغاز کرنے کی وجہ اللہ رب العزت کے اسم سے برکت واستعانت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "كُلُّ أَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَمْ يُبْدَأْ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ أَقْطَعُ". پر عمل پیرا ہونا ہے۔ "اَلْعَاقِبَةُ" اصل میں "خَيْرُ الْعَاقِبَةِ" ہے، مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کیا۔

امابعد: بداں أَرْشَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الدَّارَيْن. کتاب فارسی میں ہونے کے باوجود دعا عربی میں اس لئے کی کہ عربی میں دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ دعا میں صیغہ ماضی "أَرْشَدَ" استعمال کیا، اس لئے کہ قانون ہے کہ "ماضی مقام دعا میں مضارع کے معنی میں ہوتی ہے" (١)۔ براہ راست مضارع کا صیغہ اس لئے استعمال نہیں کیا کہ ماضی گزشتہ زمانے پر دال ہوتی ہے، اس میں یقین ہوتا ہے اور مستقبل میں شک ہوتا ہے، اسی لئے ماضی کو ترجیح دی۔

"مضبوط" بمعنی مکتوب، ضبط بمعنی یاد کرنا۔ مصنف نے "امابعد" سے لے کر فصل اول تک چار چیزوں کو بیان

---

(١) اس کے علاوہ بھی چند مقامات میں ماضی مضارع کے معنی میں استعمال ہوتی ہے مثلاً:

١- ماضی پر اداۃِ شرط آجائے جیسے: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا، إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ.

٢- ماضی پر اسم موصول آئے جیسے: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا.

٣- ماضی پر حیث آئے جیسے: حَيْثُ شِئْتُمَا.

٤- ماضی پر کلما آئے جیسے: كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ.

٥- قیامت کے حالات کا بیان ہو جیسے: نَادٰى أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ أَصْحٰبَ النَّارِ.

٦- فعل مضارع پر ماضی کا عطف ہو یا نداء کی صورت ہو یا مقام ابتداء ہو تب بھی ماضی مضارع کے معنی میں ہوگی۔

فصل: بدانکہ لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم است: مفرد و مرکب. مفرد لفظے باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنی، وآں را کلمہ گویند، وکلمہ بر سہ قسم است: اسم چوں: رَجُلٌ وفعل چوں: ضَـرَبَ وحرف چوں: هَلْ. چنانکہ در تصریف معلوم شدہ است.

کیا، کلمات کے آپس میں ربط یعنی ترکیب کو جاننے کے لئے ان علوم کا جاننا ضروری ہے:

۱۔علم لغت ۲۔علم اشتقاق ۳۔علم صرف ۴۔علم نحو

علم لغت: وہ علم ہے جس میں کلمے کے مادے سے بحث ہوتی ہے۔

علم اشتقاق: وہ علم ہے جس میں دو لفظوں کے درمیان معنی کے اعتبار سے اور حروف اصلیہ کے اعتبار سے ایک کلمے کو دوسرے کلمے کی طرف لوٹانے میں مناسبت کو دیکھا جاتا ہے۔ ان دو کلموں میں جس کو لوٹایا گیا وہ مشتق اور جس سے لوٹایا گیا وہ مشتق منہ کہلاتا ہے، اس کو مصدر بھی کہتے ہیں اور اس کا نام "ام الصیغ" بھی ہے۔

علم صرف: صرف کے لغوی معنی پھیرنا، اور اصطلاح میں صرف کہتے ہیں: عِلْـمٌ بِأُصُوْلٍ يُعْرَفُ بِهَا أَحْوَالُ الْكَلِمِ الثَّلٰثِ مِنْ حَيْثُ أَصْلٍ وَ بِنَاءٍ وَ رَدٍّ وَ بَدَلٍ.

علم نحو: اس کے متعلق تحقیق گزر چکی۔

مصنف نے یہ چاروں علوم ذکر کر کے اشارہ کیا کہ عربی زبان سمجھنے اور ترکیب وغیرہ میں مہارت حاصل کرنے کے لئے یہ چاروں علوم نہایت ضروری ہیں۔ جب ان کو سیکھ لیا جائے تو انشاء اللہ ترکیب میں آسانی ہوگی۔

(فصل: بدانکہ لفظ......الخ) اللفظ :مَا يَتَلَفَّظُ بِهِ الْإِنْسَانُ. لفظ وہ ہے جس کا انسان تلفظ کر سکے، لفظ کی دو قسمیں ہیں: ۱۔مستعمل، ۲۔مہمل

لفظ مستعمل وہ ہے جو کسی معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو، اس کی ضد مہمل ہے۔ عربی زبان میں باعتبار دیگر زبانوں کے مہملات کم ہیں۔ مہمل لفظ کسی معنی کے لئے موضوع نہیں ہوتا جیسے کتاب متاب، کتاب لفظ موضوع ہے کہ معنی دار ہے، جب کہ متاب کا کوئی معنی نہیں مہمل لفظ ہے۔

لفظ مستعمل کی دو قسمیں ہیں: ۱۔مفرد ۲۔ مرکب

مفرد: مفرد اس لفظ کو کہتے ہیں جو صرف ایک معنی پر دلالت کرے۔ مفرد فرد سے ہے اور فرد کا معنی ایک ہے، چونکہ مفرد میں ایک ہی لفظ ہوتا ہے، اس لئے اسے مفرد کہتے ہیں۔ مفرد اور کلمہ مترادف ہیں اور کلمہ کی تین قسمیں ہیں:

① اسم: بصریین کا مذہب ہے کہ اسم کا لغوی معنی "بلندی" ہے، اور یہ "سِمْوٌ" سے مشتق ہے، "واؤ" کو حذف

....

کر کے شروع میں ہمزہ لے آئے تو "اِسْــمٌ" ہوا۔ جب کہ حضراتِ کوفیین فرماتے ہیں کہ "اسم" کا معنی "داغ دار" ہونا ہے، اور یہ "وِسْمٌ" سے مشتق ہے، جیسے قرآنِ کریم میں ہے: سَنَسِمُه عَلَى الخُرْطُوْمِ. وَسَمَ يَسِمُ کا معنی داغ لگانا، "واؤ" کے بجائے ہمزہ لے آئے تو "اِسْمٌ" ہوا۔

اصطلاح میں اسم اس کلمے کو کہتے ہیں جو اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی کا محتاج نہ ہو، اور اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ بھی بالوضع نہ پایا جائے جیسے: رَجُلٌ، فَرَسٌ.

بالوضع کی قید اس لئے لگائی کہ اسم کبھی مادے کے اعتبار سے زمانے پر دلالت کرتا ہے، جیسے: مَــاضٍ، مُسْتَقْبِلٌ اسم فاعل کے صیغے ہیں اور ان میں دلالت علی الزمان پائی جارہی ہے، مگر یہ دلالت مادے کے اعتبار سے ہے کہ صرف یہی مادہ: م، ض، ی، ہی زمانے کے معنی پر دال ہے، اگر کوئی اور مادہ اس وزن پر آئے تو اس میں دلالت علی الزمان نہیں ہوگی، اور یہ خاص دلالت مضرِ لتعریف نہیں۔ مضرِ لتعریف وہ دلالت ہے جو باعتبارِ صیغہ ہو، جیسا کہ فعل میں دلالت علی الزمان باعتبارِ صیغہ ہوتی ہے۔ اسی طرح کبھی کسی امرِ خارجی کی وجہ سے اسم میں زمانہ پایا جاتا ہے، جیسے: زَيْــدٌ ضَارِبٌ أَمْس. ضَارِبٌ اسم فاعل ہے لیکن زمانہ گزشتہ پر دال ہے۔

❷ فعل: فعل لغت میں کام کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ایسے کلمے کو کہتے ہیں جو اپنے معنی پر خود دلالت کرے، اور اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ پایا جائے جیسے: ضَرَبَ (مارا اس ایک شخص نے)، يَضْرِبُ (مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک شخص)، اِضْرِبْ (مار تو ایک مرد).

فــائــده: فعل مضارع میں دو زمانے بیک وقت نہیں پائے جاتے بلکہ دونوں کا احتمال ہوتا ہے(۱)، جب

---

(۱) مضارع کا حقیقی معنی یہ ہے کہ زمانہ حال پر دلالت کرے جیسے: اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ. لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَار. يَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِى الْحَافِرَةِ.

کبھی مضارع استقبال کے معنی میں جیسے: اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ.

کبھی مضارع ماضی کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: فَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ.

کبھی ماضی استمراری کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: كَذٰلِكَ يُوْحِىْ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

کبھی امر کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ.

کبھی مضارع میں زمانے کا لحاظ نہیں کیا جاتا جیسے: يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ.

مسند الیہ است، وآں را فاعل گویند.

جملہ خبریہ کی تعریف یوں ہوگی کہ جملہ خبریہ اس جملے کو کہتے ہیں جس کے قائل کو صدق وکذب سے متصف کیا جا سکے بشرطیکہ ۱-امور خارجیہ ۲-خصوصیت کلام کی جانبین ۳-متکلم کے صدق وکذب سے قطع نظر کیا جائے۔ اس لئے کہ اگر اس خبر کے متعلق امور خارجیہ یا دیگر قرائن کی وجہ سے جانب صدق راجح ہو تو اس میں کذب کا احتمال نہیں ہوگا، اگر کذب کا احتمال راجح ہو تو وہ خبر صدق سے خالی ہوگی۔ اسی طرح اگر متکلم کے صادق یا کاذب ہونے کا پہلے سے علم ہو تو پھر یہ خبر محتمل للصدق والکذب نہ رہی۔ کلام کے جانبین سے ایک جانب مخصوص نہ ہوا۔ اگر ایک جانب مخصوص ہو تو بھی کلام صدق وکذب دونوں کا محتمل نہیں رہے گا مثلاً: کوئی خبر دے کہ: ''اَلْاِثْنَانِ زَوْجٌ'' یا ''اَلْوَاحِدُ نِصْفُ الْاِثْنَيْنِ''. یا ''اَلْاِثْنَانِ ضِعْفُ الْوَاحِدِ''. تو اس میں چونکہ صدق کا پہلو متعین ومتیقن ہے، اس میں یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں کا احتمال ہو۔ اسی لئے جملہ خبریہ میں شرط ہے کہ قطع نظر قرائن خارجیہ، خصوصیتِ کلام وصدق متکلم کے اس میں صدق وکذب دونوں کا احتمال ہو(۱)۔

جملے کی اقسام

جملہ خبریہ کی چار قسمیں ہیں: ۱-اسمیہ، ۲-فعلیہ، ۳-ظرفیہ، ۴-شرطیہ

جملہ اسمیہ: جملہ اسمیہ میں جزِ اول اسم ہوتا ہے اور جملہ فعلیہ میں جزِ اول فعل، تو جزِ اول کے اعتبار سے پورے جملے کا نام اسمیہ یا فعلیہ رکھا گیا۔ یہ تسمیہ ''نِسْبَةُ الْكُلِّ إِلَى إِسْمِ جُزْئِهِ الْأَوَّلِ'' کے قبیل سے ہے۔

جملہ اسمیہ اس جملے کو کہتے ہیں جس جملے کے دو مقصودی اجزا میں سے پہلا جز اسم ہو، جزِ اول کو مبتدا اور جزِ ثانی کو خبر کہتے ہیں، جیسے: زَيْدٌ عَالِمٌ، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

جملہ فعلیہ: جملہ فعلیہ اس جملے کو کہتے ہیں جس کے دو مقصودی اجزا میں سے جز اول فعل ہو، جزِ اول کو فعل اور جزِ ثانی کو فاعل کہتے ہیں، مثلاً: ضَرَبَ زَيْدٌ.

جملہ ظرفیہ: وہ جملہ جس کا جز اول ظرف یا جار مجرور ہو مثلاً: مَا عِنْدِیْ كِتَابٌ، مَافِی الدَّارِ رَجُلٌ. ''ما'' نافیہ، ''عِنْدِی'' مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف متعلق ''ثَبَتَ'' فعل ماضی، ''كِتَابٌ'' فاعل۔ اگر ''كِتَابٌ'' کو مبتدائے مؤخر بنائیں تو یہ

(۱) جملہ خبریہ اگر صلہ، صفت، حال یا کسی چیز کا تابع ہو مثلاً شرط واقع ہو تو اب اسے جملہ خبریہ نہیں کہا جائے گا، بلکہ پہلے جب وہ مفید للمعنی تھا تب تو جملہ خبریہ تھا، اب جب کہ وہ غیر مستقل ہو گیا تو اس پر جملہ خبریہ کا اطلاق حقیقتاً درست نہیں۔

بدانکہ مسند حکم است، ومسند الیہ آنچہ برو حکم کنند. واسم مسند ومسند الیہ تواند بود، وفعل مسند باشد ومسند الیہ نہ تواند بود، وحرف نہ مسند باشد نہ مسند الیہ.

جملہ ظرفیہ نہیں بلکہ اسمیہ ہوگا۔

ظرف اس وقت عمل کرتا ہے جب اسے اسمِ فاعل کی طرح چھ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد حاصل ہو، مذکورہ بالا مثال میں اسے ''نفی'' پر اعتماد حاصل ہے۔ چناچہ "فِی الدَّارِ رَجُلٌ" جملہ ظرفیہ نہیں بلکہ اسمیہ ہوگا، کیونکہ اسے اعتماد حاصل نہیں۔ البتہ امام اخفش اس مسئلے میں اختلاف کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ''ظرف کے لئے اعتماد شرط نہیں''، لہذا ان کے نزدیک "فِیْ الدَّارِ رَجُلٌ" ظرف کی مثال بن سکتی ہے۔ بوقتِ ترکیب کہیں گے "فی" حرف جر، "الدار" مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا "ثابت" کا، "ثابت" اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر ب "ھو" اس میں فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم، "رجل" مبتدا مؤخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ ظرفیہ ہوا۔

جملہ شرطیہ: جملہ شرطیہ اس جملے کو کہتے ہیں جو شرط اور جزا سے مرکب ہو جیسے: اِنْ تُکْرِمْنِیْ اُکْرِمْکَ ، اِنْ تَنْصُرُاللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ.

(بدانکہ مسند حکم ......الخ) کبھی حکم کے معنی ''اسناد'' کے آتے ہیں، یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف منسوب کرنا اس طرح کہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو جیسے : زَیْدٌ عَالِمٌ میں "عَالِمٌ" کو ''زید'' کی طرف منسوب کیا تو اس سے یہ خبر معلوم ہوئی کہ زید صفتِ علم کے ساتھ موصوف ہے یا "ضَرَبَ زَیْدٌ" میں "ضَرَبَ" کو ''زید'' کی طرف منسوب کیا تو اس سے زید کے مارنے کی خبر معلوم ہوئی۔ اسی طرح "اِضْرِبْ زَیْداً" میں مارنے کی طلب سمجھ میں آئی کہ متکلم اپنے مخاطب سے ضرب طلب کرتا ہے۔ اس منسوب کرنے کو ''نسبت'' بھی کہتے ہیں۔ حکم، اسناد، نسبت تینوں کے ایک معنی ہیں۔ عبارتِ میں ''مسند آنچہ برو حکم کنند'' میں حکم کے یہی معنی ہیں، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مسند الیہ وہ ہے جس کی طرف کسی چیز کو منسوب کریں اس طرح کہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ چونکہ مسند الیہ پر کسی چیز کا حکم ہوتا ہے، اس لئے مسند الیہ کو محکوم علیہ بھی کہتے ہیں۔ کبھی ''حکم'' کے معنی محکوم بہ (جس کے ذریعے حکم لگایا جائے) کے آتے ہیں، اور عبارت ''مسند حکم است'' میں یہی معنی مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مسند وہ ہے جس کے ساتھ حکم کیا جائے، یعنی جس کو کسی چیز کی طرف منسوب کیا جائے اس طرح کہ سننے والے کو اس سے کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔

اسم مسند بھی ہوسکتا ہے اور مسند الیہ بھی جیسے: "زَیْدٌ قَائِمٌ" مسند الیہ بھی اسم ہے اور مسند بھی۔ فعل صرف مسند ہو سکتا ہے مسند الیہ نہیں ہوسکتا جیسے : "ضَرَبَ زَیْدٌ".

بدانکہ جملہ انشائیہ آن است کہ قائلش را بصدقِ وکذب صفت نہ تواں کرد، وآں بر چند قسم است: امر چوں: اِضْرِبْ(۱) ونہی چوں: لَاتَضْرِبْ(۲) استفہام چوں: هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ(۳) وتمنی چوں: لَيْتَ زَيْداً حَاضِرٌ(۴) وترجی چوں: لَعَلَّ عَمْراً

جہاں فعل مسندالیہ واقع ہو وہاں تاویل کی جائے گی جیسے :"تَسْمَعُ بِالْمُعَيْدِيْ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَرَاهُ"، یہاں فعل "تسمع" مبتدا واقع ہو رہا ہے، اس لئے اس میں تاویل کرتے ہیں کہ یہ "سَمَاعُكَ" کی تاویل کی بنا پر ہے۔
اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ: "سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَ أَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ" میں "أ، نذرتهم" مبتدا واقع ہو رہا ہے، لہذا اسے إِنْذَارُكَ کی تاویل میں کرتے ہیں:"أي: إِنْذَارُكَ وَعَدَمُ إِنْذَارِكَ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ"۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جہاں ظاہراً فعل مبتدا واقع ہو وہاں اسے مصدر کی تاویل میں کر کے مبتدا بناتے ہیں۔ فعل من حيثُ أنَّهُ فعل کو مبتدا نہیں بنایا جاتا۔

فائدہ: جملہ خبریہ کی چار اقسام ہیں یا دو قسمیں؟ بعض حضرات صرف دو قسمیں بناتے ہیں: اسمیہ اور فعلیہ۔ اس تقدیر کے مطابق جملہ شرطیہ میں جزا کو دیکھا جاتا ہے، جزا اگر جملہ اسمیہ ہو تو اسے جملہ اسمیہ سے تعبیر کرتے ہیں جیسے :إِنْ تُكْرِمْنِيْ فَأَنْتَ مُكْرَمٌ اور اگر جملہ فعلیہ ہو تو اسے جملہ فعلیہ کہا جاتا ہے جیسے :إِنْ تُكْرِمْنِيْ أُكْرِمْكَ. الغرض اسے جملہ شرطیہ نہیں کہتے۔ یہی حال ظرف کا ہے اگر متعلق ظرف "ثَبَتَ" قرار دیا جائے تو اسے جملہ فعلیہ کہتے ہیں، اگر "ثَابِتٌ" ہو تو اسے جملہ اسمیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

البتہ محققین جملہ ظرفیہ اور جملہ شرطیہ کو مستقل طور پر جملہ خبریہ کی قسم شمار کرتے ہیں، اور انہیں اسمیہ وفعلیہ کا تابع

---

(۱) اِضْرِبْ فعل امر حاضر معلوم معروف، صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بـ "أَنْتَ" جس میں "أَنْ" ضمیر فاعل "تا" علامتِ خطاب، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۲) "لا" ناہیہ، "تضرب" فعل نہی معروف صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بـ "أَنْتَ" جس میں "أَنْ" ضمیر فاعل "تا" علامتِ خطاب، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۳) "ہل" استفہامیہ، "ضرب" فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، "زید" فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۴) "لیت" حرف مشبہ بالفعل، "زیدا" اسم "لیت"، "حاضر" صیغہ اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر بـ "هُوَ" راجع بسوئے "زید" اس کا فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ خبر "لیت"، "لیت" اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

غَائِبٌ (۱) وعقود چوں: بِعْتُ وَاشْتَرَيْتُ (۲) ونداچوں: يَا اللّٰهُ (۳) وعرض چوں: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا (۴) وقسم چوں: وَاللّٰهِ لَأَضْرِبَنَّ زَيْدًا (۵) وتعجب چوں: مَا أَحْسَنَهُ وَأَحْسِنْ بِهٖ (٦).

نہیں بناتے۔

فائدہ: شرط ہمیشہ جملہ فعلیہ ہوتی ہے، جزا جملہ اسمیہ بھی ہوسکتی ہے اور جملہ فعلیہ بھی۔

(بدانکہ جملہ انشائیہ......الخ) جملہ انشائیہ اس جملے کو کہتے ہیں جس کے قائل کو صدق وکذب سے متصف نہ کیا جاسکے۔

---

(۱) "لعل" حرف مشبہ بالفعل، "عمراً" اس کا اسم، "غائب" صیغہ اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر بہ "هُوَ" فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ خبر "لعل"، لعل اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

(۲) بعث، اشتَرَيتُ فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۳) "یا" حرف ندا قائم مقام "أدعو"، أدعو فعل مضارع معروف صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ "أنا" فاعل، لفظِ "اللہ" منادیٰ مفرد معرفہ مبنی برضمہ منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(٤) اَلَا تَنْزِلُ بِنَا بمعنی اَلَا يَكُوْنُ مِنْكَ نُزُوْلٌ ہمزۂ استفہام برائے عرض، لَا يَكُوْنُ نفی فعلِ مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب فعلِ تام، "مِنْ" حرفِ جار، "کَ" ضمیر مجرور، جار مجرور مل کر ظرفِ لغو، نُزُوْلٌ معطوف علیہ، "فا" عاطفہ، "اَنْ" ناصبہ موصولِ حرفی مقدر، "تُصِيْبُ" فعلِ مضارع معروف صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ "اَنْتَ" جس میں "اَنْ" ضمیرِ فاعل، "تا" علامتِ خطاب، خَيْرًا مفعول بہ، تُصِيْبُ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، "اَنْ" موصولِ حرفی اپنے صلے سے مل کر تاویلِ مفرد ہوکر معطوف، نُزُوْلٌ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، "لَا يَكُوْنُ" فعل اپنے فاعل اور ظرفِ لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۵) واو جارہ قسمیہ، لفظ اللہ مجرور، جار مجرور مل کر ظرف مستقر برائے فعل محذوف اُقسم، اُقسم فعل مضارع معروف صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ "أنا" فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ قسمیہ۔ لام برائے تاکید، أضربن فعل مضارع معروف صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ "أنا" فاعل، زیداً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ جواب قسم۔

(٦) "ما" اسمیہ استفہامیہ برائے تعجب بمعنی اَیُّ شَیْءٍ مبتدا، "اَحْسَنَ" فعل، ضمیر مستتر معبر بہ "هُوَ" فاعل، "ہ" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔ "اَحْسِنْ" فعل امر حاضر معروف بمعنی فعلِ ماضی معروف اَحْسَنَ، "با" جارہ زائدہ، "ہ" ضمیر مجرور متصل مرفوع محلاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

قاعدہ: "ما" تعجبیہ ہمیشہ مبتدا واقع ہوتا ہے بشرطیکہ اس پر کوئی عاملِ ناصب وجازم داخل نہ ہو، جیسے مثالِ مذکور میں۔ فَمَا اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ. قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا اَكْفَرَهٗ. اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ تعجب کی مثالیں ہیں۔

....

جملہ انشائیہ کی تین قسمیں ہیں:

① جملہ اسمیہ انشائیہ جیسے :لَیْتَ زَیْداً حَاضِرٌ ."لیت "حرف مشبہ بالفعل،''زیداً''اسم''لیت''،''حاضر''صیغہ اسم فاعل،ضمیر مستتر معبر بـــ" ھُوَ" راجع بسوئے''زید''اس کا فاعل،اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ خبر''لیت''، "لیت "اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

فائدہ: ضمیر مستتر پر تلفظ نہیں ہوتا، بلکہ بوقتِ ترکیب اسے تعبیر کرنے کے لئے"ھُوَ" یا"أَنْتَ"ضمیر استعارتاً استعمال کرتے ہیں،لہذا ترکیب کرتے وقت"ھُوَ" ضمیر مستتر نہیں کہیں گے، بلکہ ضمیر مستتر معبَّر بـــ"ھُوَ" یا معبَّر بہ"أنتَ"کہیں گے۔

② جملہ فعلیہ انشائیہ جیسے :ھَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ."ھل "استفہامیہ،"ضرب"فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب،"زید"فاعل،فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

③ جملہ ظرفیہ انشائیہ جیسے:أَفِیْ الدَّارِ رَجُلٌ . ہمزہ استفہامیہ،"فی" حرف جر،" الدار" مجرور، جار مجرور مل کر متعلق" ثبت" "رجل "فاعل۔اس صورت میں اسے جملہ ظرفیہ انشائیہ کہا جائے گا۔اگر جار مجرور کو ثابت سے متعلق کر کے خبر مقدم بنایا جائے تو پھر یہ جملہ ظرفیہ انشائیہ نہیں بلکہ جملہ اسمیہ انشائیہ ہوگا۔

فائدہ: جملہ شرطیہ انشائیہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ شرط کے لئے ضروری ہے کہ وہ فعلیہ خبریہ ہو اور انشائیہ میں خبر نہیں ہوتی،البتہ جو حضرات حکم کا مدار جزا کو بناتے ہیں اور شرط کو بطورِ قید سمجھتے ہیں ان کے نزدیک جملہ انشائیہ شرطیہ بھی ہوتا ہے مگر اسے شرطیہ کہنا مجاز ہوگا۔

فائدہ: جملہ انشائیہ کے بارے میں قاعدہ ہے کہ "الإنْشَاءُ یَثْبُتُ بِثَلَاثَةِ أَشْیَاءَ: بِالعَلَامَاتِ العَشَرَۃِ، وَبِتَغْیِیْرِ الصِّیْغَةِ، وَ بِقَصْدِ المُتَکَلِّمِ وَإِرَادَتِہٖ". انشاء کا ثبوت تین چیزوں سے ہوتا ہے:

① دس علامات سے،ان دس میں سے نو علامتیں درجِ ذیل شعر میں مذکور ہیں۔

امر نہی عرض استفہام باشد ہم ندا
ہم تمنی ہم تعجب عقد قسم بارجا

افعالِ مدح وذم کو بھی انشائیہ کہتے ہیں اور بعض افعال مقاربہ کو بھی ان میں شامل کرتے ہیں،ان کی تفصیل

اپنے محل میں آئے گی انشاء اللہ.

❷ صیغہ تبدیل ہونے سے بھی انشاء ثابت ہوتی ہے، جیسے: "تَضرِبُ" واحد مذکر حاضر سے "اِضرِبْ"، لَاتَضرِبُ" سے "لَاتَضرِبْ". "نَعِمَ، بَئِسَ" سے "نِعْمَ، بِئْسَ".

❸ متکلم کے قصد وارادے کو بھی انشاء میں دخل ہے جیسے: "الحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِیْنَ" اگر اسے پڑھا اور ارادہ کیا کہ میں خود "حمد" ایجاد کر رہا ہوں یعنی ابھی حمد کر رہا ہوں تو جملہ انشائیہ ہوگا، اگر اس نیت سے پڑھا کہ لکھا ہوا تلاوت کر رہا ہوں تو پھر یہ خبریہ ہے۔

جملہ انشائیہ کی علامات

جملہ انشائیہ کی دس علامتیں ہیں:

❶ امر: امر لغت میں "حکم کرنے کو کہتے ہیں" اور اصطلاح میں وہ صیغہ جس میں مخاطب سے فعل کو طلب کیا جائے، جیسے: اِضرِبْ أی: أطْلُبُ مِنْكَ الضَّرْبَ. "اضرب" فعل، ضمیر مستتر معبر بہ "أنتَ" فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

❷ نہی: نہی لغت میں منع کرنا، اور اصطلاح میں وہ صیغہ جس میں فاعل سے ترکِ فعل کو طلب کیا جائے جیسے: لَاتَضرِبْ أی: أطْلُبُ مِنْكَ عَدَمَ الضَّرْبِ.

فائدہ: امر و نہی حاضر معروف کی طرح امر و نہی غائب معروف و مجہول کے صیغے بھی جملہ انشائیہ ہوتے ہیں۔

❸ استفہام بمعنی دریافت کرنا اور یہاں وہ جملہ مراد ہے جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں جیسے: هَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ.

❹ تمنی بمعنی کسی ایسی چیز کے حصول کی محبت جس کے حصول کی امید نہ ہو اور یہاں وہ جملہ مراد ہے جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں جیسے: لَیْتَ زَیْداً حَاضِرٌ.

❺ ترجی بمعنی ایسے امر محبوب یا مکروہ کی امید کرنا جس کے حصول کی امید ہو اور یہاں وہ جملہ مراد ہے جس سے یہ معنی مفہوم ہوتے ہوں جیسے: لَعَلَّ عَمْراً غَائِبٌ.

فائدہ: تمنی اور ترجی میں فرق یہ ہے کہ تمنی کا استعمال محالات میں ہوتا ہے جیسے: یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَاباً، لَیْتَ

فصل بدانکہ مرکب غیر مفید آنست کہ چوں قائل برآں سکوت کند سامع را خبرے یا طلبی حاصل نشود،

وآں بر سہ قسم است: اول مرکب اضافی چوں: غُلَامُ زَیْدٍ جزِ اول را مضاف گویند و جزِ دوم را مضاف

الشَّبَابَ یَعُوْدُ. برخلاف ترجی کے کہ اس کا استعمال ممکنات میں ہوتا ہے، جیسا کہ شاعر کا قول ہے

أُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

❻ عقود عقد کی جمع ہے اور عقد بمعنی ایجاب وقبول، ایجاب وقبول وہ جملے ہیں جو بوقتِ عقد عاقِدَین استعمال کرتے ہیں جیسے: بِعْتُ وَ اشْتَرَیْتُ. "بع "فعل، "تُوْ" فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف علیہ، "واو" حرف عطف "اشتری" فعل، "تُوْ" فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف، معطوف معطوف علیہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

فائدہ : اگر فاعل یک حرفی ہو جیسے مثال مذکور میں صرف "تُ" فاعل ہے تو اس کی تعبیر دوحرفی کلمے سے کرتے ہیں، چناچہ "تُ" میں "تُوْ"، "تَ" میں "تَیْ" اور "تِ" میں "تِیْ" کہتے ہیں۔

فائدہ : بعت واشتریت اس وقت جملہ انشائیہ بنیں گے جب خرید وفروخت کے وقت انہیں استعمال کیا جائے، خرید وفروخت کے بعد اگر ان کا تلفظ کیا جائے تو یہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوں گے۔

❼ ندا: ندا بمعنی پکارنا، مراد وہ جملہ ہے جس سے یہ معنی بذریعہ حرفِ ندا مفہوم ہوتے ہوں جیسے: یَا اَللّٰہُ.

❽ عرض: عرض کے معنی ہیں نرمی کے ساتھ کوئی چیز طلب کرنا، مراد وہ جملہ ہے جس سے یہ معنی بذریعہ ہمزۂ استفہام مفہوم ہوں جیسے: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا.

❾ قسم(۱) جیسے: وَاللّٰهِ لَأَضْرِبَنَّ زَیْدًا.

❿ تعجب: تعجب اس کیفیت کو کہتے ہیں جو نفس میں ایسے امر کے علم سے پیدا ہوئی جس کا سبب مخفی ہو، اسی لئے کہتے ہیں کہ جب سبب ظاہر ہو تو تعجب زائل ہو جاتا ہے۔ یہاں مراد وہ جملہ ہے جو اس معنی کے انشاء پر دلالت کرے، یعنی وہ کلمہ جس کے ذریعے کسی چیز پر تعجب کیا جائے، اس کے دووزن ہیں: مَا اَفْعَلَہٗ وَ اَفْعِلْ بِہٖ جیسے: مَا اَحْسَنَہٗ وَ اَحْسِنْ بِہٖ.

---

(۱) عربی اسلوب بلاغت میں "قسم" ایک ادبی صنعت ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم کی قسمیں مذاقِ عرب پر گراں نہیں گزریں، اور اہلِ لسان میں سے مخالفین نے بھی کبھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ کلام اللہ میں مخلوقات کی قسمیں چہ معنی دارد؟ قسم کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ قسم شرعی یہ صرف اللہ رب العزت کے ساتھ مخصوص ہے۔ .... =

الیہ، ومضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد. دوم مرکب بنائی واو آنست کہ دواسم را یکے کردہ باشد واسمِ دوم متضمن حرفے باشد چوں: اَحَدَ عَشَرَ تا تِسْعَةَ عَشَرَ کہ دراصل اَحَدٌ وَعَشَرٌ و تِسْعَةٌ وَعَشَرٌ بودہ است، واو را حذف کردہ، ہر دواسم را یکے کردند، وہر دو جزو مبنی باشد بر فتح اِلاَّ اِثْنَا عَشَرَ کہ جزِاول معرب است. سوم مرکب منع صرف واو آنست کہ دواسم را یکے کردہ باشند، واسم دوم متضمن حرفے نباشد چوں: بَعْلَبَكُّ وَ حَضَرَمَوْتُ کہ جزِاول مبنی باشد بر فتح برمذہبِ اکثر علماء وجزِ دوم معرب. بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد چوں: غُلَامُ زَيْدٍ قَائِمٌ(۱)، و عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَماً(۲)،

= ۲-کبھی مدعا کو ثابت کرنے کے لئے مُقسَم بہ کو بطورِ دلیل وشاہد کے پیش کیا جاتا ہے جیسے: وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ. زمانہ گواہ ہے کہ انسان خسارے میں ہے۔ اسی طرح: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ. اور جیسے: ''قسم بلبِ میگونِ تو وزلفِ شبگونِ تو کہ محبوبِ دلربائی''۔ یعنی تیرے لب اور زلفیں اس بات کی شاہد ہیں کہ تو دلربا ہے۔

۳-کبھی بطور دعا استعمال ہوتی ہے جیسے: لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ. تیری زندگی کی قسم، مطلب یہ ہے کہ اللہ کرے تیری عمر دراز ہو۔

۴-قسم بطورِ بددعا جیسے حضرت حسان بن ثابت کا شعر ہے۔

ثَكِلْتُ بُنَيَّتِیْ اِنْ لَّمْ تَرَوْهَا تُثِيْرُ النَّقْعَ مِنْ طَرَفَیْ كَدَاهَا

اے مکہ والو! کداء پہاڑ کی طرف سے آکر ہم تم پر چڑھائی کریں گے اور اسی راستے سے آکر ہمارے گھوڑے تم کو فتح کریں گے۔ اگر تم ان گھوڑوں کو کداء پہاڑی کے دونوں طرف گرد وغبار اڑاتے نہ دیکھو تو میں اپنی بیٹی کا غم دیکھوں۔ یعنی اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ یہ نعمت مجھ سے چھین لے۔ اسی لئے فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''حسان کی قسم پوری کرنے کے لئے کداء میں سے لشکر گزاریں اور پھر مکہ میں داخل ہوں''۔

(۱) غلام مضاف، زید مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا، قائم صیغہ اسم فاعل، ضمیر مستتر معرب ''ھو'' فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) ''عند'' مضاف، یائے متکلم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف مستقر (متعلق) ''ثابت''، ثابت صیغہ اسم فاعل، ضمیر مستتر معرب ''ھو'' فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ خبر مقدم، ''احد عشر'' ممیز، ''درھما'' تمیز، ممیز تمیز مل کر مبتدا موخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَجَاءَ بَعْلَبَكُّ(۱).

(فصل بدانکہ مرکب غیر مفید......الخ) مرکب غیر مفید اس مرکب کو کہتے ہیں کہ جب قائل اپنی بات کہہ کر خاموش ہو جائے تو سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو، بلکہ بات ادھوری رہ جائے۔ مرکب غیر مفید کی چار قسمیں ہیں:

۱-مرکب اضافی ۲-مرکب بنائی ۳-مرکب مزجی ۴-مرکب توصیفی

مرکب اضافی

مرکب اضافی وہ ہے کہ دو کلموں کو ملا کر ایک کلمہ کیا جائے ،کلمہ اول سے تنوین یا عوضِ تنوین کو گرا دیا جائے اور کلمہ ثانی کو اس کی جگہ پر لایا جائے اور دوسرے کلمے کی حیثیت ماقبل کے اعتبار سے تنوین کی ہو، یعنی جس طرح تنوین سے اسم تام ہو جاتا ہے اسی طرح اضافت سے بھی اسم تام ہو جاتا ہے، جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ.

قائم مقام یا عوض تنوین سے مراد نون تثنیہ اور نون جمع ہیں جو اضافت کے وقت گر جاتے ہیں، جیسے: غُلَامَا زَيْدٍ، مُسْلِمُوْ مِصْرَ.

غُلَامُ زَيْدٍ اصل میں غُلَامٌ لِـزَيْدٍ تھا، اول کلمہ سے تنوین کو گرا دیا، کیونکہ تنوین کلمہ کے آخر میں آتی ہے اور اضافت کے بعد غلامٌ کا ''میم'' درمیان کلمہ میں آ گیا۔ مضاف الیہ کا عاملِ جار کون ہے؟ بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ مضاف عاملِ جر ہے لیکن یہ درست نہیں، کیونکہ مضاف جامد ہوتا ہے اور جامد کے بارے میں قاعدہ ہے کہ ''اَلجَامِدُ لَا يَعْمَلُ''. اس کے برعکس دوسرا قول یہ ہے کہ عاملِ جر دراصل حرفِ جر مقدر ہے، وہ اس طرح کہ اضافت کی تین قسمیں ہیں:

❶ اضافتِ لامی: وہ اضافت جس میں حرفِ جر ''لام'' مقدر ہو جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ أي: غُلَامٌ لِزَيْدٍ.

❷ اضافتِ فیوی: وہ اضافت جس میں ''فی'' حرفِ جر مقدر ہو جیسے: صَلَاةُ العِشَاءِ أي: صَلَاةٌ فِيْ العِشَاءِ.

❸ اضافتِ منّی: وہ اضافت جس میں حرفِ جر ''مِنْ'' مقدر ہو جیسے: خَاتَمُ فِضَّةٍ أي: خَاتَمٌ مِنْ فِضَّةٍ.

اضافت کی ان تینوں صورتوں میں کوئی نہ کوئی حرف جر مقدر ہے، لہذا وہی حرف جر مقدر مضاف الیہ کو جر دیتا ہے۔ مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے جب کہ مضاف کا اعراب متعین نہیں ہوتا، اگر عامل رافع ہو تو مرفوع، جیسے: جَاءَنِيْ غُلَامُ

---

(۱) ''جاءَ'' فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ''بعلبک'' مرکب منع صرف اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

....

زَیْدٍ.عامل ناصب ہوتو منصوب،جیسے :رَأیْتُ غُلَامَ زَیْدٍ .عامل جار ہوتو مجرور ہوتا ہے،جیسے:مَرَرْتُ بِغُلَامِ زَیْدٍ.

مرکب بنائی

مرکب بنائی اس مرکب کو کہتے ہیں جہاں دو اسموں کوایک کیا جائے اوراسم ثانی کسی حرف کا متضمن ہو اورتائے تانیث کی حیثیت رکھتا ہو،جیسے:أحَدَ عَشَرَ کہ اصل میں أحَدٌ وَ عَشَرٌ تھا۔اسم ثانی عَشَرٌ متضمن حرف ''واؤ'' تھا،واوحرف مبنی ہے،لہذا جوکلمہ اس کا متضمن ہوگا وہ بھی مبنی ہوگا۔''واؤ'' درمیان سے حذف کردی دونوں جز مبنی بر فتح ہو گئے۔ ثانی کے مبنی ہونے کی وجہ حرف عطف کا متضمن ہونا ہےاورجزِ اول اس لئے مبنی ہے کہ عَشَرٌ تائے تانیث کی حیثیت رکھتا ہے،اورتائے تانیث چاہتی کہ میرا ماقبل مفتوح ہو،اس لئے اس کے ماقبل أحَدٌ کوبھی فتحہ دے دیا۔

أحَدَ عشَرَ سے لےکر تِسْعَةَ عَشَرَتک سب اعداد مبنی ہیں سوائے إثْنَا عَشَرَ کے کہ اس میں جز اول دووجہ سے معرب ہے:

❶ اس کی مشابہت مضاف کے ساتھ ہے کہ جس طرح اضافت میں نون تثنیہ ونون جمع گر جاتے ہیں،اسی طرح إثْنَانِ کا نون بھی گر جاتا ہے۔

❷ نونِ تثنیہ اور جمع سے پہلے اعراب ہوتا ہے تو نون کے حذف کے بعد بھی اس کو اپنے اصل اعراب پر باقی رکھیں گے،اور وہ معرب ہے۔

ماقبل میں ذکر کردہ قانون''تائے تانیث اپنے ماقبل فتحہ چاہتی ہےاورعشرکی حیثیت تائے تانیث کی ہے،لہذا اس کا ماقبل مفتوح ہونا چاہیے''پرعمل اس لئے ممکن نہیں کہ یہاں عشر کا ماقبل الف ہےاورالف فتحہ قبول نہیں کرتا۔

مرکب بنائی کی تین قسمیں ہیں:

۱-مرکب من العدد،۲-مرکب من الظروف،۳-مرکب من الأحوال.

مرکب من العدد

اس مرکب کو کہتے ہیں جس کی ترکیب اعداد سے ہو،یعنی اس کے دونوں اسم عدد ہوں جیسے:أحَدَ عشَرَ سے

تسعة عشر تک، دونوں اسم مبنی بر فتحہ ہیں، پہلا اس لئے کہ وہ تائے تانیث کے ماقبل کی حیثیت رکھتا ہے، یعنی درمیان میں واقع ہے، اور دوسرا اس لئے کہ وہ حرف کے معنی کو متضمن ہے اور حروف مبنی ہیں، لہذا متضمنِ مبنی بھی مبنی ہوگا۔

مرکب من الظروف

اگر مرکب بنائی ظرف ہو یعنی دونوں اسم ظرف ہوں، اُن دونوں کو ایک کر دیا جائے اور دوسرا تائے تانیث کی حیثیت رکھے اور حرف کے معنی کو متضمن ہو تو اسے مرکب من الظروف کہتے ہیں، جیسے: بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْقُطُ بَيْنَ بَيْنَ.
اصل میں بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْقُطُ بَيْنَ وَ بَيْنَ تھا، ''واؤ'' کو حذف کر دیا۔ اسی طرح۔

مَنْ لَا يَصْرِفُ الْوَاشِيْنَ عَنْه صَبَاحَ مَسَاءَ يَبْغُوه خَبَالًا

اصل میں "صَبَاحاً وَ مَسَاءً" تھا، دونوں کو ملا کر ایک کر دیا اور ''واؤ'' کو حذف کیا تو "صَبَاحَ مَسَاءَ" ہوا۔ اسے مرکب من الظروف کہتے ہیں۔

مرکب من الأحوال

ایسا مرکب جس میں مرکب بنائی از قبیل حال ہو یعنی دونوں اسم حال ہوں، جیسے: تَسَاقَطُوا أَخْوَلَ أَخْوَلَ.
اصل میں تَسَاقَطُوا أَخْوَلَ وَ أَخْوَلَ تھا۔ واو کو حذف کیا گیا اور کلمہ ثانیہ ''واؤ'' کا متضمن ہے۔ یہاں احوال کو بیان کیا جا رہا ہے یعنی تَسَاقَطُوا مُتَفَرِّقِيْنَ.

مرکب مزجی

دو اسموں کو ایک کر دیا جائے اور اسم ثانی کسی حرف کا متضمن نہ ہو البتہ تائے تانیث کی حیثیت رکھتا ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ۱- مرکب منع صرف، ۲- مرکب صوتی

مرکب منع صرف

اگر دوسرا اسم ترکیب (دونوں اسموں کو ملانے) سے پہلے معرب ہو تو اسے مرکب منع الصرف کہتے ہیں، جیسے: بَعْلَبَكَّ. اصل میں بَعْلٌ اور بَكٌّ دو اسم تھے۔ بعل ایک بت کا نام ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے: أَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَتَذَرُوْنَ أَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ. اور "بَكٌّ" ایک بادشاہ کا نام ہے۔ دونوں کو ملا کر ایک اسم بنا دیا گیا۔ جز اول مبنی بر فتحہ اور جز ثانی

....

معرب غیر منصرف ہوتا ہے، غیر منصرف کی وجہ علمیت اور ترکیب کا اجتماع ہے۔

مرکب صوتی

مرکبِ مزجی میں اگر دوسرا اسم ترکیب سے پہلے مبنی ہو تو اسے مرکب صوتی کہتے ہیں۔ مرکب صوتی مرکب مزجی کی قسم اور مرکب منع صرف کا قسیم ہے۔ مرکب صوتی اس مرکب کو کہتے ہیں جو ایک اسم اور ایک صوت (آواز) سے مرکب ہو، جیسے: سیبو یہ، نفطو یہ، راہو یہ، خالو یہ وغیرہ۔ سیب، نفط، راہ، خال اسماء ہیں اور "وَیہ" دوسرا اسم ہے، دونوں کو ملا کر ایک کر دیا۔ ویہ پہلے سے مبنی تھا، ترکیب کے بعد جز اول کو بھی مبنی کر دیا تو دونوں جز مبنی ہو گئے۔

فائدہ: مرکب مزجی مزج سے ہے اور مزج ملانے کو کہتے ہیں۔ یہاں بھی دو اسموں کو ملا کر ایک کیا جاتا ہے اسی لئے اسے مرکب مزجی کہتے ہیں۔

مرکب توصیفی

اس مرکب کو کہتے ہیں جو موصوف اور صفت سے مرکب ہو، جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ. رجل موصوف اور عالم صفت ہے، اس کی حیثیت مفرد کی ہوتی ہے۔

صاحب نحو میر نے مرکب توصیفی اور مزجی کی ایک قسم مرکب صوتی کو بیان نہیں کیا۔

بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد الخ: مرکب غیر مفید ہمیشہ جملے کا جز ہوتا ہے مکمل جملہ نہیں ہوتا، اس لئے کہ اگر ان میں جملہ بننے کی صلاحیت ہوتی تو انہیں مرکب مفید کہا جاتا غیر مفید کہنے کا کیا فائدہ؟ مصنف نے اس کی تین مثالیں دی ہیں: اول اسمیہ، جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ. دوسری مثال جملہ ظرفیہ کی ہے، جیسے: عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَماً(۱). تیسری مثال جملہ فعلیہ کی ہے، جیسے: جَاءَ بَعْلَبَكُّ.

مذکورہ تینوں مثالوں میں مرکب غیر مفید: غُلَامُ زَیْدٍ، عِنْدِیْ اور بَعْلَبَكُّ جملے کا جز ہیں مکمل جملہ نہیں۔

---

(۱) قانون: ظرف کبھی مبتدا واقع نہیں ہوتا البتہ خبر واقع ہوتا ہے، کبھی خبر مقدم اور کبھی معمول کے مطابق مبتدا کے بعد آتا ہے۔

فصل: بدانکہ ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد لفظاً چوں: ضَرَبَ زَیْدٌ(۱) وزَیْدٌ قَائِمٌ(۲) یا تقدیراً چوں: اِضْرِبْ کہ اَنْتَ درو مستتر است(۳)، واز یں بیشتر باشد و بیشتر را حدے نیست.

بدانکہ چوں کلماتِ جملہ بسیار باشد اسم وفعل وحرف را با یکدیگر تمیز باید کردن، ونظر نمودن کہ معرب است یا مبنی؟ وعامل است یا معمول؟ وباید دانستن کہ تعلقِ کلمات با یکدیگر چگونہ است تا مسند ومسند الیہ پیدا گردد ومعنی جملہ بتحقیق معلوم شود.

(فصل: بدانکہ ہیچ جملہ......الخ) جملے کے وجود کے لئے دو کلموں کا ہونا ضروری ہے، دو کلموں کے بغیر جملہ نہیں بنتا۔ چاہے دونوں کلمے لفظاً موجود ہوں اور دونوں اسم ہوں، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ جملہ اسمیہ میں اور جملہ فعلیہ میں ضَرَبَ زَیْدٌ. مذکورہ دونوں مثالوں میں دو کلمے لفظوں میں موجود ہیں۔ یا تقدیراً دو کلمے ہوں، جیسے: اِضْرِبْ. یہ اگر چہ بظاہر ایک کلمہ معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت دو کلمے ہیں کہ اِضْرِبْ میں ضمیرِ فاعل مستتر ہے جسے "اَنْتَ" سے تعبیر کرتے ہیں۔

جملہ بنانے کے لئے کم از کم دو کلموں کا ہونا ضروری ہے کہ جملہ دو کلموں سے کم نہ ہو زیادہ ہو سکتا ہے اور زیادتی کی کوئی حد مقرر نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک مبتدا ہو اور اس کی کئی خبریں ہوں جیسے: اَللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ. اور اس طرح بھی ہوتا ہے کہ فعل تو ایک صیغہ اور اس کا فاعل تین چار لائنوں پر مشتمل ہو جیسے: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِہِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِہِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِہِمْ اَوْ مَامَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَاِنَّہُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ. اس مثال میں "اَفْلَحَ" فعل اور باقی سارا جملہ معطوفات سے مل کر فاعل ہے۔ یا پھر مشہور مثال: ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْباً شَدِیْداً فِیْ دَارِہٖ اَمَامَ الْاَمِیْرِ تَادِیْباً وَالْخَشَبَۃَ.

(بدانکہ چوں کلماتِ جملہ......الخ) مطالعہ کا طریقہ یہ ہے کہ الفاظ میں سب سے پہلے سہ اقسام: اسم، فعل، حرف کو پہچانا جائے، اس کے بعد تذکیر وتانیث کو ممیز کیا جائے کون سا کلمہ مذکر اور کون سا مؤنث ہے؟ پھر تعریف وتنکیر کو معلوم کیا جائے، اس کے بعد دیکھا جائے کہ کون سا کلمہ معرب اور کون سا مبنی ہے؟ اور وجوہ اعراب کیا ہیں؟ اس کے بعد عامل اور

---

(۱) ضَرَبَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، زَیْدٌ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) زَیْدٌ مبتدا، قَائِمٌ اسمِ فاعل صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" راجع بسوئے زید فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) مصنف رحمہ اللہ کے قول میں تسامح ہے، کیونکہ ضمیر مستتر کی کوئی شکل وصورت نہیں ہوتی، بلکہ اسے "اَنْتَ، ھُوَ" وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، لہٰذا بوقتِ ترکیب کہا جائے گا "ضمیر مستتر معبر بہ "اَنْتَ" فاعل، جیسا کہ سابقہ تراکیب میں گزرا۔

فصل بدانکہ علامت اسم آنست کہ الف ولام یا حرفِ جر دراولش باشد چوں: اَلْحَمْدُ وبِزَیْدٍ، یا تنوین در آخرش باشد چوں: زَیْدٌ، یا مسندالیہ باشد چوں: زَیْدٌ قَائِمٌ، یا مضاف باشد چوں: غُلَامُ زَیْدٍ، یا مصغّر باشد چوں: قُـرَیْشٌ، یا منسوب باشد چوں: بَغْدَادِیٌّ، یا مثنّٰی باشد چوں: رَجُلَانِ، یا مجموع باشد چوں: رِجَالٌ، یا موصوف باشد چوں: جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ(۱)، یا تائے متحرک بدو پیوندد چوں: ضَارِبَۃٌ۔

معمول کو پہچانا جائے اور آخر میں کلمات کا ایک دوسرے سے تعلق دیکھا جائے تو اس طرح جملے میں مسندالیہ اور مسند ان کے متعلقات ظاہر ہو جائیں گے اور جملہ حل ہو جائے گا(۲)۔

علامات اسم

علامات اسم تقریباً اٹھارہ ہیں، مصنف نے یہاں گیارہ مشہور علامتیں ذکر کی ہیں۔

(۱) علامت بمعنی خاصہ ہے، اور نحویوں کی اصطلاح میں "خَاصَّۃُ الشَّیْءِ" وہ ہے جو شیء سے خارج ہو اور شیء کے ساتھ پایا جائے، اور شیء کے غیر کے ساتھ نہ پایا جائے۔ یہاں جو علامتیں بیان کی گئی ہیں وہ سب کی سب ایسی ہیں کہ اسم میں پائی جاتی ہیں غیر میں نہیں۔ علامت کی دو قسمیں ہیں: علامتِ شاملہ جو اسم کے ہر ہر فرد میں پائی جائے، کوئی فرد اس سے کسی وقت خالی نہ ہو۔ ان میں ایسی کوئی علامت نہیں۔ دوسری غیر شاملہ جو اسم کے بعض افراد میں بعض اوقات پائی جائے۔ یہاں مذکورہ علامات سب کی سب ایسی ہی ہیں، بلکہ اسم کے لئے علامتِ شاملہ ہے ہی نہیں جو اس کے ہر ہر فرد میں ہر وقت پائی جائے۔

پھر یہ علامتیں دو قسم پر ہیں: اول لفظی جو پڑھنے میں آئیں جیسے: اَلْحَمْدُ میں الف لام اور بِزَیْدٍ میں "با" حرفِ جار، اور زَیْدٌ میں تنوین۔ دوم معنوی جو پڑھنے میں نہ آئیں جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ میں "زَیْدٌ" کا مسندالیہ ہونا کہ ذہنی حکم ہے جو پڑھنے میں نہیں آتا اور غُلَامُ زَیْدٍ میں "غُلَام" کا مضاف ہونا کہ یہ بھی ذہنی حکم ہے جو زبان سے پڑھا نہیں جا سکتا۔ قُرَیْشٌ میں یائے تصغیر لفظی علامت ہے۔ یہ قرش کی تصغیر ہے، اور قرش ایک دریائی جانور کو کہتے ہیں جو تمام دریائی جانور پر غالب رہتا ہے۔ اسی مناسبت سے عرب کا ایک قبیلہ اس لفظ کے ساتھ موسوم ہوا کہ وہ بھی تمام قبائلِ عرب پر غالب تھا، یہ تصغیر برائے تعظیم ہے۔ بَغْدَادِیٌّ میں یائے نسبت لفظی علامت ہے۔ رَجُلَانِ میں الف نون لفظی علامت ہیں۔ رِجَالٌ میں موجودہ تغیر جو رَجُلٌ میں ہو الملفوظ ہونے کی وجہ سے علامتِ لفظی ہے۔ جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ میں "رَجُلٌ" کا موصوف ہونا یہ بھی ذہنی حکم ہے جس کو زبان سے نہیں پڑھ سکتے، لہٰذا یہ علامتِ معنوی ہے۔ اور ضَارِبَۃٌ میں تائے متحرکہ یہ بھی لفظی علامت ہے۔ الحاصل مصنف علیہ الرحمۃ نے اسم کی گیارہ علامتیں بیان فرمائیں، جن میں سے آٹھ لفظی اور تین معنوی ہیں۔

(۲) جَاءَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، رَجُلٌ موصوف، عَالِمٌ اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بـــــ "ھُوَ" راجع بسوئے موصوف فاعل، اسمِ فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، جَاءَ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

❶ اس کے شروع میں الف لام ہو،اس سے مراد لام تعریف ہے،جیسے: اَلْحَمْدُ.
فائدہ: تنوین اور الف لام (تعریفی) کا اجتماع ایک کلمے میں ممنوع ہے۔

❷ حرف جر کا داخل ہونا،جیسے: بِزَیْدٍ. حروف جارہ سترہ ہیں،اسم کے شروع میں آکر اسے جر دیتے ہیں۔

باو تاو کاف ولام وواد منذ مذ خلا
رب حاشا من عدا فی عن علیٰ حتی الی

فائدہ: بجائے ب، ت، ک، ل، کے باو، تاو کاف، لام اس لئے کہا کہ نحویوں کا قانون ہے کہ ”کسی ایک حرفی کلمے کو وہ ایک حرف سے تعبیر نہیں کرتے بلکہ اس کے اسم سے تعبیر کرتے ہیں“۔ جیسے بجائے ”ب“ کے ”با“ کہا،اب اس میں دو حرف آگئے۔اسی طرح ترکیب کرتے وقت ”ضَرَبْتُ“ کے بارے میں کہتے ہیں ”ضَرَبَ“ فعل اور ”تُوْ“ ضمیرِ بارز اس کا فاعل ”تُ“ ضمیر نہیں کہتے،کیونکہ یہ ایک حرفی ہے ”ضَرَبْتَ“ میں ”تَوَ“ اور ”ضَرَبْتِ“ میں ”تِیَ“ فاعل۔

❸ ۳۔ کلمے کے آخر میں تنوین کا آنا،جیسے: زَیْدٌ.

تنوین کی پانچ قسمیں ہیں:

❶ تنوینِ تمکّن: وہ تنوین جو اسم متمکن پر داخل ہو جیسے: زَیْدٌ، خَالِدٌ.

❷ تنوینِ تنکیر: وہ تنوین جو کسی اسم کو نکرہ بنانے کے لئے آئے جیسے: جَاءَ نِیْ أَحْمَدُ وَأَحْمَدٌ آخَرَ. دوسرے ”احمد“ پر جو تنوین ہے اسے تنوینِ تنکیر کہتے ہیں،کیونکہ ”احمد“ غیر منصرف ہے اور غیر منصرف پر تنوینِ تمکن نہیں آتی۔اسی طرح ”صَہٍ“ أی: اُسْکُتْ سُکُوْتاً مَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا. اگر ”صَہْ“ بغیر تنوین کے ہو تو اس کا معنی ہے اُسْکُتْ الآن. یعنی معین ہے،جب کہ تنوین کی صورت میں معنی عام ہو جاتا ہے۔

❸ تنوینِ تقابل: وہ تنوین جو کسی چیز کے مقابلے میں آئے جیسے: جمع مؤنث سالم ”مُسْلِمَاتٌ“ میں تنوین جمع مذکر سالم ”مُسْلِمُوْنَ“ کے نون کے مقابلے میں ہے۔

❹ تنوینِ عوض: جو کسی محذوف چیز کے عوض میں آئے جیسے: یَوْمَئِذٍ، حِیْنَئِذٍ کہ اصل میں یَوْمَ إِذْ کَانَ کَذَا، حِیْنَ إِذْ کَانَ کَذَا تھا،مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کے عوض تنوین لے آئے۔

❺ تنوینِ ترنم: وہ تنوین جو وزنِ شعری برابر کرنے کے لئے آئے،یہ تنوین اسم کی خصوصیت نہیں،بلکہ فعل پر بھی داخل ہوتی ہے،اسی طرح بغیر گنجائش کے اسم پر داخل ہوتی ہے۔

أَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلُ وَالعِتَابَنْ
وَقُوْلِیْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ

....

"الـعِتَـابَـنْ" اسم پر الف لام داخل ہے، اس کے باوجود تنوین داخل ہوئی، کیونکہ تنوینِ ترنم ہے، اسی طرح "أصابَ" فعل پر بھی وزنِ شعری کی وجہ سے داخل ہوئی۔ کبھی یہ تنوین حرف کے آخر میں آتی ہے جیسے

أفِـدَ التَّـرَحُّـلُ غَيْـرَ أنَّ رِكَـابَنَـا   لَـمَّـا تَـزُلْ بِـرِحَـالِنَا وَكَأنْ قَدِنْ

یہاں "قد" حرف ہے لیکن اس پر تنوین داخل ہوئی۔ قرآن کریم میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں جیسے: وَتَظُنُّوْنَ بِاللهِ الظُّنُوْنَا. فَأضَلُّوْنَا السَّبِيْلا.

④ مسند الیہ ہونا، اس کا اطلاق مبتدا اور فاعل پر ہوتا ہے اور اسماء ہی مبتدا اور فاعل بن سکتے ہیں (۱) جیسے: زَيْـدٌ قَائِمٌ. اگر کہیں فعل مبتدا بنے تو اس میں تاویل کرتے ہیں جیسے: أنْ تَصُوْمُوا خَيْرٌ لَّكُم أي: صِيَامُكُم خَيْرٌ لَّكُم.

⑤ مضاف ہونا، جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ.

فائدہ: مضاف پر الف لام کا دخول ممنوع ہے، بعض نحوی مضاف الیہ کو بھی اسم کی علامت قرار دیتے ہیں اور جہاں فعل مضاف الیہ واقع ہو وہاں تاویل کرتے ہیں جیسے: يَـوْمُ يَـنْـفَـعُ الـصَّـادِقِيْـنَ صِـدْقُـهُـم أي: يَـوْمَ نَفْعِ الصَّـادِقِيْنَ صِدْقُهُم.

⑥ کلمے کا مصغر ہونا، جیسے: قُرَيْشٌ (۲).

---

(۱) اس علامت سے "مَـا عِنْدَكُم يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللهِ بَاقٍ". اور "قُلْ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ". میں "ما" کا اسم ہونا معلوم ہوتا ہے، کیونکہ "ما" کی طرف نفاد و بقاء اور خیریت کی اسناد کی گئی ہے۔

(۲) تصغیر اسم کی ہیئت وشکل میں ایسی تبدیلی جس کی وجہ سے اسم فُعَيْلٌ، فُعَيْعِلٌ یا فُعَيْعِيْلٌ کے وزن پر ہو جائے۔

تصغیر کے تین اوزان ہیں: فُعَيْلٌ، فُعَيْعِل، فُعَيْعِيْلٌ.

اغراضِ تصغیر: تصغیر کی مختلف اغراض ہیں:

کبھی تحقیر کے لئے کلمے کو مصغر بنایا جاتا ہے جیسے: جُبَيْلٌ، عُوَيْلِمٌ.

کبھی کسی چیز کے جسم وذات کی تقلیل پر دلالت کرتی ہے جیسے: وُلَيْدٌ، طُفَيْلٌ، كُلَيْبٌ.

کبھی کمیت وعدد کی تقلیل کے لئے آتی ہے جیسے: دُرَيْهِمَاتٌ، وُرَيْقَاتٌ.

کبھی تقریبِ زمان پر دلالت کرتی ہے جیسے: قُبَيْلَ الفَجْرِ، بُعَيْدَ العِشَاءِ.

کبھی تقریبِ مکان کے لئے آتی ہے جیسے: فُوَيْقَ، تُحَيْتَ.

تصغیر اسم کے ساتھ اس لئے مختص ہے کہ فعل کے معنی میں چھوٹے ہونے کا تصور نہیں ہوتا۔

❺ منسوب ہونا، منسوب اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں یائے نسبتی لگی ہو جیسے: بَغْدَادِیٌّ.

فائدہ: اسم منسوب کو اگر اعتماد حاصل ہو تو یہ خود عمل بھی کرتا ہے، جیسے: أَبَغْدَادِیٌّ أَنْتَ؟

= کبھی پیار و محبت کے اظہار پر دلالت کرتی ہے جیسے: یَا صُدَیِّقِی، یَا بُنَیَّ.

کبھی رحمت و شفقت کے اظہار کے لئے آتی ہے جیسے: ھٰذَا الْبَائِسُ مُسَیْکِین.

کبھی تعظیم کے لئے آتی ہے جیسے:

وَكُلُّ أُنَاسٍ سَوْفَ تَدْخُلُ بَيْنَهُمْ دُوَيْهِيَةٌ تَصْفَرُّ مِنْهَا الْأَنَامِلُ

کبھی اس کا فائدہ اختصار لفظی مع افادۃ الوصف ہوتا ہے جیسے: نُهَیْرٌ بمعنی نَهْرٌ صَغِیْرٌ.

شرائطِ تصغیر: ۱-اسم ہو، فعل و حرف کی تصغیر نہیں آتی۔

۲-اسم معرب ہو، عام طور پر اسمائے مبنیہ: ضمائر، اسمائے استفہام، اسمائے شرط وغیرہ کی تصغیر نہیں آتی۔ البتہ اسمائے مبنیہ کی جو تصغیر سماع من العرب سے ثابت ہو وہ مستثنیٰ ہے جیسے: نِفْطَوَیْه کی نُفَیْطَوَیْه. اَحَدَ عَشَرَ کی تصغیر اُحَیْدَ عَشَرَ. اسمائے اشارہ ذا، تا، اُولٰی کی تصغیر ذَیَّا، تَیَّا، اُوَلَیَّا. ذَانِ، تَانِ کی تصغیر ذَیَّانِ، تَیَّانِ. الَّذِی، الَّتِی، الَّذِیْنَ کی تصغیر اللَّذَیَّا، اللَّتَیَّا، اللَّذَیُّوْنَ.

۳-مصغر اللفظ نہ ہو، ورنہ اس کی تصغیر نہیں آئے گی جیسے: کُمَیْتٌ، دُرَیْدٌ، سُوَیْدٌ.

۴-اس کا معنی قابلِ تصغیر ہو، لہٰذا وہ اسماء جو واجب التعظیم ہوں ان کی تصغیر جائز نہیں جیسے: اسماء باری تعالیٰ، اسمائے انبیاء و ملائکہ۔ اسی طرح لفظ کُلّ، بعض، اسمائے شہور، اسمائے اسبوع، الفاظِ حکیہ، کلمہ غیر، سِوٰی، بَارِحَہ، غد کی تصغیر نہیں آتی۔

اقسامِ تصغیر: تصغیر کی دو قسمیں ہیں: ۱-تصغیر اصلی ۲-تصغیر ترخیم

اگر ثلاثی کی تصغیر مطلوب ہو تو حرفِ اول کو ضمہ، ثانی کو فتحہ اگر پہلے سے فتحہ نہ ہو، تیسری جگہ یائے ساکنہ برائے تصغیر لائیں گے جیسے: سَعْد، حَسَن سے سُعَیْد، حُسَیْن.

اگر ثلاثی مشدد ہو جیسے: قَطٌّ، عَمٌّ، دُرٌّ تو فک ادغام واجب ہے جیسے: قُطَیْطٌ، عُمَیْمٌ، دُرَیْرٌ.

ثلاثی کے آخر میں تائے تانیث ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

اگر ثلاثی کے بعض حروف اصلی محذوف ہوں تو بوقتِ تصغیر وہ واپس آجائیں گے جیسے: یَدٌ سے یُدَیٌّ، عِدَۃٌ، سَنَۃٌ (وعد، سنو یا سنہ) سے وُعَیْدٌ، سُنَیَّۃٌ یا سُنَیْهَۃٌ. بِنْتٌ، اُخْتٌ سے بُنَیَّۃٌ، اُخَیَّۃٌ.

اگر اسم رباعی ہو تو اول مضموم، ثانی مفتوح، تیسری جگہ یائے ساکنہ، اس کا مابعد مکسور ہوگا جیسے: جَعْفَرٌ سے جُعَیْفِرٌ.

وعلامتِ فعل (۱) آنست کہ قد دراولش باشد چوں: قَدْ ضَرَبَ (۲) یا سین باشد چوں: سَیَضْرِبُ (۳) یا سوف باشد چوں: سَوْفَ یَضْرِبُ (٤) یا حرفِ جزم بود چوں: لَمْ یَضْرِبْ (۵) یا

⑧ تثنیہ ہونا، جیسے: رَجُلَانِ.

⑨ جمع ہونا، جیسے: رِجَالٌ.

فائدہ: فعل تثنیہ وجمع نہیں ہوتا، ضربا، ضربوا وغیرہ میں فعل ضرب ایک ہی ہے فاعل دو یا دو سے زائد ہیں، الف سے اشارہ ہے کہ فاعل دو ہیں اور واو دلالت کرتی ہے کہ فاعل دو سے زائد ہیں۔

⑩ موصوف ہونا، جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ.

⑪ آخر میں تائے متحرکہ کا ہونا، جیسے: ضَارِبَةٌ (٦).

---

(۱) فعل کی آٹھ علامتوں میں سے اول چھ لفظی ہیں کہ ان کو زبان سے پڑھا جاسکتا ہے، آخری دو میں سے امر حاضر معروف ہونا علامتِ معنوی ہے، البتہ نہی ہونا علامتِ لفظی ہے، کیونکہ کلمے کے نہی ہونے پر لفظِ "لا" دلالت کرتا ہے جس کو لائے نہی کہتے ہیں، اور وہ ملفوظ ہوتا ہے۔ جس طرح امر غائب معروف ومجہول پر لام دلالت کرتا ہے جسے لامِ امر کہتے ہیں، اور وہ بھی ملفوظ ہوتا ہے۔

(۲) "قَدْ" برائے تحقیق، ضَرَبَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ "هُوَ" راجع بسوئے غائب مثلاً زید فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) "سین" برائے استقبالِ قریب، یَضْرِبُ فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ "هُوَ" راجع بسوئے غائب مثلاً زید فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۴) "سَوْفَ" حرف برائے استقبالِ بعید، یَضْرِبُ فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ "هُوَ" راجع بسوئے غائب مثلاً زید فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۵) "لَمْ" حرف جازم، یَضْرِبْ فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ "هُوَ" راجع بسوئے غائب مثلاً زید فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٦) ان کے علاوہ دیگر علامات مثلاً: اس کی طرف ضمیر کا لوٹنا جیسے: جَاءَ الْمُحْسِنُ. مُحْسِن میں ضمیر مستتر معبر بہ "هو" موجود ہے، اس کا مرجع الف لام ہے، لہذا الف لام کو اسم کہیں گے۔

اس سے کوئی صریح اسم بدل واقع ہو جیسے: کَیْفَ عَلِیٌّ: اَصَحِیْحٌ اَمْ مَرِیْضٌ؟ میں صَحِیْحٌ صریح اسم ہے اور "کَیْفَ" سے بدل واقع ہو رہا ہے، بدل مبدل منہ عام طور پر اسمیت وفعلیت میں متحد ہوتے ہیں، لہذا "کَیْفَ" کو اسم کہا جائے گا۔ =

ضمیر مرفوع متصل بدو پیوند دچوں: ضَرَبْتُ (١) یا تائے ساکن چوں: ضَـرَبَـتْ(٢) یا امر باشد چوں: اِضْرِبْ یا نہی باشد چوں: لَاتَـضْرِبْ (٣). وعلامتِ حرف آنست کہ ہیچ علامت از علامات اسم وفعل درو نبود.

علامات فعل

1. شروع میں قد داخل ہو، جیسے: قَدْ سَمِعَ .
2. ابتدا میں ''سین'' داخل ہو، جیسے: سَيَضْرِبُ .
3. ''سوف'' داخل ہو، جیسے: سَوْفَ يَضْرِبُ.
4. حروف جازمہ داخل ہوں، جیسے: لَمْ يَضْرِبْ .
5. آخر میں ضمیر مرفوع متصل ہو، جیسے: ضربتَ، ضربتِ، ضربتُ.
6. آخر میں تائے ساکن ہو، جیسے: ضَرَبَتْ(٤).
7. امر ہو، جیسے: اِضْرِبْ.
8. نہی ہو، جیسے: لَاتَضْرِبْ.

علامات حرف

جس کلمے میں اسم وفعل کی کوئی بھی علامت نہ پائی جائے وہ حرف ہے یعنی اسم وفعل کی علامات سے خالی ہونا حرف کی علامت ہے جیسے: هَلْ، فِيْ، مِنْ، لَمْ. یہاں پر ایک عدمی چیز علامت واقع ہورہی ہے، اوراس میں کوئی اشکال نہیں، کیونکہ بسا اوقات کوئی عدمی چیز بھی علامت واقع ہوتی ہے، جیسے: مذکر ومؤنث کے باب میں کہتے ہیں کہ جو کلمہ علامات تانیث سے خالی ہو وہ مذکر ہے۔

= اس کا وزن کسی ایسے اسم کے وزن کے موافق ہو جس کی اسمیت میں اختلاف نہ ہو۔

(١) ضَرَبْتُ فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم یا واحد مذکر حاضر یا واحد مؤنث غائب ''تا'' ضمیر مرفوع متصل فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٢) ضَرَبَتْ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مؤنث غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ''هُوَ'' راجع بسوئے غائب مثلاً زینب فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٤) چنانچہ ''لَيْسَ، عَسٰى'' کے متعلق ابن سراج وثعلب نے جو حرف ہونے کا قول اختیار کیا وہ درست نہیں، اسی طرح فارسی کا ''لَيْسَ'' کو اور فراء کا ''نِعْمَ'' کو اسم کہنا بھی درست نہیں، کیونکہ فعل کی علامت آخر میں تائے ساکنہ ان میں پائی جارہی ہے، لہٰذا یہ افعال ہیں۔

فصل: بدانکہ جملہ کلمات عرب بر دو قسم است: معرب ومبنی. معرب آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف شود چوں: زَیْدٌ در جَاءَ نِیْ زَیْدٌ(۱) ورَأَیْتُ زَیْداً(۲) ومَرَرْتُ بِزَیْدٍ(۳). جَاءَ عامل است وزید معرب است وضمہ اعراب است ودال محل اعراب، ومبنی آں است کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نہ شود چوں: ھٰؤُلَاءِ کہ درحالتِ رفع ونصب وجر یکساں است.

(**فصل بدانکہ جملہ کلمات عرب......الخ**) جملہ کلمات عرب دو حال سے خالی نہیں معرب ہوں گے یا مبنی۔

معرب وہ ہے جس کا آخر اختلاف عوامل سے مختلف ہو جائے، یعنی اگر عامل رافع ہو تو مرفوع، عامل ناصب ہو تو منصوب، عامل جار ہو تو مجرور، جیسے: زید ان مثالوں میں. جَاءَ نِیْ زَیْدٌ ، رَأَیْتُ زَیْداً ، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ .زید چونکہ معرب ہے، اسی لئے اختلاف عوامل کی وجہ سے اس پر آنے والے اعراب بھی مختلف ہیں۔

فائدہ: جاء ، رأیت ، با درحقیقت علامات ہیں عامل نہیں، انہیں مجازاً عامل کہا جاتا ہے۔

معرب کو معرب اس لئے کہتے ہیں کہ معرب کا معنی ہے ظاہر کرنے کی جگہ، چونکہ معرب میں اعراب ظاہر ہوتا ہے، اسی لئے اسے معرب کہتے ہیں(۴)۔

مبنی

مبنی وہ ہے جس کا آخر اختلاف عوامل سے مختلف نہ ہو، ہر صورت میں ایک ہی ہو، جیسے: ھٰؤلاء یہ مبنی ہے، اس

---

(۱) جَاءَ فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب، نون برائے وقایہ "یا" ضمیر مفعول بہ، زَیْدٌ فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) رَأَیْتُ فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، زَیْداً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) مَرَرْتُ فعل ماضی معروف صیغہ واحد متکلم "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، "با" حرف جار، زَیْدٍ مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۴) معرب "اعراب" بمعنی "اظہار وبیان" سے ہے، حدیث میں ہے: "الثَّیِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِھَا". أی: تُبَیِّنُ وَتُوَضِّحُ .معرب میں اعراب معانی کو واضح اور بیان کرتے ہیں، اسی لئے اسے معرب کہتے ہیں۔ یا یہ "عَرِبَتِ الْمِعْدَۃُ إِذَا فَسَدَتْ" سے ہے اور ہمزہ برائے سلب ماخذ ہے معرب کے آخر میں مختلف حرکات کے آنے سے التباسِ معانی کے فساد کا ازالہ ہوتا ہے۔ حاصلِ کلام یہ ہوا کہ "اَعْرَبْتُ الْکَلَامَ أی: أَزَلْتُ عَرَبَہٗ أی: فَسَادَہٗ. یا "عُرُوْبٌ" بمعنی "مُتَحَبِّبٌ" سے ہے جیسے: إِمْرَأَۃٌ عُرُوْبٌ أی: مُتَحَبِّبَۃٌ، عُرُباً أَتْرَاباً أی: مُتَحَبِّبَۃٌ إِلٰی أَزْوَاجِھِنَّ. لأَنَّ الْمُعْرِبَ لِلْکَلَامِ کَأَنَّہٗ یَتَحَبَّبُ إِلَی السَّامِعِ بِإِعْرَابِہٖ.

فصل: بدانکہ جملہ حروف مبنی است واز افعال فعل ماضی، وامر حاضر معروف (۱)، وفعل مضارع بانونہائے جمع مؤنث وبانونہائے تاکید نیز مبنی است. بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی است، واما اسم متمکن معرب است بشرط آنکہ درترکیب واقع شود، وفعل مضارع معرب است بشرط آنکہ از نونہائے جمع مؤنث ونون تاکید خالی باشد. پس درکلامِ عرب بیش ازیں دوقسم معرب نیست باقی ہمہ مبنی است. واسم غیر متمکن اسمیست کہ بامبنی اصل مشابہت دارد، ومبنی اصل سہ چیز است: فعل ماضی وامر حاضر وجملہ حروف، واسم متمکن اسمیست کہ بامبنی اصل مشابہ نہ باشد.

پر عامل رافع آئے پھر بھی کسرہ، عامل ناصب یا جار آئے تب بھی اس کے اعراب میں تبدیلی نہیں آئے گی، جیسے: جَاءَ نِیْ هٰؤُلَاءِ، رَأَیْتُ هٰؤُلَاءِ، مَرَرْتُ بِهٰؤُلَاءِ.

مبنی اسم مفعول ہے اصل میں مَبْنُوْیٌ تھا، مَبْنُوْیٌ ای: مَضْبُوْطٌ. مبنی کا آخر بھی مضبوط ہوتا ہے کہ کسی عامل کے اثر کو قبول نہیں کرتا اسی لئے اسے مبنی کہتے ہیں۔

فائدہ: معرب کا اعراب لفظی یا تقدیری ہوتا ہے اور مبنی کا اعراب ہمیشہ محلی ہوتا ہے، لہذا بوقت ترکیب معرب کے لئے اعراب محلی اور مبنی کے لئے اعراب لفظی یا تقدیری بیان کرنا صحیح نہیں۔ اعراب محلی کا مطلب یہ ہے کہ اسم ایسی جگہ واقع ہو کہ اگر اس کی جگہ کوئی معرب ہوتا تو اس پر عامل کے مطابق اعراب ظاہر ہوتا۔

معرب ومبنی کی اقسام

(فصل: بدانکہ جملہ حروف مبنی است......الخ) اَلْأَصْلُ فِی الْأَسْمَاءِ الْإِعْرَابُ وَالْأَصْلُ فِی الْأَفْعَالِ الْبِنَاءُ.

اسم میں اصل اعراب اور فعل میں اصل بنا ہے۔ مبنی کی چھ قسمیں ہیں۔

۱-جملہ حروف، ۲-فعل ماضی، ۳-امر حاضر معروف، ۴-فعل مضارع جب نون جمع مؤنث غائب وحاضر یا نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ متصل ہو، (۲)، ۵-اسم غیر متمکن، ۶-اسم متمکن جب ترکیب میں واقع نہ ہو (۳)۔

(۱) امر غائب معروف، امر مجہول مطلقاً اور نہی مطلقاً معروف ہو یا مجہول مضارع میں داخل ہیں، جو حکم مضارع کا ہے وہ ان کا بھی ہے۔

(۲) نونِ تاکید کا اتصال صرف پانچ صیغوں: واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر اور متکلم کے دو صیغوں میں ہوتا ہے تو بوقتِ اتصال یہی مبنی ہوں گے۔ باقی سات صیغوں میں اتصال نہیں ہوتا کہ ضمیر فاعل فاصل ہوتی ہے، لہذا وہ معرب ہوں گے۔ یہی حکم امر غائب معروف ومجہول اور نہی کا ہے کہ بوقتِ اتصال نونِ جمع مؤنث یا نونِ تاکید مبنی ہوتے ہیں ورنہ معرب۔

(۳) اسم متمکن جب ترکیب میں واقع نہ ہو تو معرب ومبنی کی صفت سے متصف نہیں ہوگا، کیونکہ اعراب وبناء سے متصف ہونا کلمے کے وجود=

....

معرب صرف دو ہیں:

❶ اسم متمکن(۱) جب ترکیب میں واقع ہو۔اسمِ متمکن اس اسم کو کہتے ہیں جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔

❷ فعل مضارع جب نون جمع مؤنث اور نون تاکید (ثقیلہ وخفیفہ) سے خالی ہو۔

جب اسم یا فعل اپنی اصل کو چھوڑ دیں تو وہاں ضرور کوئی نہ کوئی وجہ ہوگی۔اسم میں اعراب کے اصل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اعراب کا دارومدار معانی معتورہ پر ہے اور اسم معانی معتورہ کو قبول کرتا ہے، اور فعل ان کو قبول نہیں کرتا اس لئے افعال میں اصل بنا ہے۔

فعل مضارع کے چند صیغوں کے معرب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فعل مضارع میں بھی معانی معتورہ آتے ہیں، کبھی مرفوع اور کبھی منصوب، جیسے: لَا تَاكُلِ السَّمَكَ وَ تَشْرَبُ اللَّبَنَ "تشرب" فعل مضارع محل رفع میں واقع ہے، اصل میں وَلَكَ شُرْبُ اللَّبَنِ ہے، اور محل نصب کی مثال بھی یہی مثال ہے لیکن اس صورت میں "واؤ" بمعنی "مع" ہوگی اور قانون ہے کہ "واؤ" بمعنی "مع" کے بعد مفعول معہ ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ مفعول معہ منصوب ہوتا ہے تو عبارت یوں گی: لَا تَاكُلِ السَّمَكَ مَعَ شُرْبِ اللَّبَنِ.

اسم غیر متمکن: اسم غیر متمکن اس اسم کو کہتے ہیں جس کی مشابہت مبنی الاصل کے ساتھ ہو اور مبنی الاصل تین ہیں: ۱-جملہ حروف، ۲-فعل ماضی، ۳-امر حاضر معروف۔

مشابہت کی چھ صورتیں ہیں: ۱-شبہ وضعی، ۲-شبہ معنوی، ۳-شبہ استعمالی، ۴-شبہ افتقاری، ۵-شبہ اہمالی، ۶-شبہ جمودی۔

شبہ وضعی: کوئی اسم مبنی الاصل کے ساتھ وزن یا تعداد حروف میں مشابہت رکھے، جیسے تائے ضمیری اور تائے ضمیری، یہ وزن میں ہمزہ استفہام کے مشابہ ہیں، اسی طرح "لا" اور "ما" کے ساتھ تعداد حروف میں بھی مشابہت رکھتے ہیں۔اور ہمزہ استفہام، ما و لا مبنی ہیں، لہذا ان سے مشابہت رکھنے والا اسم بھی مبنی ہوگا۔

شبہ معنوی: کوئی اسم مبنی الاصل کے ساتھ معنی میں مشابہت رکھے، جیسے: من و ما، یہ ہل استفہامیہ کے

= و ترکیب سے متاخر ہے۔

(۱) الاِسْمُ الْمُتَمَكِّنُ أي: اِسْمٌ رَاسِخُ الْقَدَمِ فِي الاِسْمِيَّةِ یعنی اسم متمکن کو متمکن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اسمیت میں راسخ اور جما ہوا ہوتا ہے۔

فصل: بدانکہ اسم غیر متمکن ہشت قسم است: اول مضمرات چوں: اَنَا من مرد وزن وضَرَبْتُ زدم من، وإيَّايَ خاص مرا، وضَرَبَنِي بزد مرا، ولِي مرا، واین ہفتاد ضمیر است: چہاردہ مرفوع متصل: ضَرَبْتُ

ساتھ معنی میں مشابہت رکھتے ہیں کہ ہل کی طرح یہ بھی استفہام کے لئے آتے ہیں۔

شبہ استعمالی: کوئی اسم مبنی الاصل کے ساتھ استعمال میں مشابہت رکھے، جیسے اسماء افعال کہ ان کی مشابہت حروف جارہ کے ساتھ ہے، یعنی جس طرح حروف جارہ عامل ہیں لیکن معمول واقع نہیں ہوتے، تو اسی طرح اسمائے افعال بھی عمل کرتے ہیں لیکن معمول واقع نہیں ہوتے، اسی استعمالی تشابہ کی وجہ سے اسمائے افعال مبنی ہیں۔

شبہ افتقاری: غیر کی طرف محتاج ہونے میں مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھنا، جیسے اسمائے موصولہ اور اسمائے اشارہ، جس طرح حرف اپنے معنی پر دلالت کرنے میں غیر کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح اسمائے موصولہ واسمائے اشارہ بھی صلہ اور مشار الیہ کے محتاج ہوتے ہیں، اس شبہ افتقاری کی بنا پر اسمائے موصولہ واسمائے اشارہ مبنی ہیں۔

شبہ اہمالی: کوئی اسم مبنی الاصل کے ساتھ مہمل ہونے میں مشابہت رکھے، جیسے فواتح السور (حروف مقطعات) ان کی مشابہت حروف عاطفہ کے ساتھ ہے، جس طرح حروف عاطفہ نہ عامل ہوتے ہیں اور نہ ہی معمول، اسی طرح فواتح السور بھی نہ عامل واقع ہوتے ہیں اور نہ ہی معمول، لہٰذا یہ بھی مبنی ہیں۔

شبہ جمودی: کوئی اسم مبنی الاصل کے ساتھ جامد ہونے میں مشابہت رکھے، جیسے اسمائے ظروف، جامد کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تثنیہ وجمع نہ آئے، تو جس طرح حروف کی تثنیہ وجمع نہیں آتی، اسی طرح اسمائے ظروف کی بھی تثنیہ وجمع نہیں آتی۔

(فصل: بدانکہ اسم غیر متمکن......الخ) اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں۔

۱-مضمرات: ضمیر(۱) کی تعریف یہ ہے کہ جسے متکلم، مخاطب یا غائب کے لئے وضع کیا گیا ہو اور اس غائب کا تذکرہ سابق میں لفظاً، حکماً یا معناً ہو۔ لفظاً، جیسے: زَیْدٌ ضَرَبَ، یہاں ضرب کا فاعل ضمیر مستتر ہے جسے "ھو" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کا مرجع اس سے قبل لفظوں میں موجود ہے۔

---

(۱) ضمیر اسم جامد ہے۔ اسم اس لئے کہ اسم کی تعریف "کلمے کا مسند الیہ ہونا، جر قبول کرنا" ضمیر پر صادق ہے کہ ضمیر کی طرف فعل کی نسبت ہوتی ہے جیسے: ضَرَبْتُ، ضَرَبْتَ، ضَرَبْتِ، اور ضمیر محلاً مجرور بھی ہوتی ہے جیسے: اِلَیْہِ، فِیْہِ، بِہٖ، عَنْہُ۔ اور جامد اس لئے کہ ضمائر نہ خود کسی سے مشتق ہوتے ہیں نہ کوئی اور کلمہ ان سے مشتق ہوتا ہے۔ ضمیر ان کلمات میں سے ہے جو نہ موصوف واقع ہوتے ہیں اور نہ صفت۔

ضَرَبْنَا ضَرَبْتَ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُم ضَرَبْتِ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُنَّ ضَرَبَ ضَرَبَا ضَرَبُوا ضَرَبَتْ

معناً مرجع کی مثال، جیسے: اِعْدِلُوْا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی. "هُوَ" کا مرجع "عدل" ہے جو "اعدلوا" کے معنی میں موجود ہے۔

حکماً مرجع، جیسے: نِعْمَ رَجُلاً. "نعم" میں ضمیر مستتر معبر بـ "هو" فاعل ہے جس کا مرجع نہ لفظاً اور نہ ہی معناً ماقبل میں مذکور ہے بلکہ مرجع بعد میں "رجلاً" ہے لیکن حکماً اس کو پہلے کرتے ہیں ورنہ اضمار قبل الذکر لازم آئے گا۔

فائدہ: اگر مرجع ماقبل لفظوں میں نہ ہو تو ضمیر مذکر کی صورت میں اسے ضمیر شان جب کہ ضمیر مؤنث کو ضمیر قصہ کہتے ہیں۔

ضمیر کی دو قسمیں ہیں: ١۔ضمیر متصل، ٢۔ضمیر منفصل

ضمیر متصل وہ ضمیر جو نہ مبتدا بن سکے اور نہ ہی "الا" کے بعد آئے۔ یا یوں کہا جائے کہ ضمیر مرفوع متصل اس ضمیر کو کہتے ہیں جو محلِ رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل سے متصل ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں: ١۔ضمیر بارز، ٢۔ضمیر مستتر

ضمیر بارز وہ ضمیر ہے جو مذکور فی اللفظ ہو، جیسے: ضَرَبْتَ، ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُ، یہاں ضمیر "ت" تلفظ میں آرہی ہے، اور ضمیر مستتر اس ضمیر کو کہتے ہیں جو لفظوں میں مذکور نہ ہو، جیسے: اِضْرِبْ، یہاں ضمیر معبر بـ أَنْتَ پوشیدہ ہے لیکن اِضْرِبْ کا تلفظ کرتے وقت اس کا تلفظ نہیں ہوتا (١)۔

ضمیر منفصل جو مبتدا بھی بنے اور "الا" کے بعد بھی آسکے۔ بالفاظِ دیگر جو محلِ رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل سے ملی ہوئی نہ ہو۔ یہ ضمیر مرفوع متصل کی طرح دو قسم پر نہیں، بلکہ ہمیشہ بارز ہوتی ہے۔

ضمائر کل ستر ٧٠/ اور پانچ جماعتوں پر مشتمل ہیں۔ ہر جماعت میں چودہ صیغے ہیں۔

١۔ضمیر مرفوع متصل: ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا ضَرَبْتَ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُم ضَرَبْتِ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُنَّ ضَرَبَ ضَرَبَا ضَرَبُوا ضَرَبَتْ ضَرَبَتَا ضَرَبْنَ.

پہلے دو صیغے متکلم کے، ضربت واحد متکلم اور ضربنا جمع متکلم کا، پھر چھ صیغے مخاطب کے، پہلے تین مذکر مخاطب، ضربتَ واحد مذکر مخاطب کے لئے ضربتما تثنیہ مذکر مخاطب کا ضربتم جمع مذکر مخاطب کا، اور آخری تین اسی ترتیب

(١) ضمیر مستتر ضمیر متصل ہی کی ایک قسم ہے اور موجود کے حکم میں ہوتی ہے، اسے محذوف کہنا درست نہیں، لہذا جاءَ الَّذِیْ أَکْرَمْتُ أی: أکْرَمْتُه. میں "ہ" ضمیر کو ضمیرِ مستتر نہیں کہیں گے، بلکہ یہ ضمیر بارز ہے، کیونکہ مذکور فی اللفظ تھی بعد میں اسے حذف کیا گیا۔

ضَرَبْتَا ضَرَبْنَ (۱) وچہاردہ مرفوع منفصل: اَنَا نَحْنُ (۲) اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُم اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ هُوَ

سے مؤنث مخاطب کے صیغے ہیں۔ان کے بعد چھ صیغے علی الترتیب تین مذکر غائب کے اور تین مؤنث غائب کے ہیں۔

ضمیر مرفوع منفصل: اَنَا نَحْنُ اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُم اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ هُوَ هُمَا هُمْ هِیَ هُمَا هُنَّ۔

ضمیر منصوب متصل: ضَرَبَنِی ضَرَبَنَا ضَرَبَكَ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُم ضَرَبَكِ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُنَّ ضَرَبَهٗ

ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُم ضَرَبَهَا ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُنَّ۔

---

(۱) ضَرَبْتُ میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد متکلم مبنی بر ضم، ضَرَبْنَا میں ''نا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد متکلم معظم یا متکلم مع الغیر مبنی بر سکون، ضَرَبْتَ میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر فتح، ضَرَبْتُمَا میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مذکر حاضر مبنی بر ضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح ''ا'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، ضَرَبْتُم میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مذکر حاضر مبنی بر ضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، ضَرَبْتِ میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد مؤنث حاضر مبنی بر کسر، ضَرَبْتُمَا میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مؤنث حاضر مبنی بر ضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح، ''ا'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، ضَرَبْتُنَّ میں ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مؤنث حاضر مبنی بر ضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح، ضَرَبَ میں ضمیر مستتر معبر ـــ هُوَ مرفوع متصل مستتر برائے واحد مذکر غائب مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ضَرَبَا میں ''الف'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مذکر غائب مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زیدان، ضَرَبُوا میں ''واؤ'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مذکر غائب مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زیدون، ضَرَبَتْ میں ضمیر مستتر معبر ـ هِیَ مرفوع متصل مستتر برائے واحد مؤنث غائب مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زینب، ضَرَبَتَا میں ''الف'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے تثنیہ مؤنث غائب مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً هندان، ''تا'' علامتِ تانیث مبنی بر سکون، فتحہ موجودہ حرکتِ مناسبت، ضَرَبْنَ میں ''نون'' ضمیر مرفوع متصل بارز برائے جمع مؤنث غائب مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً هندات۔

اس تفصیل سے ظاہر ہوا کہ ماضی کے صرف دو صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل مستتر یعنی پوشیدہ ہوتی ہے، باقی تمام صیغوں میں بارز یعنی ظاہر ہوتی ہے۔اور مضارع کے پانچ صیغوں میں: یعنی واحد مذکر غائب میں هُوَ، واحد مؤنث غائب میں هِیَ، واحد مذکر حاضر میں اَنْتَ، جس میں ''اَنْ'' ضمیر اور ''تا'' علامتِ خطاب ہے اور واحد متکلم میں اَنَا، جمع متکلم میں نَحْنُ کی ضمیر مستتر ہوتی ہے۔باقی میں بارز۔امر حاضر معروف کے صرف ایک صیغے واحد مذکر حاضر میں ''اَنْتَ'' مستتر ہوتا ہے، جس میں ''اَنْ'' ضمیر اور ''تا'' علامتِ خطاب۔باقی صیغوں میں بارز۔

(۲) فائدہ: نَحْنُ اور اس جیسے متکلم کے صیغے جمع اور واحد دونوں کے لئے موضوع ہیں، البتہ اس واحد کے لئے جو اپنے کو معظم ظاہر کرے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلثَّانِی نَحْنُ لِلْمُتَكَلِّمِ مُعَظِّمًا نَفْسَهٗ نَحْوُ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ اَوْ مُشَارِكًا۔ اسی طرح اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ، ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ، وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ، وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

هُمَا هُمْ هِيَ هُمَا هُنَّ (۱) وچہاردہ منصوب متصل: ضَرَبَنِي ضَرَبَنَا ضَرَبَكَ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُم ضَرَبَكِ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُنَّ ضَرَبَه ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُم ضَرَبَهَا ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُنَّ (۲) . وچہاردہ

ضمیر منصوب منفصل: اِيَّایَ اِيَّانَا اِيَّاكَ اِيَّاكُمَا اِيَّاكُمْ اِيَّاكِ اِيَّاكُمَا اِيَّاكُنَّ اِيَّاه اِيَّاهُمَا اِيَّاهُمْ اِيَّاهَا اِيَّاهُمَا اِيَّاهُنَّ.

ضمیر مجرور متصل: لِیْ لَنَا لَكَ لَكُمَا لَكُم لَكِ لَكُمَا لَكُنَّ لَه لَهُمَا لَهُمْ لَهَا لَهُمَا لَهُنَّ .

(۱) اَنَا ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد متکلم مبنی بر فتح اُن حضرات کے نزدیک جو حرف ''اَنْ'' کو ضمیر قرار دیتے ہیں اور الف برائے اشباع، یا مبنی بر سکون اُن حضرات کے نزدیک جو پورے کو ضمیر کہتے ہیں۔ نَحْنُ ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد متکلم معظم یا برائے متکلم مع الغیر مبنی بر ضم، اَنْتَ ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر سکون، ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، اَنْتُمَا میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مذکر حاضر مبنی بر سکون ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، ''الف'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، اَنْتُم میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مذکر حاضر مبنی بر سکون ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر ضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، اَنْتِ میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مؤنث حاضر مبنی بر سکون، ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر کسر، اَنْتُمَا میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مؤنث حاضر مبنی بر سکون، ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، ''الف'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، اَنْتُنَّ میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مؤنث حاضر مبنی بر سکون، ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر ضم، نونِ مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح، هُوَ ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مذکر غائب مبنی بر فتح، هُمَا میں ''ھا'' ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مذکر غائب مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، ''الف'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، هُم میں ''ھا'' ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مذکر غائب مبنی بر ضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، هِیَ ضمیر مرفوع منفصل برائے واحد مؤنث غائب مبنی بر فتح، هُمَا میں ''ھا'' ضمیر مرفوع منفصل برائے تثنیہ مؤنث غائب مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، ''الف'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، هُنَّ میں ''ھا'' ''ھا'' ضمیر مرفوع منفصل برائے جمع مؤنث غائب مبنی بر ضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث غائب مبنی بر فتح۔

(۲) ضَرَبَنِی میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ هُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، نون برائے وقایہ مبنی بر کسر، یا ضمیر منصوب متصل برائے واحد متکلم مبنی بر سکون مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَنَا میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ هُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''نا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَكَ میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ هُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''کاف'' ضمیر منصوب متصل برائے واحد مذکر مخاطب منصوب محلاً مبنی بر فتح مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَكُمَا میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ هُوَ مرفوع متصل =

منصوب منفصل: اِیَّایَ اِیَّانَا اِیَّاکَ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُمْ اِیَّاکِ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُنَّ اِیَّاہُ اِیَّاہُمَا اِیَّاہُمْ اِیَّاھَا

فائدہ: اکثر ضمائر شبہ وضعی کی بنا پر اور باقی طرداً للباب مبنی ہیں۔

= فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''کاف'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح، ''الف'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَکُم میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ــــــ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''کاف'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَکِ میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ــــــ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''کاف'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر کسر، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَکُمَا میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ــــــ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''کاف'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح، ''الف'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَکُنَّ ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ــــــ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''کاف'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَہٗ میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''ھا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَھُمَا میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ھُمَا میں ''ھا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمرو، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَھُمْ میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ھُمْ، میں ''ھا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے عمر، بکر، خالد، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَھَا میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ــــــ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''ھا'' بتمامہ ضمیر منصوب متصل یا صرف ''ہ'' اور الف برائے فرق بین المذکر والمؤنث مفعول بہ منصوب محلاً بر تقدیر اول مبنی بر سکون بر تقدیر ثانی بنی بر فتح، الف مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زینب، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبَھُمَا میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''ھُمَا'' میں ''ھا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے =

اِیَّاهُمَا اِیَّا هُنَّ(۱). وچہاردہ مجرور متصل: لِیْ لَنَا لَكَ لَكُمَا لَكُمْ لَكِ لَكُمَا لَكُنَّ لَهٗ لَهُمَا لَهُمْ لَهَا لَهُمَا لَهُنَّ(۲).

= غائب مثلاً زینب وسلمٰی، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، ''الف'' علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ضَرَبْهُنَّ میں ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ـــــ ھُوَ مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، ''ھُنَّ'' میں ''ھا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زینب، سلمٰی، حلیمہ، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۱) اِیَّایَ میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے واحد متکلم مبنی بر سکون، ''ی'' علامتِ واحد متکلم مبنی بر فتح۔ اِیَّانَا میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے واحد متکلم معظم یا متکلم مع الغیر مبنی بر سکون۔ اِیَّاکَ میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر سکون، ''ک'' حرفِ خطاب برائے واحد مذکر حاضر مبنی بر فتح۔ اِیَّاکُمَا میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مذکر حاضر مبنی بر سکون، ''ک'' = حرفِ خطاب مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ اِیَّاکُمْ میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مذکر حاضر مبنی بر سکون ''ک'' حرفِ خطاب مبنی بر ضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون۔ اِیَّاکِ میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مؤنث حاضر مبنی بر سکون، ''ک'' حرفِ خطاب برائے واحد مؤنث حاضر۔ اِیَّاکُمَا میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مؤنث حاضر مبنی بر سکون، ''ک'' حرفِ خطاب مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ اِیَّاکُنَّ میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مؤنث حاضر مبنی بر سکون، ''ک'' حرفِ خطاب مبنی بر ضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح۔ اِیَّاہُ میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مذکر غائب مبنی بر سکون، ''ہ'' علامتِ غیبت مبنی بر ضم۔ اِیَّاهُمَا میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مذکر غائب مبنی بر سکون ''ھا'' علامتِ غیبت مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ اِیَّاھُم میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مذکر غائب مبنی بر سکون، ''ھا'' علامتِ غیبت مبنی بر ضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون۔ اِیَّاھَا میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے واحد مؤنث غائب مبنی بر سکون، ''ھا'' بتمامہ علامتِ غیبت تو مبنی بر سکون یا صرف ''ہ'' علامتِ غیبت تو مبنی بر فتح اور الف برائے فرق بین المذکر والمؤنث مبنی بر سکون۔ اِیَّاهُمَا میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے تثنیہ مؤنث غائب مبنی بر سکون ''ھا'' علامتِ غیبت مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ اِیَّاھُنَّ میں ''اِیَّا'' ضمیر منصوب منفصل برائے جمع مؤنث غائب مبنی بر سکون، ''ھا'' علامتِ غیبت مبنی بر ضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح۔

(۲) لِیْ میں ''لام'' حرفِ جار مبنی بر کسر ''ی'' ضمیر مجرور متصل برائے مجرور محلاً مبنی بر سکون۔ لَنَا میں ''لام'' حرفِ جار مبنی بر فتح ''نا'' ضمیر مجرور متصل برائے واحد متکلم معظم یا متکلم مع الغیر مجرور محلاً مبنی بر سکون۔ لَکَ میں ''لام'' حرفِ جار مبنی بر فتح ''ک'' ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر حاضر مجرور محلاً مبنی بر فتح۔ لَکُمَا میں ''لام'' حرفِ جار مبنی بر فتح ''ک'' ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مذکر حاضر مجرور محلاً مبنی بر ضم، میم حرفِ عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ لَکُم میں ''لام'' حرفِ جار مبنی بر فتح ''ک'' ضمیر مجرور متصل برائے جمع مذکر حاضر مجرور محلاً مبنی =

دوم اسمائے اشارات: ذَا وذَانِ وذَيْنِ وتَـا وتِـىْ وتِـه وذِه وذِهِـى وتِهِى وتَانِ وتَيْنِ واُولاءِ بمد واُولىٰ بقصر.

(**دوم اسمائے اشارات......الخ**) اسمائے اشارات وہ اسماء جنہیں مشار الیہ (جس کی طرف اشارہ کیا جائے) کی تعیین کے لئے وضع کیا جائے۔

ذا (۱): اس سے واحد مذکر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے (۲)، اس کے شروع میں ''ھاء'' تنبیہ لگاتے ہیں اور ھٰذا پڑھتے ہیں تاکہ مخاطب اس مضمون سے غافل نہ ہو جس کو متکلم بیان کر رہا ہے۔ مشار الیہ جب قریب ہو تو ھٰذا سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

کبھی ''ذا'' کے آخر میں ''لک'' لگا کر ذٰلک پڑھتے ہیں اور اسے اس وقت استعمال کرتے ہیں جب مشار الیہ دور ہو۔ کبھی صرف ''ک'' لگا کر ''ذاک'' پڑھتے ہیں اگر مشار الیہ زیادہ دور نہ ہو تو اس کے لیے ''ذاک'' استعمال کرتے ہیں۔

فائدہ ا:- واضح رہے کہ ھاء التنبیہ اور لک کبھی جمع نہیں ہوتے۔

۲-: ذٰلک میں کاف حرفی ہے، ''لک'' ضمیر کے کاف کی طرح کاف اسمی نہیں (۳)۔

= بر ضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون۔ لَکِ میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ک'' ضمیر مجرور متصل برائے واحد مؤنث حاضر مجرور محلا مبنی بر کسر۔ لَکُمَا میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ک'' ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مؤنث حاضر مجرور محلا مبنی بر ضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ لَکُنَّ میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ک'' ضمیر مجرور متصل برائے جمع مؤنث حاضر مجرور محلا مبنی بر ضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح۔ لَہٗ میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ہ'' ضمیر مجرور متصل برائے واحد مذکر غائب مجرور محلا مبنی بر ضم۔ لَھُمَا میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ھا'' ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مذکر غائب مجرور محلا مبنی بر ضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ لَھُم میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ھا'' ضمیر مجرور متصل برائے جمع مذکر غائب مجرور محلا مبنی بر ضم، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون۔ لَھَا میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ھا'' بتمامہ ضمیر مجرور متصل تو مبنی بر سکون مجرور محلا یا صرف ''ہ'' ضمیر مجرور متصل تو مبنی بر فتح مجرور محلا برائے واحد مؤنث غائب، الف برائے فرق مذکور مبنی بر سکون۔ لَھُمَا میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ھا'' ضمیر مجرور متصل برائے تثنیہ مؤنث غائب مجرور محلا مبنی بر ضم، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون۔ لَھُنَّ میں ''لام'' حرف جار مبنی بر فتح ''ھا'' ضمیر مجرور متصل برائے جمع مؤنث غائب مجرور محلا مبنی بر ضم، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح۔

(۱) ''ذ'' اصل ذَيَیٌ تھا، لام کلمے کو حذف کیا یا متحرک ماقبل مفتوح کو الف سے بدلا تو ذا ہوا۔

(۲) کبھی خبر کا اعتبار کرتے ہوئے اسم اشارہ مؤنث کی جگہ مذکر استعمال کرتے ہیں جیسے: فَلَمَّا رَاَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّىْ.

(۳) اسمائے اشارہ کے آخر میں ''کاف'' حرفی ہوتا ہے اسمی نہیں، اس لئے کہ اسمی ہونے کی صورت میں اسم اشارہ کی اضافت لازم آتی ہے=

....

ذان وذین :جب مشارالیہ تثنیہ مذکر ہوتو اشارے کے لئے انہیں استعمال کیا جاتا ہے،کبھی تشدید کے ساتھ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ان کے ساتھ بھی کبھی ھاء التنبیہ لگائی جاتی ہے جیسے: اِنَّ ھٰذَانِ لَسٰحِرَانِ یُرِیْدَانِ.

ذَانِ، ذَیْنِ میں اختلاف ہے۔بعض حضرات کے نزدیک معرب ہیں،اسی لئے حالتِ نصبی اور جری میں مختلف ہوتے ہیں۔جب کہ جمہور کے نزدیک یہ مبنی ہیں کہ ہر صیغہ حالت رفعی ونصبی میں الگ مستقل حکم رکھتا ہے۔

تا،تی،ته،ذه،ذهی،تهی :ان سے واحد مؤنث کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔''تا'' کے آخر میں کبھی''لِکَ'' لگا کر اسے ''تَالِکَ''پڑھتے ہیں۔''تِیْ'' کے آخر میں''ک''لگا کر''تِلْکَ'' اور''ذِہ''کے شروع میں ھاء التنبیہ لگا کر ھٰذہ پڑھتے ہیں۔ھاء التنبیہ اور کاف کا اجتماع اسماء اشارہ میں ہوتا ہے،جیسے:ھَاتِیْکَ ، ھَاتِہ.

تـان ،تیـن :یہ دونوں تثنیہ مؤنث کے لئے استعمال ہوتے ہیں،ان کے شروع میں بھی ھاء التنبیہ لگائی جاتی ہے،جیسے :اِحْدَی ابْنَتَیَّ ھَاتَیْنِ.

جمہور کا مذہب یہاں بھی یہ ہے جو ذان،ذین میں گزر چکا ہے۔

أولاء:یہ جمع مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے،کبھی اس کے آخر میں''کاف''لگا کر''اُولٰـئِکَ'' پڑھتے ہیں،اور کبھی شروع میں ھاء التنبیہ لگا کر''ھٰؤُلَاءِ'' پڑھتے ہیں۔یہاں ھاء التنبیہ اور کاف جمع نہیں ہوسکتے۔

اولا،مد کے ساتھ اور بغیر مد دونوں طرح پڑھنا جائز ہے،البتہ قرآن میں جہاں بھی آئے اسے مد کے ساتھ ہی پڑھا جائے گا۔

فائدہ:جس طرح اسمائے اشارہ سے محسوس مبصر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اسی طرح معنویات کی طرف اشارہ کرنا بھی درست ہے(۱)۔

=جو کہ ناجائز ہے۔کاف حرفی صرف مخاطب کی حالت:تذکیر وتانیث،افراد،تثنیہ وجمع بتانے کے لئے ملحق ہوتا ہے۔اس لئے نہ تو اس کا کوئی اعرابی محل ہوتا ہے اور نہ ہی اس کا ترجمہ ہوتا ہے جیسے:فَذٰلِکُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْہِ. ذٰلِکُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ. ذٰلِکُمُ اللّٰہُ. تینوں میں اسم اشارہ واحد مذکر کے لئے ہے۔

(۱) جب مشارالیہ مکان ہو تو اشارے کے لئے لفظ''ھُنَـا''لاتے ہیں،یہ اسم اشارہ بھی ہے اور ظرف مکان بھی،کبھی اس کے شروع میں ھائے تنبیہ لگاتے ہیں جیسے:ھٰہُنَا،کبھی ھائے تنبیہ اور کاف خطاب دونوں لگاتے ہیں جیسے:ھٰہُنَاکَ،کبھی اس کے آخر میں کاف خطاب اور لام بڑھاتے ہیں،اس صورت میں ھائے تنبیہ شروع میں نہیں آتی جیسے:ھُنَالِکَ،کبھی ھُنَالِکَ کو ظرف زمان کے لئے استعمال کرتے ہیں=

سوم اسمائے موصولہ: اَلَّذِی والَّذَانِ وَاللَّذَیْنِ والَّذِیْنَ والَّتِی وَاللَّتَانِ واللَّتَیْنِ واللَّاتِی وَاللَّوَاتِی ومَا ومَنْ واَیٌّ واَیَّۃٌ والف لام بمعنی اَلَّذِی دراسم فاعل واسم مفعول چوں: الضَّارِبُ وَالمَضْرُوبُ وذُو بمعنی اَلَّذِی درلغتِ بنی طَی نحو: جاءَ نِی ذُو ضَرَبَکَ. بدانکہ اَیٌّ واَیَّۃٌ معرب است.

(سوم اسمائے موصولہ......الخ) اسم موصول اس اسم کو کہتے ہیں جو جملہ یا قائم مقام جملہ اور عائد یا قائم مقام عائد کا محتاج ہو۔ عائد سے مراد وہ ضمیر ہے جو موصول کی طرف راجع ہوتی ہے اور قائم مقام عائد اسم ظاہر ہے جو ضمیر کی جگہ آتا ہے۔

جملہ یا قائم مقام جملہ موصول کا صلہ کہلاتا ہے۔ صلہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ جملہ خبریہ ہو کیونکہ جملہ انشائیہ صلہ نہیں بن سکتا۔ صلہ کا ہونا اس لیے ضروری ہے کہ اس کے بغیر اسم موصول اپنے معنی پر دلالت نہیں کرتا (۱)۔ الصِّلَۃُ تُتِمُّ الِاسْمَ وَتُوْضِحُ المَعْنیٰ. اور عائد کا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اسم موصول مستقل اسم ہے اور جملہ بھی مستقل ہے۔ ان دونوں کو ملانے کے لئے کسی رابطے کی ضرورت ہوتی ہے جو دونوں میں ربط کا کام دے اور عائد یہی کام کرتا ہے، جیسے:

= جیسے: هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَاأَسْلَفَتْ ای: فِی یَوْمِ حَشْرِهِمْ. هُنَالِكَ الْوَلَایَۃُ لِلّٰهِ الْحَقِّ.

ثَمَّ بھی اشارے کے لئے مستعمل ہے بشرطیکہ مشارالیہ مکان ہو، یہ بھی هُنَا کی طرح اسم اشارہ اور ظرف مکان ہے، کبھی اس کے آخر میں ''تا'' بڑھاتے ہیں جیسے: ثَمَّۃَ

(۱) کبھی بوقتِ قرینہ موصول کو حذف کرتے ہیں جیسے: آمَنَّا بِالَّذِی اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ ای: وَالَّذِی اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ. کیونکہ جو قرآن ہماری طرف نازل ہوا وہ یہود و نصاریٰ کی طرف نازل شدہ توراۃ کا مغایر ہے۔ اسی طرح حضرتِ حسان رضی اللہ کا شعر ہے۔

اَمَنْ یَهْجُو رَسُوْلَ اللهِ مِنْکُم وَیَمْدَحُه وَیَنْصُرُه سَوَاء

ای: وَمَنْ یَمْدَحُه. ''اے مشرکین مکہ کیا تم میں سے جو رسول اللہ کی مذمت کرے وہ اور وہ شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و نصرت کرے برابر ہو سکتے ہیں''۔ کیونکہ خبر سَوَاء ہے جو اس بات کی مقتضی ہے کہ متعدد افراد پائے جائیں۔

کبھی صلہ بھی حذف ہوتا ہے جب دوسرا صلہ اس پر دلالت کرے جیسے۔

وَعِنْدَ الَّذِیْ وَ اللاتِ عُدْنَكَ إِحْنَۃٌ عَلَیْكَ فَلَا یَغْرُرْكَ کَیْدُ العَوَائِدِ

ای: وَعِنْدَ الَّذِیْ عَادَكَ. ''جو مرد و عورتیں تمہاری عیادت کرتے ہیں وہ تم سے بغض و حسد رکھتے ہیں، لہذا عیادت کرنے والوں کے مکر سے غافل مت ہونا۔

اسی طرح اگر دلالتِ مقام ہو تو صلے کا حذف جائز ہے جیسے: نَحْنُ الأُوْلٰی، فَاجْمَعْ جُمُوْعَكَ ثُمَّ وَجِّهْهُمْ إِلَیْنَا ای: نَحْنُ الأُوْلٰی عُرِفُوا بِالشَّجَاعَۃِ.

جَاءَنِیْ الَّذِیْ ضَرَبَکَ. ضَرَبَکَ میں ضمیر مستتر معرب "ھو" الذی کی طرف راجع ہے، صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ میں "ھم" ضمیر اسم موصول کی طرف راجع ہے۔

قائم مقام جملہ کی مثال: جَاءَنِیْ الْقَائِمُ اَبُوْہُ، جَاءَنِیْ الْمَضْرُوْبُ غُلَامُہٗ، جَاءَنِیْ الَّذِیْ عِنْدَکَ. قائم مقام جملہ سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، جار مجرور اور ظرف ہیں۔

قائم مقام عائد کا مطلب یہ ہے کہ ضمیر کی جگہ اسم ظاہر آجائے، جیسے

فَیَا رَبِّ اَنْتَ اللّٰہُ فِیْ کُلِّ مَوْطِنٍ وَاَنْتَ الَّذِیْ فِیْ رَحْمَةِ اللّٰہِ اَطْمَعُ

دراصل "وَاَنْتَ الَّذِیْ فِیْ رَحْمَتِہٖ" تھا، ضمیر کی جگہ اسم ظاہر آیا، اسے وضع الظاہر فی موضع المضمر کہتے ہیں۔ یا پھر ایک ضمیر کی جگہ دوسری ضمیر آئے، جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہ اصل میں سَمَّتْہُ اُمُّہٗ تھا۔

اسماء موصولہ میں "الـــذی" واحد مذکر کے لئے آتا ہے، کبھی "یا" کو حذف کرکے "الَّـــذِ" اور وقف میں "الَّذْ" پڑھتے ہیں۔

اللذان، اللذین: تثنیہ مذکر کے لئے ہیں، دونوں مستقل لغت ہیں۔ "الَّذِیْنَ" جمع مذکر کے لئے، "الَّذُوْنَ" بھی اسی طرح ہے۔ کبھی نون کو حذف کردیتے ہیں، جیسے

عَسَــی الْاَیَّــامُ اَنْ یَّــرْجِعْـنَ قَــوْمـاً کَــالَّــذِیْ کَــانُــوا

ای: کَالَّذِیْنَ.

الّتی واحد مؤنث کے لئے جیسے: اذْکُرُوا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ.

اللتان، اللتین تثنیہ مؤنث کے لئے، دونوں مستقل لغات ہیں۔

اللاتی، اللواتی جمع مؤنث کے لئے، جیسے: وَاللَّاتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْکُمْ.

اللاء بھی جمع مؤنث کے لئے ہے، جیسے: وَاللَّائِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ.

ما و من: ما عموماً غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے جیسے: لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ . اور کبھی "مَنْ" کے معنی میں ذوی العقول کے لئے آتا ہے جیسے: وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنٰهَا، فَانْکِحُوا مَاطَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ. اور "مَنْ" عموماً ذوی

....

العقول کے لئے آتا ہے جیسے: وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ اور کبھی ''ما'' کے معنی میں غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے جیسے: فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ(۱).

اَیٌّ وَ اَیَّةٌ: یہ بھی اسمائے موصولہ میں سے ہیں ان کی چار حالتیں ہیں، تین میں معرب اور ایک حالت میں مبنی ہوتے ہیں۔

① مضاف نہ ہوں اور صدر صلہ (صلہ کا جزاول) مذکور نہ ہو، جیسے: جَاءَ نِیْ اَیٌّ قَائِمٌ.

② مضاف نہ ہوں اور صدر صلہ مذکور ہو، جیسے: جَاءَ نِیْ اَیٌّ هُوَ قَائِمٌ.

③ مضاف ہوں اور صدر صلہ مذکور ہو، جیسے: جَاءَ نِیْ اَیُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ. ان تینوں صورتوں میں یہ معرب ہیں۔

④ مضاف ہوں اور صدر صلہ محذوف ہو، جیسے: جَاءَ نِیْ اَیُّهُم قَائِمٌ، اسی طرح قرآن میں ہے ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا اس صورت میں یہ مبنی برضمہ ہے۔ اصل میں اَيُّهُمْ هُوَ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا تھا۔

فائدہ: اسم فاعل واسم مفعول جب معنی حدثی میں ہوں یا بالفاظ دیگر دوام واستمرار پر دلالت نہ کریں تو ان پر داخل الف لام الذی کے معنی میں ہوگا۔ اگر معنی حدثی میں نہ ہوں تو ان پر جو الف لام داخل ہوگا وہ الذی کے معنی میں نہیں ہوگا بلکہ الف لام حرفی ہوگا، جیسے: المؤمن، الکافر وغیرہ۔

ذو: قبیلہ بنو طے کی لغت میں ذو بمعنی الذی ہوتا ہے، جیسا کہ شاعر بنو طے کا شعر ہے ؎

فَاِنَّ الْمَاءَ مَاءُ اَبِیْ وَ جَدِّیْ   وَ بِيْرِیْ ذُوْ حَفَرْتُ وَ ذُوْ طَوَيْتُ

---

(۱) ''من'' کے استعمال میں کبھی لفظ کی رعایت کی جاتی ہے، چونکہ لفظاً یہ مفرد ہے، لہذا اس کی طرف مفرد کی ضمیر لوٹائی جاتی ہے جیسے: وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهٖ. وَمِنْهُم مَنْ يَمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ. کبھی معنی کا لحاظ کرتے ہیں اور جمع کی ضمیر لوٹاتے ہیں جیسے: وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ. کبھی لفظ ومعنی دونوں کی رعایت کی جاتی ہے جیسے: بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ. کبھی اولاً لفظ پھر معنی اور پھر لفظ کی رعایت ہوتی ہے جیسے: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ.

چہارم اسمائے افعال وآں بر دو قسم است: اول بمعنی امر حاضر چوں: رُوَيْدَ وبَلْهَ وحَيَّهَلْ وهَلُمَّ. دوم بمعنی فعل ماضی چوں: هَيْهَاتَ وشَتَّانَ.

ای: اَلَّذِیْ حَفَرْتُه وَالَّذِیْ طَوَيْتُه، لہٰذا جَاءَ نِیْ ذُوْ ضَرَبَكَ کا معنی جَاءَ نِیْ اَلَّذِیْ ضَرَبَكَ ہوگا۔ یہ ذو مبنی ہوتا ہے اور کبھی مضاف نہیں ہوتا۔ ایک ذو بمعنی صاحب ہوتا ہے جو کہ جنس کی طرف مضاف اور معرب ہوتا ہے، حالت رفعی میں ذُوْ الْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ، حالت نصبی میں يَتِيْماً ذَا مَقْرَبَةٍ اور حالت جری میں عِنْدَ ذِیْ الْعَرْشِ. یہ ذو جنس کی طرف مضاف نہیں ہوتا، جمہور کا یہی مذہب ہے لیکن علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کبھی کبھار ضمیر کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے "صحیح مسلم" میں اس کی مثال ملتی ہے، لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے، جیسے: إِنَّمَا يَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ.

فائدہ: اسمائے موصولہ شبہ افتقاری کی وجہ سے مبنی ہیں۔

(**چہارم اسمائے افعال......الخ**) اسمائے افعال کی دو تعریفیں کی گئیں ہیں: ۱- اسم فعل وہ ہے جو دلالت کرے معنی فعل پر ۲- اسم فعل اسے کہتے ہیں جو دلالت کرے ایسے فعل پر وہ ہو فعل دال علی المعنی ہو۔ یعنی ایسا اسم جو فعل معین پر دلالت کرے اور اس کے معنی، زمانے اور عمل کو متضمن ہو، یعنی فعل معین کا معنی اس میں پایا جائے اور اس فعل کا عمل کرے لیکن فعل کی علامات تائے تانیث وغیرہ قبول نہ کرے۔

اسمائے افعال کی پہلی تقسیم

اسمائے افعال کی تین قسمیں ہیں: ۱- اسمائے افعال بمعنی امر حاضر ۲- اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی، ۳- اسمائے افعال بمعنی فعل مضارع۔

اسمائے افعال بمعنی امر حاضر: رُوَيْدَ بمعنی أَمْهِلْ (مہلت دے) جب یہ بغیر تنوین کے استعمال ہو تو اسم فعل ہے اور تنوین کے ساتھ مصدر ہے: أَمْهِلْهُمْ رُوَيْداً.

حَيَّهَلْ: بمعنی أَقْبِلْ، عَجِّلْ، حَيَّعَلْ عین کے ساتھ بھی مستعمل ہے اور کبھی صرف حَيَّ استعمال ہوتا ہے، اس صورت میں اس کے آخر میں علی لگاتے ہیں حَيَّ عَلَى الصَّلَاة.

هَلُمَّ بمعنی أَقْبِلْ، تَعَالَ جیسے: قُلْ هَلُمَّ شُهَدَائَكُم. اس کے آخر میں کاف حرفی بھی لگاتے

....

ہیں جیسے: هَلُمَّكَ هَلُمَّكُمَا.

وَاهاً وَيْهاً بمعنی حَرِّضْ. | إِيْهِ بمعنی اِمْضِ فِی کَلَامِكَ. بات جاری رکھو۔

تَيْدَ تَيْدَخْ بمعنی اَمْهِلْ مہلت دو۔ | مَهْ بمعنی اِنْکَفِفْ رک جاؤ۔

صَهْ بمعنی اُسْکُتْ خاموش ہو جاؤ۔ | آمِيْنْ بمعنی اِسْتَجِبْ قبول کر۔

هَيَّا بمعنی اَسْرِعْ جلدی کرو۔ | قَطْ بمعنی اِنْتَهِ رک جاؤ۔

اسمائے افعال بمعنی فعل ماضی: هَيْهَاتَ یہ مبنی ہے، اس کا فاعل کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے اور کبھی ضمیر مستتر کی شکل میں ہوتا ہے جیسے: هَيْهَاتَ بمعنی بَعُدَ (دور ہوا) هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ. کبھی اس کے فاعل پر لام جارہ داخل ہوتا ہے جیسے: هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ.

شَتَّانَ بمعنی اِفْتَرَقَ جدا ہوا. شَتَّانَ جس افتراق پر دلالت کرتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ افتراق امور معنویہ علم وصلاح، شجاعت و بزدلی میں ہو، لہذا شَتَّانَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو کہنا درست نہیں۔

سَرْعَانَ بمعنی سَرُعَ. خوب تیز چلا۔

اسمائے افعال بمعنی فعل مضارع: یہ بھی مبنی ہے اور اس کا فاعل ضمیر مستتر کی صورت میں ہوتا ہے۔

اَوَّهْ بمعنی اَتَزَجَّرُ. اُفٍّ بمعنی اَتَوَجَّعُ، اُفٍّ لَكُمَا اَتَعِدَانِنِی.

وَیْ بمعنی اَتَعَجَّبُ، کبھی اس کے آخر میں کاف لگاتے ہیں جیسے: وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُوْنَ.

اسمائے افعال کی تقسیم ثانی

اسمائے افعال کی دو قسمیں ہیں یا تو ابتداءً ان کی وضع اسم فعل کے لئے ہوگی یا پھر ابتداءً کسی اور معنی کے لئے موضوع ہوں گے لیکن بعد میں انہیں منتقل کر کے اسم فعل بنا دیا جائے۔

اسمائے افعال ابتداءً: اسمائے افعال جو ابتداء ہی سے اسم فعل ہیں: حَيَّهَلْ ، هَلُمَّ، نَزَالِ ، تَرَاكِ ، هَيْهَاتَ، شَتَّانَ، وَیْ، مَهْ وغیرہ۔

اسمائے افعال منقولہ: ان کی تین صورتیں ہیں:

❶ منقول من المصدر، جیسے: رُوَيْدَ یہ رُوَيْدًا سے منقول ہے۔ رُوَيْدَ اصل میں اِرْوَادٌ مصدر اِفعال تھا، جب

....

حروفِ زائدہ کو حذف کر کے مصدر کی تصغیرِ ترخیم بنائی تو رُوَیْدَ ہوا، پھر اسے بغیر تنوین کے نقل کر کے اسم فعل بنایا۔

❷ منقول من الجار والمجرور: عَلَيْكَ بمعنی تَمَسَّكْ جیسے: عَلَيْكَ بِالعِلْمِ . یا بمعنی اَلْزِمْ جیسے: عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ . یا بمعنی اعْتَصِمْ جیسے: عَلَيَّ بِالكَفَاحِ لِبُلُوْغِ الأَمَانِيْ.

إِلَيْكَ بمعنی اِبْتَعِدْ ، تَنَحَّ جیسے: إِلَيْكَ عَنِّيْ. کبھی خُذْ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: إِلَيْكَ الوَرْدَةَ أي: خُذْهَا. کبھی أَقْبِلْ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: إِلَيَّ أَيُّهَا الوَفِيُّ.

❸ منقول من الظرف، جیسے: اَمَامَكَ بمعنی تَقَدَّمْ، وَرَاءَكَ بمعنی تَأَخَّرْ، مَكَانَكَ بمعنی اُثْبُتْ ، عِنْدَكَ بمعنی خُذْ.

جب یہ ظرف یا جار مجرور سے منقول ہوں تو پہلا جز منقول ہوگا یا دوسرا یا دونوں۔ تو اس میں پہلا جز اسم فعل بنے گا اور دوسرا ویسے ہی رہے گا، مثلاً: دُوْنَكَ میں دون اسم فعل اور کاف ویسے ہی مضاف الیہ ہے۔ عَلَيْكَ میں کاف ویسے ہی مجرور رہے گا، تبدیلی صرف پہلے کلمے میں آئے گی۔ اسی پر ایک مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ میں تینوں اعراب جائز ہیں: اگر أَنْفُسِكُمْ مجرور پڑھیں تو عَلَيْكُمْ کی ضمیر مجرور کے لئے تاکید، أَنْفُسُكُمْ مرفوع پڑھیں تو عَلَيْكُمْ ، اَلْزِمُوا کے معنی میں ہوگا اور أنفسکم اس ضمیر فاعل ''واؤ'' کی تاکید بنے گا، منصوب پڑھنے کی صورت میں أنفسکم کو مفعول بہ بنائیں گے۔

اسمائے افعال کی تیسری تقسیم

تعریف و تنکیر کے اعتبار سے بھی اسم فعل منقسم ہوتا ہے، بعض ایسے ہیں کہ ہمیشہ معرفہ ہوتے ہیں اور بعض نکرہ ہوتے ہیں اور بعض تنوین کے ساتھ نکرہ اور بغیر تنوین کے معرفہ ہوتے ہیں۔ صهٍ، مَهٍ نکرہ اور صَهْ ، مَهْ معرفہ ہیں۔

اسمائے افعال کی خصوصیات

❀ اسمائے افعال مضاف نہیں ہوتے، اگر ہوں تو ان کا مصدر مضاف ہوتا ہے، جیسے: روید زید.

❀ اسمائے افعال سب کے سب مبنی ہیں، ان میں کوئی معرب نہیں، اور جس فعل کے معنی میں ہوتے ہیں اسی فعل کا عمل کرتے ہیں، اگر وہ لازم ہو تو فاعل کو رفع، متعدی ہو تو فاعل کو رفع دینے کے ساتھ مفعول بہ کو نصب بھی دیتے ہیں۔ بذاتِ خود ان کا محلِ اعراب نہیں ہوتا حالانکہ یہ اسمائے مبنیہ ہیں۔

پنجم اسمائے اصوات چوں: اُحْ اُحْ واُفْ وبَخْ ونَخْ وغَاقِ. ششم اسمائے ظروف: ظروف زمان چوں: اِذْ واِذا ومَتیٰ و کَیْفَ واَیَّانَ واَمْسِ وَمُذْ ومُنْذ وقَطُّ وعَوْضُ وقَبْلُ وبَعْدُ وقتیکہ مضاف باشند ومضاف الیہ محذوف منوی باشد. وظروف مکان چوں: حَیْثُ وقُدَّامُ وتَحْتُ وفَوْقُ وقتیکہ مضاف باشند ومضاف الیہ محذوف منوی باشد.

❁ ان کے آخر میں نونِ تاکید نہیں آتا۔ یہ جملہ فعلیہ کے حکم میں ہوتے ہیں، جو احکام: خبر، صفت، حال بنا جملہ فعلیہ کے لئے ہیں ان کے لئے بھی ہیں۔

❁ ان کا معمول ان پر مقدم نہیں ہو سکتا علیك زیداً میں زیداً علیك نہیں کہہ سکتے۔

❁ ان کے آخر میں تائے تانیث نہیں آتی اور نہ ہی ان پر "لم" جازمہ داخل ہوتا ہے۔

❁ اسم فعل جس فعل کے معنی پر دلالت کرتا ہے ادائے معنی میں اس فعل سے قوی ہوتا ہے، کیونکہ اسم فعل میں مبالغہ بھی پایا جاتا ہے، مثلاً: بَعُدَ کا معنی دور ہوا جب کہ هَیْهَاتَ کا معنی خوب دور ہوا۔ سَرُعَ کا معنی تیز چلا اور سَرْعَانَ کا معنی خوب تیز چلا۔

فائدہ: اسمائے افعال شبہ استعمالی کی وجہ سے مبنی ہیں کہ عامل تو بنتے ہیں لیکن معمول نہیں بن سکتے۔

(پنجم اسمائے اصوات......الخ) اصوات صوت کی جمع ہے اور صوت کا معنی آواز دینا، اصطلاح نحاۃ میں اسمائے اصوات ان اسماء کو کہتے ہیں جو خطاب غیر ذوی العقول (یا ان کے قائم مقام یا جو ان کے حکم میں ہوں) کے لئے وضع کئے جائیں، جیسے: اُح اُح، بخ، نخ، غاق. قائم مقام غیر ذوی العقول سے مراد بچے کا رونا وغیرہ ہے۔

(ششم اسمائے ظروف......الخ) ظروف ظرف کی جمع ہے اور ظرف اسے کہتے ہیں جس میں فعل مذکور واقع ہو، اور اس کی دو قسمیں ہیں: ظرف زمان ۲۔ظرف مکان۔ ظرف زمان جو زمانے کے لئے استعمال ہوں۔

ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ظرف زمان مبنی، جیسے: اِذْ ، اِذَا، مَتَیٰ ، کَیْفَ ، اَیَّانَ ، اَمْسِ، مُذْ مُنْذُ ، قَطُّ. ۲۔ظرف زمان جو کبھی معرب اور کبھی مبنی ہوتے ہیں، جیسے: عَوْضُ ، قَبْلُ ، بَعْدُ.

ظرف مکان جو مکان یا جگہ کے لئے استعمال ہوں، جیسے: حَیْثُ ، قُدَّامُ ، تَحْتُ ، فَوْقُ .

معرب ومبنی کے اعتبار سے ان کی چار قسمیں ہیں: ۱۔قسم اول جو ہر حال میں مبنی ہوتے ہیں: اِذْ، اِذَا، مَتیٰ،

....

كَيْفَ ، أَيَّانَ أَمْسِ ، مُذْ ، مُنْذُ ، حَيْثُ ، الآن . اور مَعَ لغت ربیعہ وغنم میں۔

قسم ثانی میں وہ اسمائے ظروف داخل ہیں جو کبھی معرب اور کبھی مبنی ہوتے ہیں، جیسے: قَبْلُ ، بَعْدُ ، قُدَّامُ ، تَحْتَ ، فَوْقَ . وغیرہ۔ان کو ظروف غایۃ بھی کہتے ہیں، ان کے چار حالات ہیں، تین میں معرب اور ایک میں مبنی ہوتے ہیں:

1. مضاف الیہ مذکور ہو۔
2. مضاف الیہ محذوف نسیاً منسیاً ہو۔
3. مضاف الیہ محذوف کالمذکور ہو یعنی اس کا لفظ نیت میں ہو۔ان تینوں صورتوں میں یہ معرب ہیں۔
4. مضاف الیہ محذوف منوی ہو اور نیت میں معنی ہو تو پھر یہ مبنی برضمہ ہیں، اس لئے کہ جب مضاف الیہ محذوف ارادے میں ہے تو مضاف الیہ کی طرف احتیاج آ گئی، اور چونکہ لفظاً مضاف الیہ مذکور نہیں تو معرب کا خاصہ نہیں ہوا۔

فائدہ: اسمائے ظروف شبہ افتقاری کی وجہ سے مبنی ہیں اور ان کے مبنی علی الضم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا مضاف الیہ محذوف ہے جو کہ ثقیل ہے تو ثقیل کے حذف کے مقابلے میں حرکت بھی ثقیل لائیں گے اور وہ ضمہ ہے۔

قسم ثالث: اس میں وہ ظروف ہیں جو مبنی کے ساتھ مل کر مبنی ہو جاتے ہیں، جیسے: یَوْم، حِیْنَ وغیرہ یَوْمَئِذٍ، حِیْنَئِذٍ میں مبنی ہیں۔اصل میں یَوْمَ إِذْ كَانَ كَذَا، حِیْنَ إِذْ كَانَ كَذَا تھا، اور جملہ من حیث أنها جملة مبنی ہوتا ہے، تو جب ان کی اضافت مبنی کی طرف ہوئی تو یہ بھی مبنی ہوئے۔

قسم رابع: مرکب بنائی ہے، جیسے: بَيْنَ بَيْنَ، بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْقُطُ بَيْنَ بَيْنَ .

فائدہ: اسمائے ظروف مبنی کیوں ہیں؟ بعض کہتے ہیں کہ ان میں شبہ نیابتی ہے کہ حرف کی طرح نائب ہو کر استعمال ہوتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ شبہ افتقاری کی وجہ سے مبنی ہیں کہ ان میں سے بعض قبل وغیرہ مضاف الیہ کے محتاج ہوتے ہیں اور بعض میں حرف متضمن ہوتا ہے، جیسے: أمس کہ اصل میں الأمس تھا، بعض کہتے ہیں کہ ان میں شبہ جمودی ہے کہ جس طرح حرف جامد ہوتے ہیں ان کی تثنیہ وجمع نہیں آتی اور سوائے حرفیت کے کسی اور معنی کو قبول نہیں کرتے اسی طرح ظروف بھی سوائے ظرفیت کے کسی اور معنی کو قبول نہیں کرتے، اور یہی اصح ہے۔

فائدہ: اسمائے شرطیہ اور استفہامیہ نکرہ ہوتے ہیں، اسمائے ظروف جب جملہ کی طرف مضاف ہوں تو نکرہ ہوتے ہیں کیونکہ جملے میں اصل مصدر ہے اور مصدر کی طرف مضاف ہونے والا نکرہ ہوتا ہے، اگر اسمائے ظروف کی

ہفتم اسمائے کنایات (۱) چوں: کَمْ و کَذَا کنایت از عدد و کَیْتَ و ذَیْتَ کنایت از حدیث.

اضافت معرفہ کی طرف ہو اور ابہام باقی ہو تب بھی نکرہ ہی رہیں گے۔

(**ہفتم اسمائے کنایات......الخ**) اَلْكِنَايَةُ مَا يُكْنَىٰ بِهَا عَنْ شَيْءٍ. کنایہ وہ اسم ہے جس کے ذریعے کسی چیز کے بارے میں تعریض یا اشارہ کیا جائے، اس کی دو قسمیں ہیں: ۱- کنایہ از عدد ۲- کنایہ از حدیث۔

کنایہ از عدد، جیسے: کم و کذا، کم بروزن لم شبہ وضعی کی وجہ سے مبنی ہے، چاہے استفہامیہ ہو یا خبریہ۔

کذا مرکب ہے کاف حرف اور ذا اسم اشارہ سے، کاف تو ویسے ہی مبنی ہے کہ حرف ہے اور ذا بھی اسم اشارہ مبنی ہے، اسی طرح کَأَيِّنْ بھی ہے۔

''کم'' کی دو قسمیں ہیں: ۱- کم خبریہ ۲- کم استفہامیہ۔

''کم'' خبریہ جو عدد مبہم کی خبر دے، جیسے: كَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُهُ.

''کم'' استفہامیہ عدد مبہم کے استفہام کے لئے آتا ہے، جیسے: كَمْ دِرْهَماً عِنْدَكَ؟ ''کم'' استفہامیہ کی تمیز منصوب ہوتی ہے اور کم خبریہ کی مجرور، دونوں کی تمیز پر من جارہ داخل ہوتا ہے، جیسے: كَمْ مِنْ رَجُلٍ ضَرَبْتَ؟ كَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا.

کنایہ از حدیث، جیسے: کیت، ذیت، یہ دونوں کنایت از حدیث کے لئے آتے ہیں، جیسے: سَمِعْتُ كَيْتَ كَيْتَ، قُلْتُ ذَيْتَ وَذَيْتَ. یہ دونوں کبھی مفرد استعمال نہیں ہوتے بلکہ تکرار کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ اصل میں تشدید کے ساتھ کیّت و ذیّت تھے، تخفیف کے لئے تشدید کو حذف کیا گیا۔

---

(۱) کنایات کنایہ کی جمع ہے، کنایہ کہتے ہیں کسی معین چیز کو ایسے لفظ سے تعبیر کرنا جو اس پر صراحتاً دلالت نہ کرتا ہو۔ یہاں پر معنی مصدری مراد نہیں، بلکہ وہ اسم مراد ہے جو معین چیز پر صراحتاً دلالت نہ کرے، اور اس سے بھی ہر ایسا اسم مراد نہیں، بلکہ مخصوص اسماء مراد ہیں جیسے: کم کذا یہ مبہم عدد پر دلالت کرتے ہیں اور دونوں مبنی بر سکون ہیں۔ کم کی دو قسمیں ہیں: کم استفہامیہ جیسے: كَمْ رَجُلاً عِنْدَكَ؟ تمہارے پاس کتنے مرد ہیں؟ ۲- کم خبریہ جیسے: كَمْ دَارٍ بَنَيْتُ. میں کتنے گھر بنائے. عِنْدِي كَذَا دِرْهَماً. میرے پاس اتنے درہم ہیں۔ کم استفہامیہ اور کذا کا بعد بنا بر تمیز منصوب ہوتا ہے، یہ دونوں مضاف نہیں ہوتے، اور کم خبریہ کا مابعد مضاف الیہ ہونے کی بنا پر مجرور ہوتا ہے، اور کم خبریہ مضاف ہوتا ہے۔

كَيْتَ اور ذَيْتَ مبہم بات پر دلالت کرتے ہیں مبنی بر فتح ہیں، اور دونوں ''واؤ'' عاطفہ کے ساتھ مکرر استعمال ہوتے ہیں جیسے: قُلْتُ كَيْتَ وَكَيْتَ یا قُلْتُ ذَيْتَ وَذَيْتَ. میں نے ایسا ایسا کہا۔ کم کی طرح ان کی تمیز نہیں آتی۔

ہشتم مرکب بنائی (۱) چوں: اَحَدَ عَشَرَ. فصل: بدانکہ اسم بر دو ضرب است: معرفہ و نکرہ. معرفہ آنست کہ موضوع باشد برائے چیزے معیّن، و آں بر ہفت نوع است: اول مضمرات، دوم اعلام چوں: زید و عمر، سوم اسمائے اشارات، چہارم اسمائے موصولہ و ایں دو قسم را مبہمات گویند (۲)، پنجم معرفہ بہ ندا

فائدہ: یہ دونوں اس لئے مبنی ہیں کہ مبنی یعنی جملے کے قائم مقام واقع ہوتے ہیں اور جملہ من حيث أنها جملة مبنی ہوتا ہے، تو جو حال اصل کا ہوگا وہی قائم مقام کا بھی ہوگا۔

(ہشتم مرکب بنائی ......الخ) مرکب بنائی: أحد عشر اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

---

(۱) مرکب بنائی کو بنائی اس لئے کہتے ہیں کہ "بنائی" اسمِ منسوب ہے، جس کے معنی ہیں بناء والا، اور یہ بناء والا بایں معنی ہے کہ دونوں جز مبنی ہوتے ہیں۔ مرکب بنائی کی تعریف یہ ہے کہ وہ مرکب جس کا جز وثانی حرفِ عطف کے معنی کو خود متضمن ہو یا اس کی اصل یا کسی اور حرف کے معنی کو متضمن ہو۔ حرفِ عطف کے معنی کو خود متضمن ہو جیسے: اَحَدَ عَشَرَ کہ اصل میں اَحَدٌ وَعَشَرٌ تھا۔ یا اس کی اصل متضمن ہو جیسے: حَادِيَ عَشَرَ کہ اس کا جزِ وثانی خود تو متضمن نہیں، بلکہ اس کی اصل یعنی اَحَدَ عَشَرَ متضمن ہے، کیونکہ حَادِيَ عَشَرَ، اَحَدَ عَشَرَ سے بنا ہے، اسی طرح ثَانِيَ عَشَرَ اِثْنَاعَشَرَ سے، ثَالِثَ عَشَرَ ثَلٰثَةَ عَشَرَ سے، رَابِعَ عَشَرَ اَرْبَعَةَ عَشَرَ سے، اسی طرح تَاسِعَةَ عَشَرَ تک۔ کسی اور حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے: بَيْتَ بَيْتَ کہ اصل میں بَيْتٌ لِبَيْتٍ تھا، اور یہ اصل میں بَيْتِيْ مُلَاصِقٌ لِبَيْتِكَ ہے، تو بَيْتَ ثانی لام حرفِ جار کے معنی کو متضمن ہے۔ جس مرکب بنائی کا جزِ وثانی حرفِ عطف کے معنی کو متضمن ہو اس کو مرکب عددی کہتے ہیں، اور یہ باختلافِ صیغہائے مذکر و مؤنث اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک اور حَادِيَ عَشَرَ سے تَاسِعَ عَشَرَ تک ہے، یعنی کل اٹھارہ صیغے ہیں۔ ان کے دونوں جز مبنی بر فتح ہوتے ہیں، سوائے اِثْنَاعَشَرَ کے کہ اس کا جزِ اول معرب ہے بحالتِ رفع اِثْنَا عَشَرَ اور بحالتِ نصب و جر اِثْنَيْ عَشَرَ، اور جزِ وثانی مبنی بر فتح ہے۔ الحاصل مرکب بنائی دو قسم پر ہے: اول وہ جو خود یا باعتبارِ اصل حرفِ عطف کے معنی پر مشتمل ہو، اور یہ اٹھارہ صیغے ہیں۔ دوم وہ جو کسی دوسرے حرف کے معنی کو متضمن ہو۔

(۲) مُبْهَمَات یہ مُبْهَمٌ کی جمع ہے نہ کہ مُبْهَمَةٌ کی، کیونکہ موصوف اسم ہے یعنی اِسْمٌ مُبْهَمٌ. اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ کو مبہمات اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے معنی میں ابہام یعنی خفا ہوتا ہے جو اسمِ اشارہ میں بذریعہ صفت یا اشارۂ حسیہ زائل کیا جاتا ہے، اور اسمِ موصول میں بذریعہ صلہ۔ اول جیسے کسی نے کہا: هٰذَا تَاجِرٌ. یہاں پر "هٰذا" کے معنی میں خفا یعنی پوشیدگی بایں معنی ہے کہ "هٰذا" کے معنی ہیں مفرد مذکر جس کی طرف کسی عضو سے اشارہ کیا جائے، یہ زید، عمر، خالد وغیرہ سے ہر ایک ہوسکتا ہے، کسی ایک کو معین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ "هٰذا" کہنے کے ساتھ ساتھ متکلم مثلاً ہاتھ سے بھی اشارہ کرے۔ اب اگر ہاتھ سے اشارہ زید کی طرف کیا تو وہ مشارٌ الیہ قرار پایا اور مذکورہ بالا خفا دور ہوگیا۔ اگر یوں کہا کہ: هٰذَا الَّذِيْ سَلَّمَ عَلَيَّ الْآنَ تَاجِرٌ. تو "هٰذا" کے معنی کا مذکورہ خفا "اَلَّذِيْ سَلَّمَ عَلَيَّ الْآنَ" سے زائل ہوا جو =

چوں: یَا رَجُلُ، ششم معرفہ بالف ولام چوں: اَلرَّجُلُ، ہفتم مضاف بہ یکے از ینہا چوں: غُلَامُہٗ وغُلَامُ زَیْدٍ وغُلَامُ ھٰذَا وغُلَامُ الَّذِی عِنْدِی و غُلَامُ الرَّجُلِ(۱) ونکرہ آنست کہ موضوع باشد برائے چیزے غیر معین چوں: رَجُلٌ وفَرَسٌ.

(فصل بدانکہ اسم بردو ضرب......الخ) اس فصل میں اسم کی دوسری تقسیم باعتبار تعریف وتنکیر ہے۔ اسم کی دو قسمیں ہیں:
۱۔معرفہ ۲۔نکرہ۔

معرفہ وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو، اس کی سات قسمیں ہیں جن میں سے چند اس شعر میں مذکور ہیں

معارف پنجد نہ بیش ونہ کم مضاف ومضمر وذوالام ومبہم وعلم

اور ساتواں معرفہ بہ ندا ہے۔

نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کے لئے موضوع ہو، جیسے: رَجُلٌ، فَرَسٌ وغیرہ۔

فائدہ: معرفہ میں سب سے زیادہ معرفہ یعنی اعرف المعارف لفظ اللہ ہے، پھر ضمیر متکلم، پھر ضمیر مخاطب، پھر غائب کی ضمیر جو ابہام سے خالی ہو، اس کے بعد علم شخصی نہ کہ علم جنسی پھر اسمائے اشارات، اس کے بعد اسمائے موصولات پھر معرفہ بہ ندا ہے۔ محققین معرفہ بہ ندا کو معارف میں شمار نہیں کرتے، اسی لئے شعر میں بھی مذکور نہیں، اور آخر میں معرف باللام۔

فائدہ: مضاف مضاف الیہ سے کم درجہ رکھتا ہے، جب مضاف الیہ ضمیر ہو تو مضاف علم کی اور مضاف الیہ علم

= ''ھٰذا'' کی صفت ہے۔ دوم: اَلَّذِیْ جَاءَ نِیَ الْآنَ تَاجِرٌ. جو میرے پاس ابھی آیا تھا تاجر ہے۔ ''الَّذِیْ'' کے معنی میں ابہام ہے کہ اس کے معنی ہیں مفرد مذکر جو زید، عمر، بکر، خالد میں سے ہر ایک پر صادق آتا ہے ''جَاءَ نِیَ الْآنَ'' کہنے سے وہ خفا دور ہوا اور متعین ہو گیا کہ ''الَّذِیْ'' کا مصداق متکلم کے پاس ابھی آنے والا ہے۔ غرضیکہ اسمائے اشارہ اپنے معنی یعنی مشارٌ الیہ کے ابہام کو دور کرنے میں صفت کے محتاج ہیں یا اشارۂ حسیہ کے، اور اسمائے موصولہ اپنے صلے کے۔

(۱) غُلَامُہٗ یہ مضاف بسوئے اسم اشارہ کی مثال ہے۔ غُلَامُ زَیْدٍ یہ مضاف بسوئے علم کی مثال ہے۔ غُلَامُ ھٰذَا یہ مضاف بسوئے اسم اشارہ کی مثال ہے۔ غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ یہ مضاف بسوئے اسم موصول کی مثال ہے۔ اس میں عِنْدِیْ مضاف مضاف الیہ مل کر ''ثَبَتَ'' فعل مقدر کا مفعول فیہ ہے۔ غُلَامُ الرَّجُلِ یہ مضاف بسوئے معرفہ بالف ولام کی مثال ہے۔ ''مضاف بہ یکے از ینہا'' سے مراد وہ جو معرفہ بہ ندا کے ماسوا کی طرف مضاف ہو، کیونکہ معرفہ بہ ندا کی طرف کوئی اسم مضاف نہیں ہوتا، اس لئے کہ معرفہ بہ ندا ''منادیٰ'' ہوتا ہے، جب کوئی اسم اس کی طرف مضاف ہوگا تو معرفہ بہ ندا منادیٰ نہیں رہے گا وہ اسم منادیٰ ہو جائے گا۔

بدانکہ اسم بر دو صنف است مذکر و مؤنث: مذکر آنست کہ در وعلامتِ تانیث نباشد چوں: رَجُلٌ ، ومؤنث آنست کہ در وعلامتِ تانیث باشد چوں: اِمْرَأۃٌ .وعلامتِ تانیث چار است: تا چوں: طَلْحَۃ ، والف مقصورہ چوں: حُبْلیٰ ، والف ممدودہ چوں: حَمْرَاءُ ، وتائے مقدرہ چوں: اَرْض کہ در اصل اَرْضَۃٌ بودہ است بدلیل اُرَیْضَۃ کہ تصغیر اسماء را با صل خود برد، وایں را مؤنثِ سماعی گویند.

...تو مضاف اسم اشارہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

فائدہ: جو ضمیر مرجع کی طرف راجع ہو اس کے معرفہ ونکرہ ہونے کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ ۱-بعض حضرات اسے مطلقاً معرفہ کہتے ہیں، ۲-بعض اسے مطلقاً نکرہ کہتے ہیں، ۳-بعض کہتے ہیں کہ اگر معرفہ کی طرف لوٹے تو معرفہ ہے اور اگر مرجع کا نکرہ رکھنا واجب ہو تو پھر ضمیر نکرہ ہوگی، جیسے: رُبَّ شَاۃٍ وَسَخْلَتِہَا" رُبَّ کے مدخول "شَاۃٍ" کو نکرہ رکھنا واجب ہے، لہذا یہ ضمیر نکرہ ہوگی، بصورت دیگر اگر مرجع کا نکرہ رکھنا واجب نہیں تو پھر ضمیر میں معرفہ ونکرہ دونوں احتمال ہیں۔

(بدانکہ اسم بر دو صنف......الخ) اسم کی باعتبار تذکیر و تانیث دو قسمیں ہیں: ۱-مذکر ۲-مؤنث

واضح رہے کہ مذکورہ تقسیم اسم متمکن کی ہے، اسم غیر متمکن کی نہیں، کیونکہ مذکر و مؤنث کی تعریف ہِیَ ، ھٰذہ اور اَلَّتِی وغیرہ پر صادق نہیں آتی۔

مذکر اس اسم کو کہتے ہیں جس میں علامت تانیث نہ ہو، جیسے: رَجُلٌ، فَرَسٌ وغیرہ۔

مؤنث اس اسم کو کہتے ہیں جس میں علامت تانیث ہو اور علامت تانیث چار ہیں:

۱-تائے تانیث ظاہرہ، جیسے: طلحۃ ۲-تائے مقدرۃ، جیسے: اَرْض کہ اصل میں اُرْضَۃٌ تھا۔

۳-الف مقصورہ جیسے: حُبْلیٰ. ۴-الف ممدودۃ جیسے: حَمْرَاء.

فائدہ: الف مقصورہ جو کہ علامت تانیث ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ زائد ہو، لہذا اعصًا (عَصَیٰ) میں الف مقصورہ تانیثی نہیں کیونکہ یہ اصلی ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ الف تائے تانیث کو قبول نہ کرے، لہذا اَرْطیٰ میں الف مقصورہ باوجودیکہ زائد ہے علامت تانیث نہیں، کیونکہ یہ تائے تانیث قبول کرتا ہے، کہا جاتا ہے اَرْطَاۃٌ.

اسی طرح الف ممدودہ میں بھی ضروری ہے کہ وہ اصلی نہ ہو بلکہ زائد ہو، اس کے ساتھ ساتھ تانیث کو بھی قبول نہ کرے، لہذا قراء میں الف ممدودہ تانیثی نہیں کیونکہ یہ اصلی ہے اور عَلْبَاء میں بھی الف اگرچہ زائد ہے لیکن تائے تانیث کو قبول کرتا ہے، کہا جاتا ہے علباءۃ، اس لئے تانیث کا نہیں ہے۔

....

اگر علامت تانیث ظاہر ہو تو اسے لفظی قیاسی کہیں گے، جیسے: فَاطِمَة ، طَلْحَة وغیرہ، اور اگر ظاہر نہ ہو چاہے مقدر ہو یا مسموع من العرب ہو تو پھر مؤنث سماعی کہتے ہیں، جیسے: أَرْض. مؤنث سماعی کی پہچان ضمیر لوٹانے سے ہوتی ہے، اگر مذکر کی ضمیر لوٹے تو مذکر ورنہ مؤنث جیسے: اَلنَّارُ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا. کہ اس میں "ھا" ضمیر برائے مؤنث "نار" کی طرف لوٹ رہی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ "النَّار" بتقدیر "تا" مؤنث ہے۔ حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا . یہاں "ھا" ضمیر "الحرب" کی طرف راجع ہے جس سے معلوم ہوا کہ "الحرب" بتقدیر "تا" مؤنث ہے۔ وَإِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا . میں السَّلْمُ کی طرف "ھا" ضمیر راجع ہے، اس سے معلوم ہوا کہ "السَّلْم" بتقدیر "تا" مؤنث ہے۔ مؤنث سماعی کی پہچان اس طرح بھی ہوتی ہے کہ اس کی طرف فعلِ مؤنث کی اسناد ہو جیسے: وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ . العِيْرُ کی طرف فعلِ مؤنث کی اسناد سے معلوم ہوا کہ یہ بتقدیر "تا" مؤنث ہے یا اس کے لئے اسم اشارہ مؤنث استعمال کیا جائے جیسے: هٰذِهٖ جَهَنَّمُ بتقدیر "تا" مؤنث ہے یا تصغیر میں "تا" ظاہر ہو جیسے: هِنْدٌ میں "تا" مقدر ہے کہ اس کی تصغیر هُنَيْدَةٌ آتی ہے یا اس کی صفت یا خبر مؤنث لائی جائے جیسے: اَلْكَتِفُ الْمَشْوِيَّةُ لَذِيْذَةٌ. اسی طرح سماع من العرب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم مذکر ہے یا مؤنث۔ مؤنث سماعی تو بہت ہیں لیکن چند عام و مستعمل یہ ہیں: تمام لڑائیوں کے نام، ہواؤں کے نام، جہنم کے طبقات کے نام، تمام شہروں، ملکوں اور قبیلوں کے نام، شرابوں کے نام، رخسار اور بھوؤں کے علاوہ انسان کے جو اعضاء مکرر ہیں یہ تمام مؤنث سماعی ہیں۔

مؤنث سماعی کی دو قسمیں ہیں: ۱- واجب التانیث ۲- جائز التانیث

واجب التانیث: جسے مؤنث پڑھنا واجب ہے یعنی جس پر مؤنث کے احکام جاری کرنا لازمی ہے، جیسے وہ اسماء جن میں اہلِ عرب تقدیر "تا" کا التزام کرنے کی وجہ سے ہمیشہ مؤنث استعمال کرتے ہیں مثلاً: مذکورہ بالا اسماء اور أُذُنٌ، إِصْبَعٌ، دَارٌ، سَاقٌ، نَعْلٌ، قَدَمٌ، رِيْحٌ، فَخِذٌ، رِجْلٌ، ذِرَاعٌ، نَفْسٌ کیونکہ قرآن میں اس پر مؤنث کے احکام جاری ہیں، مثلاً: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ، لَاتَمْلِكُ نَفْسٌ .

جائز التانیث: جسے مذکر و مؤنث دونوں طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں، جیسے: السماء کبھی مذکر استعمال ہوتا ہے "اَلسَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ" اور کبھی مؤنث "إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ، وَالسَّمَاءَ بَنَيْنٰهَا. باعتبارِ تقدیر "تا" مؤنث اور باعتبارِ تقدیرِ عدمِ "تا" مذکر جیسے: حَالٌ بمعنی حالت، طَرِيْقٌ ، سَبِيْلٌ ، سُوْقٌ ، قَمِيْصٌ، قِدْرٌ، سِكِّيْنٌ ، عُنُقٌ وغیرہ۔

فائدہ: السماء مفرد ہے اس کی جمع اگر السموٰت ہو تو اس میں تذکیر و تانیث دونوں درست ہیں جیسا کہ

....

مذکورہ مثالوں میں ہے، اگر سماوۃ اس کی جمع ہو تو پھر اسے جمع مؤنث استعمال کرتے ہوئے جیسے: ثُمَّ اسْتَوَیٰ إِلَی السَّمَاءِ فَسَوّٰھُنَّ" ضمیر "ھن" السماء کی طرف راجع ہے۔

فائدہ: علامت تانیث مقدرہ صرف تاء ہے اور "تا" کی کئی قسمیں ہیں جن میں سے بعض اس شعر میں مذکور ہیں۔

مصدر وتانیث وحدت ومبالغہ عوض ونقل ومذکر ویازائدہ

❶ مصدر کے لئے جیسے: کَیْنُوْنَۃٌ۔

❷ تائے تانیثی جو تانیث پر دلالت کرے جیسے: فَاطِمَۃ۔

❸ تائے وحدتی جو وحدت پر دلالت کرے جیسے: نَفْخَۃٌ۔

❹ تا برائے مبالغہ جیسے: رَاوِیَۃٌ بہت زیادہ روایت کرنے والا۔

❺ تا برائے تاکید مبالغہ جیسے عَلَّامَۃٌ، فَھَّامَۃٌ، علام وفہام تو پہلے سے ہی مبالغہ کے صیغے ہیں، ان پر جو "تا" داخل ہوئی وہ مبالغہ کی تاکید کے لئے ہے۔

فائدہ: اللہ رب العزت کے لئے یہ صیغے بغیر "تا" کے استعمال ہوتے ہیں جیسے عَلَّامُ الْغُیُوْب، اگرچہ یہ "تا" تانیثی نہیں لیکن شبہ تانیثی ہے، اس لئے اس شبہ سے بچنے کے لئے بغیر "تا" کے استعمال کرتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ اللہ رب العزت کے لئے مذکر کا صیغہ علام کیوں لایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صیغہ مؤنث تو شبہ کی وجہ سے استعمال نہیں کرتے، اگر صیغہ مذکر بھی استعمال نہ کریں تو پھر کوئی صیغہ ہی نہیں، لہٰذا مجبوراً صیغہ مذکر استعمال کرتے ہیں۔

❻ تائے عوض جو کسی لفظ کے بدلے آئے، کبھی تو ابتداء والے لفظ کے بدلے آتی ہے جیسے: عِدَۃٌ، زِنَۃٌ، سِنَۃٌ کہ دراصل وِعْدٌ، وِزْنٌ، وِسْنٌ تھا۔ اور کبھی درمیانی حرف کے بدلے آتی ہے جیسے: اِقْوَامٌ، اِسْتِقْوَامٌ سے اِقَامَۃٌ اِسْتِقَامَۃٌ۔

❼ تاء النقل جیسے: کَافِیَۃٌ، شَافِیَۃٌ کہ اصل میں کَافٍ، شَافٍ تھے۔

❽ تاء التذکیر جیسے: ضَرَبَۃٌ جمع مذکر مکسر اسم فاعل ہے۔

❾ تائے زائدہ: جو الفاظ بڑھانے اور کلمے کی خوبصورتی کے لئے ہو جیسے: قَرْیَۃٌ، بَلْدَۃٌ۔

❿ تاء النسیب: جو یائے نسبتی کے بدلے آئے جیسے: مَنَاطِقَۃٌ، اَشَاعِرَۃٌ، مَنْطِقِیٌّ، اَشْعِرِیٌّ کی جمع ہیں اور "تا" اس یائے نسبتی کے بدلے میں ہے جو مفرد میں ہے۔

⓫ تائے قسم: جو قسم کے لئے استعمال ہو جیسے: تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ۔

بدانکہ مؤنث بر دو قسم است: حقیقی و لفظی. حقیقی آنست کہ بازائے او حیوانِ مذکر باشد چوں: اِمْـرَأۃ کہ بازائے او رَجُل است و نَاقَۃ کہ بازائے او جَمَل است. و لفظی آنست کہ بازائے او حیوانِ مذکر نباشد چوں: ظُلْمَۃٌ و قُوَّۃٌ.

⑫ تاء التعریب: جو کسی اسم کو معرب بنانے کے لئے آئے جیسے: نَاقَۃٌ یَعْمَلَۃٌ.

⑬ التاء المقلوبۃ: جو کسی حرف کے بدلے آئے جیسے: تُرَاث اصل میں وُرَاث تھا، واو کے بدلے ابتدا میں تا آئی۔

فائدہ: تائے عوض اور تائے مقلوبہ میں فرق یہ ہے کہ تائے عوض آخر میں ہوتی ہے اور قاعدے کے مطابق ہوتی ہے جب کہ تائے مقلوبہ عموماً ابتدا میں ہوتی ہے اور اس کا کوئی قاعدہ نہیں۔

⑭ تاء المضارعۃ: وہ تا جو مضارع پر داخل ہو جیسے: تَضْرِبُ، تَضْرِبِیْنَ وغیرہ۔

فائدہ: تاء المبالغہ، تا برائے تاکید مبالغہ اور تاء التذکیر مذکر استعمال ہوتی ہیں، ان کے علاوہ جو بھی ''تا'' ہو عموماً اس پر تانیث کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

(**بدانکہ مؤنث بر دو قسم......الخ**) اسمِ مؤنث کی مختلف قسمیں ہیں:

① مؤنث حقیقی: جس کے مدلول کے مقابلے میں مذکر حیوان ہو، جیسے: اِمْرَأۃٌ، نَاقَۃٌ.

② مؤنث لفظی یا مجازی: جس کے مقابلے میں مذکر حیوان نہ ہو جیسے: ظُلْمَۃٌ، دَارٌ، شَمْسٌ.

③ لفظی فقط: جس کا مدلول مذکر ہو اور اس میں علامتِ تانیث ظاہرہ موجود ہو جیسے: حَـمْزَہ، اُسَامَہ، زَکَرِیَّا. اگر اس میں معنیٰ کا اعتبار کریں تو مذکر کے احکام جاری ہوں گے، اگر لفظ کا اعتبار کریں تو پھر غیر منصرف پڑھیں گے اور اس پر مؤنث کے احکام جاری ہوں گے۔

④ معنوی فقط: جس کا مدلول مؤنثِ حقیقی یا مجازی ہو اور لفظ علامتِ تانیث سے خالی ہو جیسے: زَیْـنَـب، سُعَاد، عُقَاب، بِئْر، رِجْل.

⑤ لفظی معنوی: جس کا مدلول مؤنث ہو اور علامتِ تانیث ظاہرہ بھی اس میں موجود ہو جیسے: فَاطِمَۃ، سُعْدَیٰ، حَسْنَاء.

⑥ المؤنث التأویلی: جو اصالتاً مذکر ہو لیکن کسی وجہ سے اسے مؤنث کی تاویل میں کیا جائے جیسے: اَتَتْنِیْ کِتَابٌ اَسُرُّ بِهَا أی: بِالرِّسَالَۃِ.

⑦ المؤنث الحکمی: صیغہ مذکر ہو لیکن اضافت إلی المؤنث سے اس میں تانیث آئی ہو جیسے: جَاءَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِیْدٌ. لفظ ''کل'' مذکر ہے لیکن مضاف الیہ ''نفس'' کی وجہ سے اسے بھی مؤنث کے حکم میں کیا گیا۔

بدانکہ اسم بر سہ صنف است: واحد، مثنیٰ، مجموع. واحد آنست کہ دلالت کند بر یکے چوں: رَجُلٌ، و مثنیٰ آنست کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف یا یائے ماقبل مفتوح و نونِ مکسور بآخرش پیوندد چوں: رَجُلَانِ وَرَجُلَيْنِ، و مجموع آنست کہ دلالت کند بر بیش از دو بسبب آنکہ تغیر ے در واحدش کردہ باشند لفظاً چوں: رِجَالٌ یا تقدیراً چوں: فُلْكٌ کہ واحدش نیز فُلْكٌ بروزنِ قُفْلٌ و جمعش ہم فُلْكٌ بروزنِ اُسْدٌ.

(بدانکہ اسم بر سہ صنف......الخ) یہاں سے مصنف اسم کی تیسری تقسیم باعتبار افراد، تثنیہ و جمع فرماتے ہیں۔ یہ تقسیم بھی اسم متمکن کی ہے کیونکہ اسمِ غیر متمکن ھُمَا، اَنْتُمَا، ھُمْ، اَنْتُمْ پر تثنیہ اور جمع کی مذکورہ تعریف صادق نہیں آتی۔

واحد: جو ایک پر دلالت کرے بالفاظ دیگر جس کا مدلول مفرد ہو جیسے: رَجُلٌ، فَرَسٌ.

تثنیہ: ثَنَّی یُثَنِّی بمعنی ڈبل کرنا، اور اصطلاح میں اس اسم کو کہتے ہیں جو دو چیزوں پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے مفرد کے آخر میں بحالت رفعی الف ماقبل مفتوح اور نون مکسور جیسے: جاء نی رجلَانِ، مسلِمَانِ اور بحالت نصبی وجری یا ماقبل مفتوح اور نون مکسور ہو جیسے: رأیت رجلَیْنِ، مسلِمَیْنِ، مررت برجلَیْنِ مسلِمَیْنِ. اِثْنَانِ واِثْنَتَانِ اور کِلَا وکِلْتَا اگرچہ دو پر دلالت کرتے ہیں لیکن چونکہ ان کا مفرد نہیں اس لئے یہ تثنیہ میں داخل نہیں۔ تثنیہ کا نون اس لئے مکسور ہوتا ہے کہ واحد، تثنیہ، جمع میں سے تثنیہ متوسط ہے اور ضمے، فتحے، کسرے میں سے کسرہ متوسط ہے، اس لئے متوسط کو متوسط دیا گیا۔

جمع: وہ ہے جو باعتبارِ وضع دو سے زیادہ پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے واحد میں تبدیلی و تغیر ہو، چاہے تغیر لفظی ہو جیسے: رَجُلٌ سے رِجَالٌ یا تغیر تقدیری ہو جیسے: فُلْكٌ بروزن قُفْلٌ مفرد ہے اور بروزن اُسْدٌ جمع ہے۔ باعتبارِ وضع کی قید اس لئے لگائی کہ کبھی مجازاً مافوق الواحد پر بھی جمع کا اطلاق ہوتا ہے جیسے: اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَعْلُوْمَاتٌ.

تغیر لفظی کی چھ قسمیں ہیں۔

1. تغیر بالزیادۃ: جمع میں لفظ کا اضافہ ہو لیکن مفرد کی شکل نہ بگڑے جیسے: صِنْوٌ سے صِنْوَانٌ.
2. تغیر بالنقصان: جمع میں لفظ کم ہو جائے لیکن مفرد کی شکل تبدیل نہ ہو جیسے: تُخَمَةٌ سے تُخَمٌ.
3. تغیر تبدیل شکل: شکل مفرد تبدیل ہو لیکن زیادتی و نقصان نہ ہو جیسے اَسَدٌ سے اُسْدٌ.
4. تغیر بالزیادۃ و تبدیل شکل: جمع میں کسی لفظ کا اضافہ ہو اور شکل بھی تبدیل ہو جائے جیسے: رَجُلٌ سے رِجَالٌ.
5. تغیر بالنقصان و تبدیل شکل: جمع میں کوئی لفظ کم ہو جائے اور مفرد کی شکل بھی تبدیل ہو جیسے: رَسُوْلٌ سے رُسُلٌ.

بدانکہ جمع باعتبار معنی بر دو قسم است: جمع تکسیر و جمع تصحیح. جمع تکسیر آنست کہ بنائے واحد در وسلامت نباشد چوں: رِجَالٌ و مَسَاجِدُ. وابنیہ جمع تکسیر در ثلاثی بسماع تعلق دارد و قیاس را در و مجالے نیست، اما در رباعی و خماسی بروزنِ فَعَالِلُ آید چوں: جَعْفَرٌ و جَعَافِرُ و جَحْمَرِشٌ و جَحَامِرُ بحذف حرف خامس. و جمع تصحیح آنست کہ بنائے واحد در وسلامت ماند، وآں بر دو قسم است: جمع مذکر و جمع مؤنث. جمع مذکر آنست کہ واوے ماقبل مضموم یا یائے ماقبل مکسور و نون مفتوح در آخرش پیوندد چوں: مُسْلِمُوْنَ وَ مُسْلِمِيْنَ. و جمع مؤنث آنست کہ الف با تا بآخرش پیوندد چوں: مُسْلِمَات.

❻ تغیر بالزیادۃ والنقصان وتبدیل شکل: جمع میں تینوں قسم کی تبدیلیاں واقع ہوں جیسے: غُلَامٌ سے غِلْمَان، شکل تو ویسے ہی تبدیل ہے اور لام کے بعد جو الف تھا وہ کم ہو گیا، میم کے بعد الف بڑھ گیا۔

فائدہ: کبھی جمع اور مفرد کے الفاظ میں فرق ہوتا ہے جیسے: نِسَاءٌ اِمْرَأَۃٌ کی جمع ہے، اور اُولُو جمع ہے ذُو کی، اسے جمع من غیر لفظہ کہتے ہیں۔

فائدہ: جمع کی جمع کو جمع اقصیٰ یا جمع منتہی الجموع کہتے ہیں۔

(بدانکہ جمع باعتبار معنی......الخ) لفظی اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں: ۱- جمع تکسیر، ۲- جمع تصحیح۔

جمع تکسیر: جس میں واحد کی بنا سلامت نہ رہے جیسے: رِجَالٌ، اَفْرَاسٌ.

فائدہ: تکسیر جمع کی صفت ہے یعنی ایسی جمع جسے توڑا جائے لیکن حقیقت میں جمع کو نہیں مفرد کو توڑا جاتا ہے، تکسیر کی نسبت جمع کی طرف اس لئے کی کہ جمع اور مفرد کا آپس میں تعلق ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر جمع کو تکسیر کی صفت سے متصف کرنا از قبیل مجاز ہے۔

جمع تکسیر کے اوزان: ثلاثی میں تو سماعی ہیں، ان کے لئے کوئی ضابطہ اور قانون نہیں، البتہ رباعی اور خماسی سے عموماً فَعَالِلُ کے وزن پر آتی ہے جیسے: جَعْفَرٌ سے جَعَافِرُ، خماسی میں جَحْمَرِشٌ سے جَحَامِرُ یا جَحَارِشُ علی الاختلاف۔ جعفر کے چار معنی آتے ہیں: رأیتُ جعفراً علی جعفرٍ فی جعفرٍ یأکل جعفراً.

جمع تصحیح: جمع بنانے کے لئے اس کے مفرد میں تبدیلی نہ ہو، بناء واحد سلامت رہے جیسے: مسلمٌ و مسلمۃٌ سے مسلمون و مسلمات. اگرچہ مسلمات کے آخر میں تبدیلی ہے لیکن یہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

....

اسم جمع: اس کی تین قسمیں ہیں:

① جمع پر دلالت کرے لیکن اس کا مفرد نہ ہو جیسے: قَوْمٌ، رَھْطٌ.

② اس کا مفرد بھی ہو اور جمع پر بھی دلالت کرے لیکن اوزان جمع سے نہ ہو جیسے: رَکْبٌ (سوار) صَحْبٌ ان کا مفرد رَاکِبٌ، صَاحِبٌ ہے، لیکن ان کا وزن جمع والا نہیں ہے۔

③ اوزان جمع میں سے ہو لیکن اس میں جمعیت کا معنی نہ پایا جائے، بلکہ اس پر مفرد کے احکام جاری ہوں کہ مفرد کی طرح اس کے آخر میں بھی یائے نسبتی آتی ہو جیسے: رِکَابٌ وزن جمع والا ہے بروزن رِجَالٌ لیکن یہ رَکُوْبَۃٌ کے لئے اسم جمع ہے کہ اس کے آخر میں یائے نسبتی لگاتے ہیں۔

اسم جنس

اسم جمع کی طرح اس کی بھی تین قسمیں ہیں:

① افرادی جو قلیل و کثیر سب پر برابر صادق آئے جیسے: مَـاءٌ ایک قطرہ بھی ماء اور سمندر بھی، اسی طرح تراب کا اطلاق تھوڑی مٹی پر بھی ہوتا ہے اور ایک بڑا ڈھیر بھی تراب ہے۔

② جمعی: جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے اور واحد اور جنس میں فرق کے لئے ''تا'' لائی جائے یا ''یا'' لائی جائے جیسے: تَمْرَۃٌ واحد اور تَمْرٌ جنس، رُوْمٌ جنس اور رُوْمِیٌّ واحد۔

③ احادی: جو واحد غیر معین پر دلالت کرے اور علی سبیل البدلیت تمام پر صادق آئے جیسے: رَجُلٌ، أَسَدٌ کہ واحد غیر معین پر دال ہیں لیکن علی سبیل البدلیت ہر آدمی رجل ہے۔

جمع تصحیح کی دو قسمیں ہیں: ۱- جمع تصحیح مذکر (جمع مذکر سالم) ۲- جمع تصحیح مؤنث (جمع مؤنث سالم)

جمع مذکر سالم: جس کے مفرد کے آخر میں بحالت رفع واو ماقبل مضموم اور نون مفتوح اور حالت نصب و جر میں یا ماقبل مکسور اور نون مفتوح ہو جیسے: جَاءَنِیْ مُسْلِمُوْنَ، رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ.

جمع مؤنث سالم: جس کے مفرد کے آخر میں الف اور تا کی زیادتی ہو بشرطیکہ وہ الف اور تا جمعیت پر دال ہوں اور دونوں زائد ہوں، لہذا قُضَاۃٌ، رُمَاۃٌ، نُحَاۃٌ، أَمْوَاتٌ جمع مؤنث سالم نہیں، کیونکہ اول تینوں میں الف زائد نہیں بلکہ

بدانکہ جمع باعتبارِ معنی بر دو نوع است: جمع قِلّت و جمع کثرت. جمع قلت آنست کہ بر کم از دہ اطلاق کنند، وآں را چہار بنا است: اَفْعُل مثل: اَکْلُبٌ، واَفْعَالٌ چوں: اَقْوَالٌ، واَفْعِلَةٌ مثل: اَعْوِنَةٌ، وفِعْلَةٌ چوں: غِلْمَةٌ، ودو جمع تصحیح بے الف ولام یعنی مُسْلِمُوْنَ ومُسْلِمَات. وجمع کثرت آنست کہ بر دہ و بیشتر از دہ اطلاق کنند، وابنیہ آں ہر چہ غیر ازیں شش بنا است.

حرف اصلی سے تبدیل شدہ ہے، اور امــــــوات میں ''تا'' زائد نہیں بلکہ اصلی ہے۔ جمع مؤنث سالم کی مثال جیسے: مُسْلِمَاتٌ، مُؤمِنَاتٌ.

فائدہ: وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ میں اُولَات ملحق بجمع مؤنث سالم ہے اور اسم جمع ہے، اصل میں اُلَيَةٌ تھا لیکن اس کا اعراب جمع مؤنث سالم والا ہی ہوگا، اسی طرح عرفات، مرفوعات، منصوبات، مجرورات جمع مؤنث سالم نہیں، لیکن اس وزن پر ہونے کی وجہ سے ان کا اعراب بھی جمع مؤنث سالم والا ہوگا۔

(بدانکہ جمع باعتبار معنی......الخ) جمع باعتبار معنی دو قسم پر ہے ۱۔ جمع قلت ۲۔ جمع کثرت۔

جمع قلت جس کا اطلاق تین سے لے کر نو تک ہو سکے اور اس کے چھ وزن ہیں ۱۔ اَفْعُلٌ جیسے: اَکْلُبٌ ۲۔ اَفْعَالٌ جیسے: اَقْوَالٌ ۳۔ اَفْعِلَةٌ اَعْوِنَةٌ ۴۔ فِعْلَةٌ غِلْمَةٌ ۵۔ مسلمون ۶۔ مسلمات یعنی جمع مذکر سالم بشرطیکہ الف لام سے خالی ہو۔

جمع کثرت: جس کا اطلاق نو سے زیادہ پر ہو، جمع قلت کے اوزان کے علاوہ باقی جمع کثرت ہیں۔

فائدہ: جمع قلت وجمع کثرت میں سے ہر ایک کا اطلاق ایک دوسرے پر ہوتا ہے اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ میں نو مراد نہیں بلکہ زیادہ ہیں، عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ. اَنْفُس اَفْعُل جمع قلت کا وزن ہے لیکن نو میں محدود نہیں، ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ جمع کثرت کا وزن ہے لیکن مراد تین ہیں، باوجودیکہ قُرْءٌ کی جمع قلت اَقْرَاءٌ موجود ہے لیکن پھر بھی جمع کثرت کو لایا گیا۔

فائدہ: محققین نے جمع قلت وکثرت کی تعریف یوں کی ہے کہ ''دونوں کا آغاز تین سے ہوتا ہے لیکن جمع قلت نو پر جا کر ختم ہو جاتی ہے اور جمع کثرت کے اختتام کی انتہا نہیں۔'' خلاصہ یہ ہے کہ دونوں کا مبدأ ایک ہے لیکن قلت کا منتہیٰ نو اور کثرت لانہایۃ لہ ہے۔ اسی طرح فقہ کا مسئلہ ہے کہ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ جتنے دراہم میرے ہاتھ میں ہیں وہ لے لو اور مجھے طلاق دو، شوہر نے طلاق دی اور بیوی کے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا تو شوہر کو تین دراہم

فصل: بدانکہ اعراب اسم سہ است: رفع ونصب وجر. اسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب بر شانزدہ قسم است: اوّل: مفرد منصرف صحیح چوں: زَیْدٌ، دوم: مفرد منصرف جاری مجری صحیح چوں: دَلْوٌ، سوم: جمع مکسر منصرف چوں: رِجَالٌ. رفع شان بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجر بکسرہ چوں: جَاءَنِی زَیْدٌ وَدَلْوٌ وَرِجَالٌ، وَرَأَیْتُ زَیْدًا وَدَلْوًا وَرِجَالًا، وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَ دَلْوٍ وَ رِجَالٍ(۱).

ملیں گے باوجودیکہ دراہم جمع کثرت ہے۔اس سے بھی معلوم ہوا کہ دونوں کا مبدأ ایک ہے۔

(**فصل: بدانکہ اعراب اسم سہ......الخ**) اَلإِعْرَابُ مَا اخْتَلَفَ بِهِ آخِرُ الْمُعْرَبِ جس کی وجہ سے معرب کا آخر تبدیل

---

(۱) جَاءَنِی زَیْدٌ. میرے پاس زید آیا۔جاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب،نون برائے وقایہ مبنی بر کسر''یا''ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون،زَید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

وَدَلْوٌ یعنی وَجَاءَنِی دَلْوٌ: میرے پاس ڈول آیا۔جاءَنِی بترکیب سابق،دَلْو مفرد منصرف جاری مجری صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

وَرِجَالٌ یعنی وَجَاءَنِی رِجَالٌ: میرے پاس کچھ مرد آئے۔جاءَنِی بترکیب سابق،رِجَالٌ جمع مکسر منصرف مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

وَرَأَیْتُ زَیْدًا: میں نے زید کو دیکھا۔رَأَیْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم''تا''ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم،زَیدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ،فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ۔

وَدَلْوًا یعنی وَرَأَیْتُ دَلْوًا: میں نے ڈول کو دیکھا۔رَأَیْتُ بترکیب سابق،دَلْوًا مفرد منصرف جاری مجری صحیح منصوب لفظا مفعول بہ،فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ۔

وَرِجَالًا یعنی وَرَأَیْتُ رِجَالًا: میں نے کچھ مرد دیکھے۔رَأَیْتُ بترکیب سابق،رِجَالًا جمع مکسر منصرف منصوب لفظا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ۔

مَرَرْتُ بِزَیْدٍ: میں زید کے پاس سے گزرا۔مَرَرْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم''تا''ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم،''با''حرف جار مبنی بر کسر،زَید مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا،جار مجرور مل کر ظرف لغو۔فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ۔

وَ دَلْوٍ یعنی وَمَرَرْتُ بِدَلْوٍ: میں ڈول کے پاس سے گزرا۔مَرَرْتُ بترکیب سابق،''با''حرف جار مبنی بر کسر،دَلْو مفرد منصرف جاری مجری صحیح مجرور لفظا،جار مجرور مل کر ظرف لغو،فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ۔

وَرِجَالٍ یعنی وَمَرَرْتُ بِرِجَالٍ: میں کچھ مردوں کے پاس سے گزرا۔مَرَرْتُ بترکیب سابق،''با''حرف جار مبنی بر کسر،رِجَالٍ جمع مکسر منصرف مجرور لفظا،جار مجرور مل کر ظرف لغو،فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ۔

....

ہو یا پھر مَاجِیءَ بِہٖ لِبَیَانِ مُقْتَضَی العَامِلِ مِنْ حَرَکَۃٍ اَوْ حَرْفٍ اَوْ حَذْفٍ اَوْ سُکُوْنٍ عامل کے مقتضٰی کے مطابق جو حرکت، حذف یا سکون آئے اسے اعراب کہتے ہیں۔

اعراب کی تین قسمیں ہیں: ۱۔لفظی ۲۔تقدیری ۳۔محلی

اعراب لفظی: مَایَکُوْنُ مَلْفُوْظًا۔ اعراب تقدیری مَایَکُوْنُ مُقَدَّرًا لِاِسْتِثْقَالِ ظُھُوْرِ الْاِعْرَابِ اَوْ لِاِسْتِحَالَۃٍ۔۔

اسم کے اعراب تین ہیں: ۱۔رفع، ۲۔نصب، ۳۔جر۔

رفع فاعلیت کی، نصب مفعولیت اور جر اضافت کی علامت ہے۔

تین اعراب اس لئے ہیں کہ جن معانی پر اعراب دلالت کرتے ہیں وہ معانی بھی تین ہیں۔

اعراب دو قسم کا ہوتا ہے ۱۔اعراب بالحرکۃ: رفع، نصب اور جر ۲۔اعراب بالحروف: واو، الف اور یا

اسم متمکن باعتبار اعراب سولہ قسم پر ہے، ان میں سے پانچ جگہ اعراب لفظی یعنی حرکت لفظی، سات جگہ حرف لفظی اور چار جگہ تقدیری ہے، بعض جگہ حرکت تقدیری اور بعض جگہ حرف تقدیری ہے۔ اعراب تین ہیں لیکن محل اعراب سولہ ہیں۔ ہدایۃ النحو، کافیہ وغیرہ میں نو قسمیں اور یہاں سولہ اس لئے کہ یہاں محل اعراب کی تقسیم ہے اور ہدایۃ النحو و کافیہ وغیرہ میں اعراب کی تقسیم ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے اعراب بالحرکۃ کو مقدم کیا کیونکہ یہ اصلی ہے۔

اول مفرد منصرف صحیح: مفرد یہاں تثنیہ و جمع کے مقابلے میں ہے، مراد یہ ہے کہ تثنیہ و جمع نہ ہو۔ منصرف کہہ کر غیر منصرف سے احتراز کیا اور صحیح کہہ کر غیر صحیح سے احتراز کیا۔ نحویین کے ہاں صحیح اس کلمے کو کہتے ہیں جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو اگرچہ درمیان و شروع میں ہو جیسے: زید، اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ، نصبی میں فتحہ اور جری میں کسرہ ہے جیسے: جاءنی زیدٌ، رأیت زیداً، مررت بزیدٍ.

دوم جاری مجری صحیح: یعنی قائم مقام صحیح، جاری مجری صحیح اس کلمے کو کہتے ہیں جس کے آخر میں حرف علت ''واو'' یا ''یا'' ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو جیسے: دَلْوٌ، ظَبْیٌ۔ اسے جاری مجری صحیح اس لئے کہتے ہیں کہ صحیح کی طرح اس میں بھی بہت کم تعلیل ہوتی ہے۔ اس کا اعراب بھی مفرد منصرف صحیح والا ہے، کیونکہ حرف علت کے ماقبل کے سکون کی وجہ سے اس میں ثقل نہیں رہا، اگر حرف علت کا ماقبل متحرک ہو تو پھر اس کلمے کو ثقیل سمجھا جاتا ہے۔ جاری مجری صحیح کی مثال: ھٰذَا دَلْوٌ وَ

چہارم جمع مؤنث سالم رفعش بضمہ باشد ونصب وجر بکسرہ چوں: هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ(١). پنجم غیر منصرف وآں اسمیست کہ دو سبب از اسبابِ منع صرف درو باشد، واسبابِ منع صرف نہ است: عدل، ووصف، وتانیث، ومعرفہ، وعجمہ، وجمع، وترکیب، ووزنِ فعل، والف نون زائدتان. چوں: عُمَرُ وَاَحْمَرُ وَطَلْحَةُ وَزَيْنَبُ وَاِبْرَاهِيْمُ وَمَسَاجِدُ وَمَعْدِيْ كَرَبَ وَاَحْمَدُ وَعِمْرَانُ. رفعش بضمہ باشد ونصب وجر بفتحہ چوں: جَاءَ

ظَبْيٌ، رَأَيْتُ دَلْواً وَ ظَبْياً، مَرَرْتُ بِدَلْوٍ وَ ظَبْيٍ.

سوم جمع مکسر منصرف: یعنی جمع سالم نہ ہو مکسر ہو کہ اس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے۔ منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو، اس کا اعراب بھی مذکورہ بالا ہوگا جیسے: جَاءَ نِيْ رِجَالٌ، رَأَيْتُ رِجَالاً، مَرَرْتُ بِرِجَالٍ.

جمع مؤنث سالم: اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ، نصبی وجری میں کسرہ ہوگا جیسے: هُنَّ مُسْلِمَاتٌ، رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ. حالت نصبی حالت جری کے تابع ہے کیونکہ یہ فرع ہے جمع مذکر سالم کی اور جمع مذکر سالم میں نصب جر کا تابع ہوتا ہے تو اصل کی وجہ سے فرع میں بھی نصب جر کا تابع ہوگا۔

(پنجم غیر منصرف وآں ......الخ) اسم متمکن کی دو قسمیں ہیں: ۱-منصرف، ۲-غیر منصرف۔

غیر منصرف: وہ اسم جس میں اسبابِ منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو سببوں کے پایا جائے۔

منصرف اس اسم کو کہتے ہیں جس میں اسبابِ منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو سببوں کے نہ پایا جائے۔

---

(۱) هُنَّ مُسْلِمَاتٌ: وہ مسلمان عورتیں ہیں۔ هُنَّ میں ''ھا'' ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی برضم راجع بسوئے غائب مثلاً زینب وسلمٰی وخالدہ، نون مشدد علامتِ جمع مؤنث مبنی بر فتح، مُسْلِمَاتٌ جمع مؤنث سالم مرفوع لفظاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ: میں نے کچھ مسلمان عورتیں دیکھیں۔ رَأَيْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلاً مبنی برضم، مُسْلِمَاتٍ منصوب بکسرہ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ: میں کچھ مسلمان عورتوں کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی برضم، ''با'' حرف جار مبنی برکسر، مُسْلِمَاتٍ جمع مؤنث سالم مجرور لفظاً بکسرہ، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

عُمَرُ وَرَأَيْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ(۱).

اسباب منع صرف نو ہیں۔

مَوَانِعُ الصَّرْفِ تِسْعٌ كُلَّمَا اجْتَمَعَتْ ... ثِنْتَانِ مِنْهَا فَمَا لِلصَّرْفِ تَصْوِيبُ

عَدْلٌ وَوَصْفٌ وَتَأْنِيثٌ وَمَعْرِفَةٌ ... وَعُجْمَةٌ ثُمَّ جَمْعٌ ثُمَّ تَرْكِيبُ

وَالنُّونُ زَائِدًا مِنْ قَبْلِهَا أَلِفٌ ... وَوَزْنُ فِعْلٍ وَهٰذَا الْقَوْلُ تَقْرِيبُ

عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزن فعل اور الف نون زائدتان۔

غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہو سکتے، البتہ اگر اس کی اضافت کی جائے یا اس پر الف لام داخل ہو تو پھر کسرہ آسکتا ہے، اسی طرح اگر غیر منصرف کو نکرہ بنایا جائے تو تنوین بھی آتی ہے۔ اضافت کی مثال: لَقَدْ خَلَقْنَا الإنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ، دخول الف لام کی مثال: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نکرہ کی مثال: جَاءَنِيْ أَحْمَدُ وَأَحْمَدٌ آخَرُ(۲)۔

عدل: هُوَ تَحْوِيْلُ الإِسْمِ مِنْ حَالَةٍ إِلٰى حَالَةٍ أُخْرٰى بِلَا قَانُوْنٍ صَرْفِيٍّ مَعَ بَقَاءِ الْمَادَّةِ الأَصْلِيَّةِ وَ الْمَعَانِيْ الأَصْلِيَّةِ.

عدل کی دو قسمیں ہیں: ۱- عدل تحقیقی، ۲- عدل تقدیری۔

---

(۱) جَاءَ عُمَرُ: عمر آیا۔ جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، عُمَرُ غیر منصرف مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

رَأَيْتُ عُمَرَ: میں نے عمر کو دیکھا۔ رَأَيْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلاً مبنی بر ضم، عُمَرَ غیر منصرف منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرْتُ بِعُمَرَ: میں عمر کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، "با" حرف جار مبنی بر کسر، عُمَرَ غیر منصرف مجرور بالفتحہ، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جملہ حروف مبنی ہیں، افعال میں سے فعلِ ماضی، امر اور فعل مضارع جب نون جمع مؤنث کے ساتھ ہو، اسی طرح جب مضارع کے آخر میں مباشرۃً بغیر کسی حرف مذکور یا محذوف کے فاصلے کے نونِ تاکید لاحق ہو تو وہ مبنی ہے، اسماء میں سے بعض معرب اور بعض مبنی ہیں۔

معرب کی دو قسمیں ہیں: ۱- اسم متمکن ۲- فعل مضارع جب نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو۔

اسم متمکن کی دو قسمیں ہیں: ۱- المتمکن الأمکن، اسے منصرف بھی کہتے ہیں ۲- المتمکن غیر الأمکن، اسے غیر منصرف کہتے ہیں۔

....

عدل تحقیقی اسے کہتے ہیں کہ غیر منصرف پڑھے جانے کے لئے اس کے اصل معدول عنہ پر کوئی دلیل موجود ہو کہ یہ اسم فلاں اسم سے معدول ہے جیسے: ثُلاث وَ مَثْلث. یہ ثَلاثَةٌ ثَلاثَةٌ سے معدول ہیں کیونکہ "ثُلاث" کا معنی تین تین ہے اسی طرح "مَثْلث" کا معنی بھی تین تین ہے، معنی میں تکرار ہے اور تکرار معنی تکرار لفظ پر دلالت کرتا ہے کہ معنی لفظ کا تابع ہوتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ ثُلاث اور مَثْلث، ثَلاثَةٌ ثَلاثَةٌ سے معدول ہیں۔

عدل تقدیری: غیر منصرف پڑھنے کے لئے اس میں عدل کو سبب بنایا گیا ہو اور معدول عنہ پر کوئی دلیل موجود نہ ہو جیسے: عمر اور زفر، عرب انہیں غیر منصرف پڑھتے ہیں اور غیر منصرف کے لئے دو سبب یا ایک سبب قائم

= اسبابِ منع صرف میں سے وہ سبب جو ایک ہی قائم مقام دو کے ہے دو ہیں:

١- تانیث بالف المقصورة والممدودة، الف مقصورہ وممدودہ اسم نکرہ میں ہوں جیسے: ذِکْریٰ صَحْرَاء یا معرفہ میں جیسے: رَضْوٰی زَکَرِیَّا. مفرد میں ہوں جیسے مذکورہ مثالوں میں یا جمع میں جیسے: جَرْحیٰ اَصْدِقَاء یا صفت میں جیسے: حُبْلیٰ حَمْرَاء.

دو علتوں (سببوں) میں سے ایک علت معنوی اور دوسری لفظی ہوگی۔ علتِ معنوی وصف اور علم ہے اور علتِ لفظی میں عدل، تانیث، عجمہ، الف نون زائدتان، ترکیب، وزنِ فعل اور الفِ الحاق داخل ہیں۔

وصفیت جمع الف نون زائدتان: وصفیت کے ساتھ الف نون زائدتان، وزنِ فعل اور عدل جمع ہوتے ہیں، جب کہ علمیت کے ساتھ ان تینوں کے ساتھ ساتھ ترکیب، تانیث، عجمہ اور الفِ الحاق جمع ہو سکتے ہیں۔

وصف کے ساتھ الف نون کا اجتماع اس وقت مانع من الصرف ہوگا جب دو شرطیں پائی جائیں:

١- وصفیتِ اصلیہ ہو عارضیہ نہ ہو۔

٢- اس کی تانیث "تا" کے ساتھ نہ آئے یا تو اس وجہ سے کہ اس کی مؤنث ہی نہ ہو جیسے: لَحْیَان. یا مؤنث ہو لیکن اس کے آخر میں تائے تانیث نہ ہو جیسے: عَطْشَان، غَضْبَان، سَکْرَان، رَیَّان کہ ان کی مؤنث عَطْشیٰ، غَضْبیٰ، سَکْریٰ، رَیَّا ہے۔ اگر اس کی مؤنث کے آخر میں تائے تانیث آئے تو پھر وہ غیر منصرف نہیں ہوگا جیسے: سَیْفَان (لمبا آدمی) مَصَّان (کمینہ شخص) ان کی مؤنث سَیْفَانَةٌ، مَصَّانَةٌ ہے۔ اگر وصفیت زائل ہونے کے بعد وہ اسم کسی کا علم بن جائے تو بھی الف نون زائدتان اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

وصفیت جمع وزن فعل: وصفیت اور وزنِ فعل کا اجتماع اس وقت غیر منصرف کا سبب ہوگا جب مذکورہ دونوں شرطیں: ١- وصفیتِ اصلیہ ٢- مؤنث بغیر "تا" کے ہو پائی جائیں۔ اور یہ شرطیں اس وصف میں پائی جاتی ہیں جو اَفْعَلُ کے وزن پر ہو اور اس کی مؤنث فَعْلَاء یا فُعْلیٰ کے وزن پر آئے جیسے: اَحْمَرُ حَمْرَاء، اَبْیَضُ بَیْضَاء، اَجْمَلُ جَمْلَاء، اَفْضَلُ فُضْلیٰ، اَحْسَنُ حُسْنیٰ، اَدْنیٰ دُنْیَا۔

....

مقام دو کا ہونا ضروری ہے جب کہ عمر وزفر میں ایک ہی سبب علمیت تھا تو فرضا کہا کہ یہ عامر اور زافر سے معدول ہیں تا کہ ان میں دوسرا سبب بھی پیدا ہو جائے۔ ورنہ درحقیقت عمر کے عامر اور زفر کے زافر سے معدول ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں۔

= اگر اس کی مؤنث "تا" کو قبول کرے تو پھر غیر منصرف نہیں ہوگا جیسے: عَطَفْتُ عَلَىٰ رَجُلٍ اَرْمَلٍ میں "اَرْمَلٌ" کہ اس کی مؤنث اَرْمَلَةٌ ہے۔ اسی طرح اگر وصفیتِ عارضیہ ہو تو وہ منصرف ہوگا جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَرْنَبٍ (میرا گزر بزدل آدمی پر ہوا) میں "اَرْنَب" بمعنی جُبَان ہے، کیونکہ اَرْنَب کا حقیقی معنی خرگوش ہے، مثالِ مذکور میں اس کا معنی جُبَان عارضی معنی ہے۔ جہاں دونوں شرطیں نہ پائی جائیں وہاں بطریقِ اولی غیر منصرف نہیں ہوگا جیسے: قَضَيْتُ فِي النُّزْهَةِ سَاعَاتٍ اَرْبَعٍ میں لفظِ اَرْبَع ہے کہ اصالتاً اس کی وضع اعداد کے لئے ہے وصف نہیں، نیز اس کی مؤنث اَرْبَعَة "تا" کے ساتھ آتی ہے۔

اگر اصالتاً وصف ہو اور بعد میں اسمیت مجردہ خالیہ من الوصفیہ والعلمیہ کی طرف منتقل کیا جائے تو اول وضع کا اعتبار کرتے ہوئے اسے غیر منصرف ہی پڑھیں گے جیسے: اَدْهَم، اَرْقَم وغیرہ۔ اَدْهَم اصل میں اس چیز کا وصف ہے جس میں کالا پن ہو لیکن بعد میں اسے وصفیت سے منتقل کر کے بیڑی (پاؤں میں ڈالی جانے والی زنجیر) کا نام رکھا گیا، اسی طرح اَرْقَم کا اطلاق اس چیز پر ہوتا تھا جس میں مختلف نقطے ہوں، لیکن بعد میں اس سانپ کا نام بن گیا جس کی کھال پر سیاہ وسفید نقطے ہوں۔ ان دونوں مثالوں میں اگرچہ وصفیت سے اسمیت کی طرف انتقال پایا گیا لیکن اس کے باوجود اول وضع کا اعتبار کرتے ہوئے انہیں غیر منصرف ہی پڑھیں گے۔

اگر کسی کلمے سے وصفیت زائل کر کے اسے کسی کا علم بنایا جائے تو بھی علمیت اور وزنِ فعل کی وجہ سے وہ غیر منصرف ہی رہے گا جیسے: اَدْهَم یا اَرْقَم کسی کا نام رکھا جائے۔

وصفیت مع عدل: وصفیت کا اجتماع عدل کے ساتھ دو صورتوں میں غیر منصرف کا سبب بنتا ہے:

۱- اسم اعدادِ عشرہ میں سے ہو اور فُعَال یا مَفْعَل کے وزن پر ہو جیسے: اُحَاد مَوْحَد، ثُنَاء مَثْنَىٰ، ثُلَاث مَثْلَث، رُبَاع مَرْبَع، خُمَاس مَخْمَس، سُدَاس مَسْدَس، سُبَاع مَسْبَع، ثُمَان مَثْمَن، تُسَاع مَتْسَع، عُشَار مَعْشَر ترکیب میں عام طور پر یہ اعداد حال، صفت یا خبر واقع ہوتے ہیں۔

۲- اسم کلمہ اُخَر ہو، یہ اُخْرَىٰ اسم تفضیل مؤنث کی جمع ہے۔

اگر یہاں وصفیت زائل ہو جائے اور اسے کسی کا نام رکھا جائے تو علمیت اور عدل کی وجہ سے وہ غیر منصرف ہی رہے گا جیسے کسی کا نام عُشَار رکھا جائے۔

فائدہ: اُخْرَىٰ غیر منصرف ہے لیکن اسے معدول نہیں مانتے کیونکہ اس میں الفِ مقصورہ پایا جاتا ہے جو کہ بذاتِ خود ایک قوی سبب ہے۔ کبھی اُخْرَىٰ آخِر بمعنی دوسرے کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: قَالَتْ اُوْلٰهُمْ لِاُخْرٰهُمْ. اس صورت میں اُخْرَىٰ کی جمع منصرف =

....

فائدہ: تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اسماء سوائے چند کے غیر منصرف ہیں۔

گر ہمی خواہی کہ دانی نام ہر پیغمبری تا کدام است نزد نحوی منصرف

صالح وہود ومحمد باشعیب نوح ولوط منصرف دان ایں ہمہ باقی لاینصرف

فرشتوں کے ناموں میں سے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل غیر منصرف ہیں۔منکر نکیر منصرف، رضوان غیر منصرف ہے۔مہینوں کے ناموں میں نصف منصرف اور نصف غیر منصرف ہیں، غیر منصرف میں رجب، صفر میں علمیت اور عدل کہ الرجب اور الصفر سے معدول ہیں، جمادی الأولیٰ، جمادی الثانیۃ میں الف مقصورہ ایک سبب قائم مقام دو کے ہے۔رمضان، شعبان میں علمیت اور الف نون زائدتان ہے۔

وصف: هُوَ اِسْمٌ يَدُلُّ عَلَى ذَاتٍ مُبْهَمَةٍ مَأخُوذَةٍ مَعَ بَعْضِ صِفَاتِهَا .وصف کے لئے شرط ہے کہ وصف اصلی ہو مثل أسود وأرقم، وصف عارضی نہ ہو جیسے: مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ میں لفظ ''أربع'' ہے کیونکہ یہ وصف اصلی نہیں بلکہ یہ لفظ موضوع للعدد ہے۔

تانیث: اس کی دو قسمیں ہیں: لفظی معنوی

تانیث لفظی کی وجوبی شرط علمیت کا ہونا ہے جیسے: "طَلْحَۃُ" اور تانیث معنوی کی شرط یا تو اسم کا تین حرفی سے

= ہوگی، کیونکہ یہ معدول نہیں، بلکہ اس کا مذکر آخر ہے جو اول کے مقابلے میں ہے جیسے: وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الأُخْرَىٰ .میں اُخریٰ آخِرۃ کے معنی میں ہے، اس پر دلیل دوسری آیت ہے ثُمَّ اللهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الآخِرَةَ.

علمیت: علم سے مراد علم الشخص وعلم الجنس ہے۔علمیت کا اجتماع ترکیب، الف نون زائدتان، تانیث، عجمہ، وزن فعل، عدل اور الف الحاق کے ساتھ ہوتا ہے۔

علمیت مع ترکیب: اگر اس کا اجتماع ترکیب کے ساتھ ہو اور ترکیب مزجی ہو تو ترکیب سے قبل جز اول جس حال پر تھا بعد ترکیب کے اسی حال پر رہے گا، اعراب صرف جزِ ثانی پر آئے گا جیسے: بَعْلَبَكُّ .

علمیت مع الف نون زائدتان: علمیت کا اجتماع الف نون زائدتان کے ساتھ غیر منصرف کا سبب ہے، خواہ علم انسان ہو جیسے: بَدْرَان ، حَيَّان، مَرْوَان یا غیر انسان جیسے: قَحْطَان ، غَطْفَان ، شَعْبَان ، رَمَضَان .اگر الف نون دونوں اصلی ہوں جیسے: بَنَانٌ (حجاز میں ایک پہاڑ کا نام) خَانٌ (دکان یا ہوٹل) یا نون اصلی ہو جیسے: أَمَانٌ ، لِسَانٌ ،ضَمَانٌ تو پھر غیر منصرف نہیں ہوگا۔اگر دونوں یا ایک میں اصلی وزائد دونوں کا احتمال ہو جیسے: حَسَّان من الحِسِّ أو الحُسْنِ ، غَسَّان مِن الغَسِّ أو الغَسْنِ ، وَدَّان مِن الوُدِّ أو الوَدْنِ، عَفَّان مِن العَفِّ أو العَفْنِ ، حَبَّان مِن الحَبَاۃِ أو الحِبْنِ ، شَيْطَان مِن الشَّيْطِ أو الشَّطْنِ تو پھر انصراف اور عدم انصراف دونوں جائز ہیں۔ کبھی نون کو لام سے تبدیل کرتے ہیں جیسے: أُصَيْلَان میں أُصَيْلَال کہتے ہیں، اس صورت میں یہ غیر منصرف ہی رہے گا، اس کے برخلاف =

....

زائد ہونا جیسے: "زَيْنَبُ" یا پھر ثلاثی متحرک الاوسط ہو جیسے: "سَقَرَ" یا ثلاثی ساکن الاوسط عجمی ہو جیسے: "مَاهُ، جُوْرُ"، اگر ان امور مذکورہ میں سے کوئی بھی موجود ہو اور علم بھی ہو تو پھر عدم انصراف واجب ہے۔ اگر کوئی امر موجود نہ ہو تو پھر انصراف وعدم انصراف دونوں جائز ہیں جیسے ہِنْدٌ. اس میں امر اول زائد از ثلاثی، امر ثانی تحرک الاوسط، امر ثالث عجمی ہونا کوئی بھی نہیں، لہٰذا اس میں انصراف وعدم انصراف دونوں جائز ہیں۔

معرفہ: معرفہ کی سات اقسام میں سے صرف علمیت مراد ہے چاہے شخصی ہو یا جنسی۔ ضمائر، اسمائے اشارات، موصولات وغیرہ مبنی کے قبیل سے ہیں۔ اضافت والف لام غیر منصرف کے ساتھ جمع نہیں ہوتے، بلکہ جواز کسرہ کا باعث بنتے ہیں۔

= کسی اور حرف زائد کو نون سے بدلا جائے تو اس سے وہ غیر منصرف نہیں بنے گا جیسے: الحِنَّاء سے حنَّان بنا کر کسی کا علم رکھا جائے۔

علمیت جمع تانیث: علمیت مع تانیث بھی غیر منصرف کا سبب ہے، کبھی سبب موجب ہوتا ہے اور کبھی سبب جائز۔ واجب اس وقت ہوتا ہے:

۱- جب علم کے آخر میں تائے زائدہ متحرکہ برائے تانیث ہو، خواہ علم مذکر ہو جیسے: عَنْتَرَة، مُعَاوِيَة، طَلْحَة، حَمْزَة یا برائے مؤنث ہو جیسے: فَاطِمَة، عَبْلَة، بُثَيْنَة، ثلاثی ہو جیسے: أَمَه، هِبَه، عِظَه یا غیر ثلاثی ساکن الاوسط یا متحرک الاوسط۔

۲- اس کے آخر میں تائے تانیث تو نہ ہو لیکن وہ علم برائے مؤنث اور تین حرفی سے زائد ہو جیسے: زَيْنَب، سُعَاد، مِصْبَاح.

۳- ثلاثی متحرک الاوسط ہو جیسے: قَمَر، أَمَل.

۴- ثلاثی عجمی ہو اگرچہ اس کے آخر میں تائے تانیث نہ ہو اور نہ وہ متحرک الاوسط ہو جیسے: دَامَ، جُوْرَ، مُوْكَ.

۵- علم ثلاثی، عربی، ساکن الاوسط، غیر مختوم بتاء التانیث ہو لیکن علم مذکر سے منقول ہو کر مؤنث کا نام بنا ہو جیسے: سَعْد، صَخْر، قَيْس جب مؤنث کے نام ہوں۔

اور جو علم مؤنث ثلاثی، ساکن الاوسط، غیر عجمی، غیر منقول من المذکر ہو وہ جائز الانصراف ہوگا جیسے: هِنْد، مَيّ، دَعْد، جُمْل.

فائدہ: ممالک، قبائل، شہروں، قصبات، افعال، حروف معانی کے ناموں میں انصراف وعدم انصراف دونوں کی اجازت ہے۔ بوقت انصراف انہیں کسی مذکر کلمے کی تاویل میں کریں گے جیسے: قبیلہ، ارض، قصبہ "أَبٌ، مکان" کی اور افعال، حروف معانی "لفظ" کی تاویل میں ہوں گے، اور غیر منصرف پڑھتے وقت یہ کسی مؤنث کی تاویل میں ہوں گے جیسے: ارض وغیرہ بُقْعَه کی اور حروف معانی وافعال کلمہ کی تاویل میں ہوں گے۔

علمیت جمع عجمہ: علمیت کا اجتماع عجمہ کے ساتھ غیر منصرف کا سبب ہے بشرطیکہ

۱- علم لغت عجم میں بھی علم ہو اور بعد میں منقول ہوا ہو۔ .... =

....

جمع: اس کے لئے شرط ہے کہ صیغہ جمع منتہی الجموع کا ہو، مطلب یہ ہے کہ بالکل آخری جمع ہو اس کی کوئی اور جمع تکسیر نہ آسکے۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

❶ حقیقتاً جمع منتہی الجموع ہو جیسے: "اَکَالِبُ" یہ "اَکْلُبٌ" کی جمع ہے اور اَکْلُبٌ کَلْبٌ کی۔

❷ تقدیراً جمع منتہی الجموع ہو جیسے: اَفَاضِلُ ، مَسَاجِدُ وغیرہ۔ الف جمع کے بعد اگر ایک حرف ہو تو وہ مشدد ہوگا جیسے: دَوَابُّ، اگر دو ہوں تو اول ان میں مکسور ہوگا جیسے: مَسَاجِدُ. اگر تین ہوں تو اول مکسور ثانی ساکن ہوگا جیسے: مَصَابِیْحُ.

عجمہ: اس کے لئے شرط ہے کہ لغت عجم میں وہ علم ہو بالفاظ دیگر عرب جب اسے لغت عجم سے عربیت کی طرف منتقل کریں تو وہ اول استعمال عرب میں علم ہو، یعنی عرب اسے علم کے طور پر استعمال کریں۔ چاہے وہ لغت عجم میں عرب کے استعمال سے پہلے ہی علم ہو جیسے: ابراہیم، اسمٰعیل یا لغت عجم میں وہ علم نہ ہو لیکن عرب اسے بطور علم استعمال کریں۔

فائدہ: عجمہ کے لئے علمیت کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ یا تو علمیت زائد از تین حرف ہو جیسے: ابراہیم یا پھر ثلاثی متحرک الاوسط ہو جیسے: شَتَرَ، اگر ان دونوں امور میں سے کوئی بھی نہ ہو تو پھر اسے منصرف وغیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے جیسے: نوح، لوط.

ترکیب: اس کے لئے بھی علمیت شرط ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ترکیب اضافی، اسنادی وتوصیفی نہ ہو جیسے: بَعْلَبَکَّ، حَضَرَ مَوْتُ ، مَعْدِیْ کَرَب.

= ۲۔ رباعی یا اکثر من الرباعی ہو جیسے: اِبْرَاهِیْم ، اِسْمٰعِیْل ، یُوْسُف.
اگر لغتِ عجم میں علم نہ ہو لیکن عربوں نے اسے لغتِ عجم سے نقل کرتے وقت اول استعمال میں علم بنایا ہو تو بھی غیر منصرف ہوگا جیسے: بُنْدَار لغتِ عجم میں معادن کے تاجر کے لئے اسم جنس تھا، قَالُوْن لغتِ عجم میں عمدہ چیز کے لئے اسم جنس تھا، لیکن بوقتِ نقل اول استعمال میں انہیں علم استعمال کیا گیا، لہٰذا یہ غیر منصرف ہوں گے۔ اس کے برخلاف دِیْبَاج، لِجَام ، فَیْرُوْز اگرچہ عجمی الفاظ ہیں لیکن غیر منصرف نہیں کیونکہ لغتِ عجم میں یہ علم نہیں بلکہ اسم جنس تھے اور نقل عرب فی اوّل الامر میں بھی اسم جنس رہے۔
اگر علم عجمی ثلاثی ہو تو غیر منصرف نہیں ہوگا، ساکن الاوسط ہو یا متحرک الاوسط جیسے: نُوْح ، شَتَرَ .
اسمائے ملائکہ علمیت وعجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہیں سوائے مالک اور منکر نکیر کے۔ تمام انبیاء کے نام بھی غیر منصرف ہیں سوائے صالح، ہود، محمد، شعیب، نوح، لوط وشیث علیہم السلام کے۔ موسیٰ سے مراد اگر علم نبی ہو تو غیر منصرف ہوگا، اگر علم نبی نہ ہو تو پھر اس میں تفصیل ہے، اگر مادہ: وَسْیٌ بمعنی سر مونڈنا ہو تو منصرف ہوگا اَوْسَیْتُ رَاْسَہٗ فَالرَّاْسُ مُوْسیً. اگر مادہ مَاسَ یَمُوْسُ مَوْساً ہو تو پھر مُوْسیٰ بروزنِ فُعْلٰی الف مقصورہ کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔ اِبْلِیْس کو اگر عجمی فرض کریں تو علمیت وعجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا، اگر =

....

الف نون زائدتان: اگر یہ اسم میں ہوں تو پھر علمیت شرط ہے۔ اسم کبھی فعل وحرف کے مقابلے میں بولا جاتا ہے، کبھی لقب وکنیت کے مقابلے میں، کبھی مہمل اور کبھی صفت کے مقابلے میں اور یہاں یہی مراد ہے کہ صفت میں نہ ہو جیسے: عِمْرَان. اگر صفت میں ہوں تو پھر غیر منصرف کا سبب بننے کی شرط یہ ہے کہ اس صفت کا صیغہ مؤنث ''فَعْلَانَۃٌ'' کے وزن پر نہ ہو جیسے: ''سَکْرَان''. بعض حضرات اس شرط کو دوسرے انداز میں یوں بیان کرتے ہیں کہ اس کی مؤنث ''فَعْلٰی'' کے وزن پر ہو۔ حاصل کلام ایک ہی ہے صرف جزئیات میں کچھ فرق ہے۔

وزن فعل: اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہو اور فعل سے اسم میں آیا ہو نیز ''تا'' کو بھی قبول نہ کرے، اگر ''تا'' کو قبول کرے تو منصرف ہوگا جیسے: نَاقَۃٌ یَعْمَلَۃٌ. وزن فعل کی مثال: احمد، احمر.

= اَبْلَسَ یُبْلِسُ اِبْلَاساً سے عربی مانیں تو پھر علمیت وشبہ عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

فائدہ: اسم عجمی کو پہچاننے کی علامات

۱- اس کا وزن اوزانِ عربیہ سے خارج ہو۔

۲- رباعی یا خماسی ہو اور حروف ذلاقہ ''مر بنفل'' سے خالی ہو۔

۳- اسم میں ایسے حروف کا اجتماع ہو جو خالص عربی کلمات میں نہ ہوتا ہو جیسے: جیم وقاف کا اجتماع جُرْمُوق، قج، جَنْفَۃ. صاد جیم کا اجتماع جیسے: صَوْلَجَان. کاف جیم کا اجتماع جیسے: سَکْرَجَۃ. را، نون کا اول کلمے میں اجتماع جیسے: نَرْجِس. را، دال کا آخر کلمہ میں اجتماع جیسے: مُهَنْدِز.

۴- ائمہ لغت اس کے عجمی ہونے کی تصریح کریں۔

علمیت مع وزن فعل: علمیت اور وزن فعل کا اجتماع تین صورتوں میں غیر منصرف کا سبب ہے:

۱- علم خاص فعل کے وزن پر ہو خواہ فعل ماضی معروف ہو جیسے: ضَرَّبَ، عَلَّمَ یا ماضی مجہول جیسے: حُوْكِمَ، عُوْفِیَ. یا مضارع وامر کے وزن پر ہو جیسے: یُدَحْرِجُ، یَنْطَلِقُ، اِسْتَنْصِرْ. البتہ جو وزن خاص بالفعل نہ ہو جیسے مفاعلہ کا امر قَاوِمْ، قَاتِلْ، صَاحِبْ، فَاضِلْ تو وہ غیر منصرف نہیں ہوگا۔

۲- علم اسم وفعل کے وزن میں مشترک ہو لیکن فعل میں اس کا استعمال اکثر ہو جیسے: اِثْمِد بروزنِ اِجْلِسْ، اُبْلُم بروزنِ اُکْتُبْ، اِصْبَع بروزنِ اِسْمَعْ.

۳- اسم وفعل میں مشترک اور دونوں میں شائع ہو، لیکن فعل کے زیادہ لائق ہو کہ اس میں ایسی زیادتی پائی جائے جو فعل کے معنی پر دال ہو اور اسم کے معنی پر دال نہ ہو جیسے: اَفْکَل، اَکْلُب، تَنْفُل یہ اَفْهَمُ، اَکْتُبُ، تَنْصُرُ کے وزن پر ہیں، لیکن اسماء میں ہمزہ و ''تا'' =

....

غیر منصرف کا اعراب: حالت رفعی میں ضمہ، نصبی و جری میں فتحہ۔ یہاں جر نصب کا تابع ہے، کیونکہ غیر منصرف کی فعل کے ساتھ دو فرعیتین میں مشابہت ہوتی ہے تو جس طرح فعل پر کسرہ نہیں آتا اس پر بھی نہیں آتا۔

= کسی معنی پر دال نہیں جب کہ فعل میں ہمزہ متکلم پر اور ''تا'' مؤنث غائب و مخاطب پر دال ہے۔

اگر کوئی وزن اسم و فعل میں برابر مشترک ہو اور جہت فعل کو ترجیح نہ ہو تو وہ غیر منصرف نہیں ہوگا جیسے :شَجَر ضَرَبَ کے وزن پر، جَعْفَر دَحْرَجَ کے وزن پر ہے، لیکن جہت فعل کو کوئی ترجیح نہیں، لہذا یہ غیر منصرف نہیں۔ اسی طرح جو علم فعل کے وزن پر ہو لیکن اس میں تغیر آتا ہو تو وہ غیر منصرف نہیں ہوگا جیسے :لفظِ "اِمْرِیٌ" میں را ہمزہ کے تابع ہوتی ہے :اِنِ امْرُؤٌ ، نَضَّرَ اللهُ امْرَأً ، لِكُلِّ امْرِیٍٔ ۔تینوں صورتوں میں "امْرِء" "اُنْصُر، اِسْمَعْ ،اِضْرِبْ کے وزن پر ہے لیکن اس کے باوجود اگر کسی کا نام امْرء رکھا جائے تو وہ غیر منصرف نہیں ہوگا۔

اگر کوئی علم اصالتاً وصف ہو اور علمیت و وزنِ فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہو جائے ،جب اس کی علمیت زائل ہو تب بھی وصفیت اور وزنِ فعل کی وجہ سے وہ غیر منصرف ہی رہے گا، کیونکہ زوالِ علمیت کی وجہ سے اس کی وصفیت واپس آجائے گی۔

علمیت جمع عدل: علمیت و عدل کا اجتماع پانچ صورتوں میں غیر منصرف کا سبب ہوتا ہے

۱- تاکیدِ معنوی فُعَل کے وزن پر ہو جیسے : جُمَعُ ، كُتَعُ ، بُتَعُ ، بُصَعُ جب کسی کا نام رکھا جائے۔

۲- فُعَل کا وزن ہو لیکن علم مفرد مذکر سماعاً ممنوع من الصرف ہو جیسے : عُمَر ، زُفَر ، مُضَر ، زُحَل ، هُذَل ، جُشَم ، قُثَم.

۳- لفظ "سَحَر "بشرطیکہ ظرف زمان ہو اور اس سے کسی معین دن کی سحر مراد ہو، کیونکہ معین سحر مراد ہونے کی صورت میں کہا جائے گا کہ یہ السَّحر سے معدول ہے، اگر سحر غیر معین مراد ہو تو پھر غیر منصرف نہیں ہوگا، جیسا کہ رجب و صفر سے اگر معین مہینے مراد ہوں تو غیر منصرف ہوں گے کہ انہیں الرَّجب اور الصَّفَر سے معدول مانا جائے گا، اگر معین مہینے مراد نہ ہوں تو پھر یہ منصرف ہوں گے۔

۴- علمِ مؤنث فَعَالِ کے وزن پر ہو بشرطیکہ اس کے آخر میں ''را'' نہ ہو جیسے: رَقَاشِ ، حَذَامِ ، قَطَامِ کہ رَاقِشَة، حَاذِمَة، قَاطِمَة سے معدول ہیں۔ آخر میں ''را'' نہ ہونے کی شرط بعض بنی تمیم کے نزدیک ہے، باقی حضرات اسے علمیت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف مانتے ہیں۔ اگر اس کے آخر میں ''را'' ہو تو مبنی علی الکسر ہوگا جیسے : وَبَارِ ، ظَفَارِ ، سَفَارِ.

۵- اَمْس سے مراد اگر ماضی کا کوئی مبہم دن مراد ہو یا یہ مضاف ہو یا معرف باللام ہو تو منصرف ہوگا۔ اگر ان سے خالی ہو تو یعنی اَمْس معین گزشتہ کل مراد ہو اور تعریف و اضافت، تصغیر، جمع، ظرفیت کی صورت میں نہ ہو تو پھر اس میں مختلف مذاہب ہیں:

۱- غیر منصرف ہوگا، یہ بعض بنو تمیم کا مذہب ہے۔

۲- اکثر بنو تمیم کے نزدیک حالتِ رفعی میں تنوین نہیں آئے گی اور نصبی و جری حالت میں کسرہ آئے گا۔

۳- تینوں صورتوں میں مبنی علی الکسر ہوگا، یہ اہلِ حجاز کا مذہب ہے۔

ششم اسمائے ستہ مکبرہ در وقتیکہ مضاف باشند بغیر یائے متکلم چوں: اَبٌ ، وَاَخٌ ، وَ حَمٌ ، وھَنٌ ، وَ فَمٌ ، وَ ذُومَالٍ. رفع شان بواو باشد ونصب بالف وجر بیا چوں: جَاءَ اَبُوكَ وَ رَأَيْتُ اَبَاكَ وَمَرَرْتُ بِاَبِيْكَ(۱).

(ششم اسمائے ستہ مکبرہ......الخ) اسمائے ستہ درج ذیل ہیں:

أَبٌ ، أَخٌ ، حَمٌ ، فَمٌ ، هَنٌ ، ذُوْ مَالٍ. سِتَّةٌ اصل میں سِدْسَةٌ تھا پھر سِدْتَةٌ ہوا اور ادغام کے بعد سِتَّةٌ. أَبٌ ، أَخٌ ، حَمٌ ، هَنٌ اصل میں أَبَوٌ ، أَخَوٌ ، حَمَوٌ ، هَنَوٌ تھے، لام کلمے کو حذف کرکے ماقبل کو ساکن کیا اور تنوین ماقبل کو دی۔ فَمٌ اصل میں فَوْهٌ یا فَوَهٌ تھا، قیاس کے مطابق اس کی تعلیل اس طرح ہوتی ہے''ہا'' کو حذف کرکے تنوین''واؤ'' کو دی فَـوٌ ہوا، قال باع کے قانون سے واؤ متحرک ماقبل مفتوح کو الف سے تبدیل کیا، تنوین اور الف کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا، ساکن اول مدہ تھا اسے حذف کیا تو''ف'' کلمہ ایک حرفی رہ گیا، لہذا یہ تعلیل نہیں کریں گے اگر چہ قیاس کا تقاضا ہے، لہذا شروع سے ہی''واؤ'' کو الف سے بدلنے کے بجائے میم سے تبدیل کریں گے کیونکہ میم قریب المخرج بھی ہے اور اس بات کی دلیل کہ''میم'' واؤ سے تبدیل شدہ ہے فَمٌ کی جمع أَفْوَاہٌ ہے کہ اس میں''واؤ'' موجود ہے: "يَقُوْلُوْنَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوْبِهِمْ" .اضافت کے وقت''واؤ'' واپس آجاتی ہے اور اس میں تینوں اعراب جائز ہیں: كَلَّمْتُ فُوْهُ إِلَى فِيَّ، كَلَّمْتُ فَاهُ إِلَى فِيَّ.

ذو مال: اصل کلمہ ذُوْ ہے جو ذَوَیٌ تھا، یا کو حذف کرکے ماقبل واؤ کو ضمہ دیا۔ ذو کبھی ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا۔ اگر ذو اسمائے ستہ والا ہو تو ہمیشہ اس کی اضافت اسم ظاہر کی طرف ہوتی ہے، حالت رفعی میں: ذُوْ الْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ،

(۱) جَاءَ اَبُوكَ: تمہارا والد آیا۔ جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، اَبُو اسمائے ستہ مکبرہ مرفوع بواو مضاف،''ک'' ضمیر مجرور متصل مبنی بر فتح مضاف الیہ مجرور محلا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

رَأَيْتُ اَبَاكَ: میں نے تمہارے والد کو دیکھا۔ رَأَيْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم،''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلا مبنی بر ضم، اَبَا اسمائے ستہ مکبرہ منصوب بالف مضاف،''ک'' ضمیر مجرور متصل مبنی بر فتح مضاف الیہ مجرور محلا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرْتُ بِاَبِيْكَ: میں تمہارے والد کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم،''با'' حرف جار مبنی بر کسر، اَبِی اسمائے ستہ مکبرہ مجرور بیا مضاف،''ک'' ضمیر مجرور متصل مبنی بر فتح مضاف الیہ مجرور محلا مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

حالت نصبی میں: یَتِیماً ذَا مَقْرَبَۃٍ، حالت جری میں: ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ ۔ اسمائے ستہ کے اعراب کے لئے چار شرطیں ہیں:

1. مکبرہ ہوں مصغرہ نہ ہوں، اگر مصغرہ ہوں تو ان کا اعراب مفرد منصرف صحیح والا ہوگا، جیسے: جَاءَ نِیْ اُبَیٌّ، رَأَیْتُ اُبَیًّا، مَرَرْتُ بِاُبَیٍّ۔
2. مفرد ہوں تثنیہ و جمع نہ ہوں، اگر تثنیہ و جمع ہوں تو ان کا اعراب تثنیہ اور جمع والا ہوگا۔
3. مضاف ہوں، اگر مضاف نہ ہوں تو ان کا اعراب مفرد منصرف صحیح والا ہوگا۔
4. مضاف الی غیر یائے متکلم ہوں، اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تقدیری ہوگا۔ اگر یہ چاروں شرطیں پائی جائیں تو اسمائے ستہ کا اعراب حالت رفعی میں واو، نصبی میں الف اور جری میں یا کے ساتھ ہوگا جیسے: جَاءَ نِیْ اَبُوْكَ ، رَأَیْتُ اَبَاكَ ، مَرَرْتُ بِاَبِیْكَ .

فائدہ: حَمٌ ،هَنٌ حالت رفعی میں بغیر "واو" بھی پڑھتے ہیں: جَاءَ نِیْ حَمُكِ، هٰذَا هَنُكَ.

کوفیین کے نزدیک تینوں صورتوں میں ان کا اعراب الف کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے: جَاءَ نِیْ اَبَاكَ ، رَأَیْتُ اَبَاكَ ، مَرَرْتُ بِاَبَاكَ. درج ذیل شعر میں کوفی مذہب ملحوظ نظر ہے۔

فَـاِنَّ اَبَـاهَـا وَ اَبَـا اَبَـاهَـا　　قَـدْ بَـلَـغَـا فِـیْ الْـمَـجْـدِ غَـایَـتَـاهَـا

حالت نصبی اسم اِنَّ اور جری مضاف الیہ دونوں میں اعراب الف کے ساتھ ہے۔ بصریین کے مذہب کے مطابق: "فَاِنَّ اَبَاهَا وَ اَبَا اَبِیْهَا " ہونا چاہیے۔

غیر مقلدین بطور استہزاء کہتے ہیں کہ امام صاحب عربی زبان سے نابلد تھے کہ سائل کے جواب میں فرمایا "وَلَوْ بِجَبَلِ اَبَا قُبَیْسٍ "اَبِیْ قُبَیْسٍ ہونا چاہیے تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام صاحب کوفی تھے اور اہل کوفہ کا مذہب یہی ہے کہ اسمائے ستہ کا اعراب تینوں صورتوں میں الف کے ساتھ ہوتا ہے، جیسا کہ

اِنَّ الْـمُـعَـلِّـمَ وَ الـطَّـبِـیْـبَ کِلَاهُـمَـا　　لَا یَـنْـصَـحَـانِ اِذَا هُـمَـا لَـمْ یُـکْـرَمَـا

کِلَیْهِمَا ہونا چاہیے کہ اسم "اِنَّ" کی تاکید ہے لیکن کِلَاهُمَا علی مذہب الکوفیین ہے۔

ہفتم مثنی چوں: رَجُلَانِ، ہشتم کلاو کلتا مضاف بمضمر، نہم اِثنان واثنتان. رفع شاں بالف باشد ونصب وجر بیائے ماقبل مفتوح چوں: جَاءَ رَجُلَانِ وَكِلَاهُمَا وَاِثْنَانِ، وَرَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ، وَمَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاِثْنَيْنِ(۱).

(ہفتم مثنی ......الخ) ساتویں قسم تثنیہ حقیقی ہے، تثنیہ حقیقی اسے کہتے ہیں جس کا مفرد موجود ہو اور مفرد کے آخر میں الف

(۱) جَاءَ رَجُلَانِ: دو مرد آئے۔ جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، رَجُلَانِ مثنی مرفوع بالف فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

كِلَاهُمَا یعنی جَاءَ كِلَاهُمَا: جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، كِلَا مرفوع بالف مضاف، هُمَا میں ''هَا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زَيْدَانِ، میم حرف عماد مبنی بر فتحہ، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ وہ دونوں زید آئے۔

اِثْنَانِ یعنی جَاءَ اِثْنَانِ: دو آئے۔ جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، اِثْنَانِ مرفوع بالف فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ. میں نے دو مرد دیکھے۔ رَأَيْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلاً مبنی بر ضم فاعل، رَجُلَيْنِ مثنی منصوب بیائے ماقبل مفتوح مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

كِلَيْهِمَا یعنی رَأَيْتُ كِلَيْهِمَا: رَأَيْتُ بترکیب سابق، كِلَيْ منصوب بیائے ماقبل مفتوح مضاف، هِمَا میں ''هَا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مبنی بر کسر راجع بسوئے غائب مثلاً زَيْدَانِ، میم حرف عماد مبنی بر فتحہ، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

اِثْنَيْنِ یعنی رَأَيْتُ اِثْنَيْنِ: میں نے دو دیکھے۔ رَأَيْتُ بترکیب سابق، اِثْنَيْنِ منصوب بیائے ماقبل مفتوح مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ: مَرَرْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، رَجُلَيْنِ مجرور بیائے ماقبل مفتوح، جار مجرور مل کر ظرف لغو فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

وَكِلَيْهِمَا یعنی مَرَرْتُ بِكِلَيْهِمَا: مَرَرْتُ بترکیب سابق، كِلَيْ مجرور بیائے ماقبل مفتوح مضاف، هِمَا میں ''هَا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مبنی بر کسر راجع بسوئے غائب مثلاً زَيْدَانِ، میم حرف عماد مبنی بر فتحہ، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

اِثْنَيْنِ یعنی مَرَرْتُ بِاِثْنَيْنِ: میں دو کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ بترکیب سابق، اِثْنَيْنِ مجرور بیائے ماقبل مفتوح، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

دہم جمع مذکر سالم چوں: مُسْلِمُوْنَ ، یازدھم اُوْلُو، دوازدھم عِشْرُوْنَ یاتِسْعُوْن. رفع شاں بواو ماقبل مضموم باشد ونصب وجر بیائے ماقبل مکسور چوں: جَاءَ مُسْلِمُوْنَ وَ اُوْلُوْ مَالٍ وَ عِشْرُوْنَ رَجُلاً، وَرَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ وَ اُوْلِیْ مَالٍ وَ عِشْرِیْنَ رَجُلاً، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ وَ اُوْلِیْ مَالٍ وَ عِشْرِیْنَ رَجُلاً(۱).

نون، یانون کی زیادتی کی جائے تو وہ تثنیہ پر دلالت کرے، حالت رفعی میں الف ماقبل مفتوح اور نون مکسور اور نصبی وجری میں یا ماقبل مفتوح اور نون مکسور ہوتا ہے جیسے: جَاءَ نِی رَجُلاَنِ ، رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ ، مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ.

ہشتم: کِلَا و کِلْتَا : یہ ملحق بالتثنیہ ہیں، کِلَا اصل میں کِلَوٌ تھا، قال کے قانون سے ''واؤ'' کو الف سے تبدیل کیا تو الف اور تنوین کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے تنوین کو گرادیا، الف کو برقرار رکھا کہ یہ لازم الاضافت ہے بغیر تنوین کے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کِلْتَا اصل میں کِلَوٌ تھا، واؤ محذوف کے بدلے تا لے آئے اور الف تثنیہ کا ہے۔ ان کی اضافت اگر اسم ظاہر کی طرف ہو تو ان کا اعراب تقدیری ہوگا جیسے: جَاءَ نِی کِلَا الرَّجُلَیْنِ ، رَأَیْتُ کِلَا الرَّجُلَیْنِ ، مَرَرْتُ بِکِلَا الرَّجُلَیْنِ .اگر اضافت ضمیر کی طرف ہو تو ان کا اعراب تثنیہ حقیقی والا ہوگا جیسے: جَاءَ نِی کِلَا هُمَا ، رَأَیْتُ کِلَیْهِمَا ، مَرَرْتُ بِکِلَیْهِمَا.

نہم: إِثْنَانِ ، إِثْنَتَانِ ان کا وزن اور معنی تثنیہ والا ہے لیکن یہ تثنیہ حقیقی نہیں، کیونکہ ان کا مفرد نہیں آتا، اگر إِثْنٌ ، إِثْنَةٌ کو ان کا مفرد مانیں تو بھی درست نہیں کیونکہ ان کا معنی تثنیہ والا ہے، اگر دونوں کو ملائیں تو چار بنیں گے نہ کہ تثنیہ۔ ان کا اعراب بھی تثنیہ حقیقی والا ہے جیسے: جَاءَ نِی اثْنَانِ وَ اثْنَتَانِ ، رَأَیْتُ اثْنَیْنِ وَ اثْنَتَیْنِ ، مَرَرْتُ بِاثْنَیْنِ وَ اثْنَتَیْنِ.

(دہم جمع مذکر......الخ) جمع مذکر سالم اسے کہتے ہیں جس میں جمعیت کا معنی ہو اور اس کا مفرد بھی آتا ہو اور اس میں حصر کا معنی نہ ہو۔ مفرد سہ گنا یا اس سے زیادہ کرنے سے جمع بنتی ہے، اس کا اعراب حالت رفعی میں واو ماقبل مضموم اور نون مفتوح، حالت نصبی وجری میں یا ماقبل مکسور اور نون مفتوح ہے جیسے: جَاءَ نِی مُسْلِمُوْنَ ، رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ ،

(۱) جَاءَ مُسْلِمُوْنَ جَاءَ بترکیب سابق، مُسْلِمُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
اُوْلُوْ مَالٍ یعنی جَاءَ اُوْلُوْ مَالٍ: مال والے آئے۔ جَاءَ بترکیب سابق، اُولو مرفوع بواو ماقبل مضموم مضاف، مالٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
عِشْرُوْنَ رَجُلاً یعنی جَاءَ عِشْرُوْنَ رَجُلاً: بیس مرد آئے، جَاءَ بترکیب سابق، عِشْرُوْنَ مرفوع بواو ماقبل مضموم ممیز، رَجُلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ .... =

....

مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ.

یازدہم اُولو

یہ ملحق بالجمع ہے، اس کا واحد ''ذُوْ'' باعتبار معنی ہے، حقیقتاً اس کا واحد نہیں ہوتا، اگر ہوتا تو من لفظہ ہوتا۔ اس کا اعراب بھی جمع مذکر سالم والا ہے: نَحْنُ اُولُوْ قُوَّةٍ وَّاُولُوْ بَاسٍ شَدِيْدٍ نصبی میں: فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِى الْاَبْصَارِ.

دوازدہم عشرون تا تسعون

یہ بھی ملحق بالجمع ہیں اور صورتاً ومعنیً جمع ہیں لیکن حقیقتاً نہیں، کیونکہ ان کا مفرد نہیں آتا۔ اگر ''عشر'' کو مفرد مانیں تو تعریف کے مطابق نہیں، کیونکہ جمع اسے کہتے ہیں کہ مفرد کو کم از کم تین گنا کیا جائے۔ اگر عشر کو تین گنا کیا جائے تو ثلاثون آتا ہے نہ کہ عشرون، لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ جمع حقیقی نہیں۔ ان کا اعراب بھی جمع مذکر سالم والا ہے: جَاءَنِیْ عِشْرُوْنَ رِجَالاً ، رَاَيْتُ عِشْرِيْنَ رِجَالاً ، مَرَرْتُ بِعِشْرِيْنَ رِجَالاً.

= رَاَيْتُ بترکیب سابق مُسْلِمِيْنَ جمع مذکر سالم منصوب بیائے ماقبل مکسور مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

اُولِی مَالٍ یعنی رَاَيْتُ اُولِیْ مَالٍ: میں نے مال والے دیکھے۔ رَاَيْتُ بترکیب سابق، اُولِی منصوب بیائے ماقبل مکسور مضاف، مالٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

عِشْرِيْنَ رَجُلاً یعنی رَاَيْتُ عِشْرِيْنَ رَجُلاً: میں نے بیس مرد دیکھے۔ رَاَيْتُ بترکیب سابق، عِشْرِيْنَ منصوب بیائے ماقبل مکسور ممیز، رَجُلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ: میں مسلمانوں کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ ترکیبِ سابق، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، مُسْلِمِيْنَ جمع مذکر سالم مجرور بیائے ماقبل مکسور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

اُولِی مَالٍ یعنی مَرَرْتُ بِاُولِیْ مَالٍ: میں مال والوں کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ ترکیبِ سابق، اُولِی مجرور بیائے ماقبل مکسور مضاف، مالٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

عِشْرِيْنَ رَجُلاً یعنی مَرَرْتُ بِعِشْرِيْنَ رَجُلاً: میں بیس آدمیوں کے پاس سے گزرا۔ مَرَرْتُ ترکیب سابق، ''با'' جارہ، عِشْرِيْنَ مجرور بیائے ماقبل مکسور ممیز، رَجُلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

سیزدہم اسم مقصور و آں اسمیست کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چوں: مُوْسَیٰ. چہاردہم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں: غُلَامِی. رفع شان بتقدیر ضمہ باشد و نصب بتقدیر فتحہ و جر بتقدیر کسرہ، و در لفظ ہمیشہ یکساں باشد چوں: جَاءَ مُوْسَیٰ وَ غُلَامِی، وَرَأَیْتُ مُوْسَیٰ وَ غُلَامِی، وَمَرَرْتُ بِمُوْسَیٰ وَ غُلَامِی (۱).

(سیزدہم اسم مقصور و آں ......الخ) اسم مقصور اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے: موسیٰ، عیسیٰ۔ الف مقصورہ کو مقصورہ اس لئے کہتے ہیں کہ مقصورہ قصر سے ہے اور قصر کا معنی روکنا ہے اور مقصور اسم مفعول بمعنی روکا گیا، کیونکہ اس الف پر اعراب نہیں آتے بلکہ اسے اعراب سے روکا جاتا ہے اسی لئے اسے الف مقصورہ کہتے ہیں۔

موسیٰ میں علمیت اور عجمہ ہے لہذا یہ غیر منصرف ہے۔ موسیٰ اصل میں موسا تھا، مو بمعنی پانی اور سا درخت کو کہتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام درختوں اور پانی سے گزر کر فرعون کے پاس گئے تھے۔

اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ تقدیری، نصبی میں فتحہ تقدیری، جری میں کسرہ تقدیری جیسے: جَاءَ مُوْسَیٰ، رَأَیْتُ مُوْسَیٰ، مَرَرْتُ بِمُوْسَیٰ.

(۱) جَاءَ مُوْسیٰ: جَاءَ بترکیب معلوم، مُوْسیٰ اسم مقصور مرفوع تقدیراً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

غُلَامِیْ یعنی جَاءَ غُلَامِیْ: جَاءَ بترکیب معلوم، غُلام غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مرفوع تقدیراً، کسرہ موجودہ حرکتِ مناسبت ''یا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

رَأَیْتُ مُوْسیٰ: رَأَیْتُ بترکیب معلوم، مُوْسیٰ اسم مقصور منصوب تقدیراً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

غُلَامِیْ یعنی رَأَیْتُ غُلَامِی: رَأَیْتُ بترکیب معلوم، غُلام غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً، کسرہ موجودہ حرکتِ مناسبت ''یا''، ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرْتُ بِمُوْسیٰ: مَرَرْتُ بترکیب معلوم، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، مُوْسیٰ اسم مقصور مجرور تقدیراً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

غُلَامِیْ یعنی مَرَرْتُ بِغُلَامِیْ: مَرَرْتُ بترکیب معلوم، غُلام غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور تقدیراً، کسرہ موجودہ حرکتِ مناسبت ''یا''، ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

پانزدہم اسم منقوص وآں اسمیست کہ آخرش یائے ماقبل مکسور باشد چوں: قَاضِی. رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصبش بفتحہ لفظی وجرش بتقدیر کسرہ چوں: جَاءَ الْقَاضِیْ وَ رَأَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ(۱).

چہاردہم غیر جمع مذکر سالم: جمع مذکر سالم کے علاوہ کوئی اسم جب مضاف ہو یائے متکلم کی طرف، اس کا اعراب بھی تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا جیسے: جَاءَ غُلَامِی، رَأَیْتُ غُلَامِی، مَرَرْتُ غُلَامِی.

اعراب تقدیری اس لئے ہوگا کہ حالت رفعی میں اگر اعراب لفظی ہو تو اعراب آخر کلمہ پر ہوتا ہے، آخر کلمہ میم ہے۔ حالت رفعی میں اعراب لفظی کا تقاضا ہوگا کہ میم مرفوع ہو اور چونکہ میم کے بعد یا ہے جو کہ اپنے ماقبل کسرہ چاہتی ہے تو میم پر دو اعراب جاری کرنا لازم آئے گا جو کہ محال اور خلاف قاعدہ ہے۔ اسی طرح حالت نصبی میں نصب وجر دونوں نہیں آسکتے، حالت جری میں اگرچہ اعراب لفظی اور یا دونوں کا تقاضا کسرہ کا ہے، لیکن کسرہ یا تو حرف جر کی وجہ سے ہوگا یا یائے متکلم کی وجہ سے، لہٰذا دو عاملوں کا اجتماع لازم آئے گا اور یہ بھی درست نہیں۔ لہٰذا تینوں صورتوں میں اعراب تقدیری ہوگا اور کہیں گے: جَاءَ غُلَامِی، رَأَیْتُ غُلَامِی، مَرَرْتُ غُلَامِی.

(**پانزدہم اسم منقوص......الخ**) اسم منقوص اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں یا ماقبل مکسور ہو جیسے: قاضی، اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ تقدیری، نصبی میں فتحہ لفظی اور جری میں کسرہ تقدیری جیسے: جَاءَ الْقَاضِیُ، رَأَیْتُ الْقَاضِیَ، مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ. اس کا اعراب حالت رفعی وجری میں اس لئے تقدیری ہے کہ حالت رفعی وجری میں یا پر ضمہ وکسرہ ثقیل ہوتے ہیں اور حالت نصبی میں فتحہ ثقیل نہیں ہوتا کیونکہ فتحہ اخف الحرکات ہے۔

فائدہ: اسم منقوص اگر معرف باللام استعمال نہ ہو تو حالت رفعی وجری میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے "یا" گر جاتی ہے جیسے: جاء نی قاضٍ، مررت بقاضٍ.

(۱) جَاءَ الْقَاضِیْ: جَاءَ بترکیب معلوم، القاضی اسم منقوص مرفوع تقدیراً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
رَأَیْتُ الْقَاضِیَ: رَأَیْتُ بترکیب معلوم، القاضی اسم منقوص منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔
مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ: مَرَرْتُ بترکیب معلوم، "با" حرف جار مبنی بر کسر، القاضی اسم منقوص مجرور تقدیراً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں: مُسْلِمِيَّ رفعش بتقدیر واؤ باشد ونصب وجرش بیائے ماقبل مکسور چوں: ھٰؤُلاءِ مُسْلِمِيَّ (۱) کہ دراصل مُسْلِمُوْنَ یَ بود، نون باضافت ساقط شد، واؤ ویا جمع شدند وسابق ساکن بود واؤ رابیا بدل کردند ویا را در یا ادغام کردند مُسْلِمِيَّ شد، ضمۂ میم رابکسرہ بدل کردند، وَرَأَیْتُ مُسْلِمِيَّ وَ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ (۲) فصل بدانکہ اعراب مضارع سہ است: رفع ونصب وجزم. فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب بر چہار قسم است: اول صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائے تثنیہ وجمع مذکر وبرائے واحد مؤنث مخاطبہ. رفعش بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجزم بسکون چوں: ھُوَ یَضْرِبُ وَلَنْ یَّضْرِبَ وَلَمْ یَضْرِبْ(۳). دوم مفرد معتل واوی چوں: یَغْزُو ویائی چوں: یَرْمِیْ.

(شانزدہم جمع مذکر......الخ) جمع مذکر سالم جب مضاف ہو یائے متکلم کی طرف، اس کا اعراب حالت رفعی میں واو تقدیری، نصبی وجری میں یا ماقبل مکسور ہے جیسے: ھٰؤُلَاءِ مُسْلِمِيَّ، رَأَیْتُ مُسْلِمِيَّ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ. حالت رفعی میں اس لئے اعراب تقدیری ہے کہ اس صورت میں قلب واقع ہوا کہ واو کو یا سے تبدیل کیا گیا، اور قلب واعلال چیزوں کو اپنی حقیقت سے نکال دیتے ہیں بخلاف دوسری صورتوں کے کہ ان میں ادغام ہوا اور ادغام میں اشیاء اپنی حقیقت سے نہیں نکلتی بلکہ اپنی حالت پر برقرار رہتی ہیں۔ مُسْلِمِيَّ اصل میں مسلمون تھا، جب یائے متکلم کی طرف مضاف کیا تو نون جمع بوجہ اضافت گر گیا، واو اور یا کا اجتماع ہوا، واو کو یا سے تبدیل کر کے یا کا یا میں ادغام کیا اور یا کی مناسبت کی وجہ سے ماقبل کو کسرہ دیا تو مسلمیّ ہوا۔

---

(۱) ھٰؤُلَاءِ مُسْلِمِيَّ: ھٰؤُلَاءِ میں "ھا" حرف تنبیہ مبنی بر سکون، اُولَآءِ اسم اشارہ مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر کسر، مُسْلِمِيَّ جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مرفوع بواؤ مقدر مضاف، "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) رَأَیْتُ مُسْلِمِيَّ: رَأَیْتُ بترکیب معلوم، مُسْلِمِيَّ جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب بیائے ماقبل مکسور، "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ: مَرَرْتُ بترکیب معلوم، مُسْلِمِيَّ جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور بیائے ماقبل مکسور، "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) ھُوَ یَضْرِبُ: ھُوَ ضمیر منصوب منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتحہ راجع بسوئے غائب مثلاً زید، یَضْرِبُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب ــــــ ھُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ .... =

رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بفتحہ لفظی و جزم بحذف لام یعنی بحذف آخر چوں: هُوَ يَغْزُوْ وَ يَرْمِيْ ، وَلَنْ يَّغْزُوَ وَ يَرْمِيَ ، وَلَمْ يَغْزُ وَ لَمْ يَرْمِ(۱). سوم مفرد معتل الفی چوں: يَرْضىٰ. رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ و جزم بحذف لام چوں: هُوَ يَرْضىٰ ، وَلَنْ يَّرْضىٰ ، وَلَمْ يَرْضَ(۲). چہارم صحیح یا

= لَنْ يَضْرِبَ یعنی هُوَ لَنْ يَضْرِبَ: وہ ہرگز نہیں مارے گا۔ هُوَ بترکیب سابق مبتدا، "لَنْ" حرفِ ناصب مبنی بر سکون، يَضْرِبَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب۔ هُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

لَمْ يَضْرِبْ یعنی هُوَ لَمْ يَضْرِبْ: اس نے نہیں مارا۔ هُوَ بترکیب سابق مبتدا، لَمْ حرفِ جازم مبنی بر سکون، يَضْرِبْ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب۔ هُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱) هُوَ يَغْزُوْ: هُوَ ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، يَغْزُوْ مفرد معتل واوی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب۔ هُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَيَرْمِيْ یعنی هُوَ يَرْمِيْ: هُوَ بترکیب سابق مبتدا، يَرْمِيْ مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب۔ هُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

لَنْ يَّغْزُوَ یعنی هُوَ لَنْ يَّغْزُوَ: هُوَ بترکیب سابق مبتدا، لَنْ حرفِ ناصب مبنی بر سکون، يَغْزُوَ مفرد معتل واوی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب۔ هُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَلَنْ يَّرْمِيَ یعنی هُوَ لَنْ يَّرْمِيَ: هُوَ بترکیب سابق مبتدا، لَنْ حرفِ ناصب مبنی بر سکون، يَرْمِيَ مفرد معتل یائی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب۔ هُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

لَمْ يَغْزُ یعنی هُوَ لَمْ يَغْزُ، هُوَ بترکیب سابق مبتدا، يَغْزُ مفرد معتل واوی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب۔ هُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَلَمْ يَرْمِ یعنی هُوَ لَمْ يَرْمِ: هُوَ بترکیب سابق مبتدا، يَرْمِ مفرد معتل یائی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب۔ هُوَ مرفوع محلاً فاعل راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) هُوَ يَرْضىٰ: وہ راضی ہوتا ہے یا ہوگا۔ هُوَ ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، يَرْضىٰ مفرد معتل الفی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب۔ "هُوَ" مرفوع متصل مرفوع محلاً راجع بسوئے مبتدا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل =

معتل با ضمائر و نونہائے مذکورہ. رفع شان باثبات نون باشد چنانچہ در تثنیہ گوئی: هُمَا يَضْرِبَانِ وَيَغْزُوَانِ وَيَرْمِيَانِ وَيَرْضَيَانِ(١). ودر جمع مذکر گوئی: هُمْ يَضْرِبُونَ وَيَغْزُوْنَ وَيَرْمُوْنَ وَيَرْضَوْنَ(٢). ودر

= کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

لَنْ يَرْضَى یعنی هُوَ لَنْ يَرْضَى: وہ ہرگز راضی نہ ہوگا۔ هُوَ بترکیب سابق مبتدا، لَن حرف ناصب مبنی بر سکون، یَرضٰی مفرد معتل الفی منصوب تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر ــــ "هُوَ" مرفوع متصل مرفوع محلاً راجع بسوئے مبتدا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

لَمْ يَرْضَ یعنی هُوَ لَمْ يَرْضَ: وہ راضی نہ ہوا۔ هُوَ بترکیب سابق مبتدا، لَم حرف جازم مبنی بر سکون، یَرضَ مفرد معتل الفی مجزوم بحذف لام صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر ــــ "هُوَ" مرفوع متصل مرفوع محلاً راجع بسوئے مبتدا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱) هُمَا يَضْرِبَانِ: وہ دونوں مارتے ہیں یا ماریں گے۔ "هما" ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمر، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، یَضرِبانِ صحیح باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

يَغْزُوَانِ یعنی هُمَا يَغْزُوَانِ: وہ دونوں غزوہ کرتے ہیں یا کریں گے۔ هُمَا بترکیب سابق مبتدا، یَغزُوَانِ معتل واوی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

يَرْمِيَانِ یعنی هُمَا يَرْمِيَانِ: وہ دونوں تیر پھینکتے ہیں یا پھینکیں گے۔ هُمَا بترکیب سابق مبتدا، یَرمِیَانِ معتل یائی با ضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَيَرْضَيَانِ یعنی هُمَا يَرْضَيَانِ: وہ دونوں خوش ہوتے ہیں یا ہوں گے۔ هُمَا بترکیب سابق مبتدا، یَرضَیَانِ معتلِ الفی با ضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) هُمْ يَضْرِبُوْنَ: وہ سب مارتے ہیں یا ماریں گے۔ هُم میں "ها" ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمرو وبکر، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، یَضرِبُونَ صحیح باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں واو ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَيَغْزُوْنَ یعنی هُمْ يَغْزُوْنَ: وہ سب غزوہ کرتے ہیں یا کریں گے۔ هُم بترکیب سابق مبتدا، یَغزُونَ معتلِ باضمیر بارز مرفوع =

مفرد مؤنث حاضر گوئی: اَنْتِ تَضْرِبِیْنَ وَ تَغْزِیْنَ وَتَرْمِیْنَ وَتَرْضَیْنَ(۱)۔ ونصب و جزم بحذف نون چناچہ در تثنیہ گوئی: لَنْ یَّضْرِبَا وَ لَنْ یَّغْزُوَا وَ لَنْ یَّرْمِیَا وَ لَنْ یَّرْضَیَا ؛ لَمْ یَضْرِبَا وَ لَمْ یَغْزُوَا وَ لَمْ یَرْمِیَا وَلَمْ یَرْضَیَا(۲)۔ ودر جمع مذکر گوئی: لَنْ یَّضْرِبُوا وَ لَنْ یَّغْزُوا وَ لَنْ یَّرْمُوا وَ لَنْ یَّرْضَوا ، لَمْ

=باثباتِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں واو ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلا خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَیَرْمُوْنَ یعنی ھُمْ یَرْمُوْنَ: وہ سب تیر پھینکتے ہیں یا پھینکیں گے۔ ھُمْ بترکیب سابق مبتدا، یَرْمُوْنَ معتلِ یائی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں واو ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلا خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَیَرْضَوْنَ یعنی ھُمْ یَرْضَوْنَ: وہ سب خوش ہوتے ہیں یا خوش ہوں گے۔ ھُمْ بترکیب سابق مبتدا، یَرْضَوْنَ معتلِ الفی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں واو ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے مبتدا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلا خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱) اَنْتِ تَضْرِبِیْنَ: تو مارتی ہے یا مارے گی۔ اَنْتِ میں "اَنْ" ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر سکون، "تا" علامتِ خطاب مبنی بر کسر، تَضْرِبِیْنَ صحیح باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلا خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَتَغْزِیْنَ یعنی اَنْتِ تَغْزِیْنَ: تو غزوہ کرتی ہے یا کرے گی۔ اَنْتِ بترکیب سابق مبتدا، تَغْزِیْنَ معتلِ واوی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلا خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَتَرْمِیْنَ یعنی اَنْتِ تَرْمِیْنَ: تو تیر پھینکتی ہے یا پھینکے گی۔ اَنْتِ بترکیب سابق مبتدا، تَرْمِیْنَ معتلِ یائی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلا خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

وَتَرْضَیْنَ یعنی اَنْتِ تَرْضَیْنَ: تو خوش ہوتی ہے یا خوش ہوگی۔ اَنْتِ بترکیب سابق مبتدا، تَرْضَیْنَ معتلِ الفی باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلا خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) لَنْ یَّضْرِبَا: وہ دونوں ہرگز نہیں ماریں گے۔ لَنْ حرفِ ناصب مبنی بر سکون، یَضْرِبَا صحیح باضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ یَّغْزُوَا: وہ دونوں ہرگز غزوہ نہیں کریں گے۔ لَنْ حرفِ ناصب مبنی بر سکون، یَغْزُوَا معتلِ واوی باضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ تثنیہ=

يَضْرِبُوا وَ لَمْ يَغْزُوا وَ لَمْ يَرْمُوا وَلَمْ يَرْضُوا(١). دور مفرد مؤنث حاضر گوئی: لَنْ تَضْرِبِيْ وَ لَنْ

= مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ يَّرْمِيَا: وہ دونوں ہرگز تیر نہیں پھینکیں گے۔ لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، يَرْمِيَا معتل یائی باضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ يَّرْضَيَا: وہ دونوں ہرگز خوش نہ ہوں گے۔ لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، يَرْضَيَا معتل الفی باضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ يَضْرِبَا: ان دونوں نے نہیں مارا۔ لَمْ حرف جازم مبنی بر سکون، يَضْرِبَا صحیح باضمیر بارز مجزوم بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ يَغْزُوَا: ان دونوں نے غزوہ نہیں کیا۔ لَمْ حرف جازم مبنی بر سکون، يَغْزُوَا معتل واوی باضمیر بارز مجزوم بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ يَرْمِيَا: ان دونوں نے تیر نہیں پھینکا۔ لَمْ حرف جازم مبنی بر سکون، يَرْمِيَا معتل یائی باضمیر بارز مجزوم بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ يَرْضَيَا: وہ دونوں خوش نہیں ہوئے۔ لَمْ حرف جازم مبنی بر سکون، يَرْضَيَا معتل الفی باضمیر بارز مجزوم بحذفِ نون صیغہ تثنیہ مذکر غائب، اس میں الف ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(١) لَنْ يَّضْرِبُوْا: وہ سب ہرگز نہیں ماریں گے۔ لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، يَضْرِبُوْا صحیح باضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں ''واؤ'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر و خالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ يَّغْزُوْا: وہ سب ہرگز غزوہ نہیں کریں گے۔ لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، يَغْزُوْا معتل واوی باضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں ''واؤ'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر و خالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ يَّرْمُوْا: وہ سب ہرگز تیر نہ پھینکیں گے۔ لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، يَرْمُوْا معتل یائی باضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں ''واؤ'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر و خالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ يَّرْضَوْا: وہ سب ہرگز خوش نہ ہوں گے۔ لَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، يَرْضَوْا معتل الفی باضمیر بارز منصوب بحذفِ نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں ''واؤ'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید و عمر و خالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ =

تَغْزِیْ وَلَنْ تَرْمِیْ وَلَنْ تَرْضَیْ وَلَمْ تَضْرِبِیْ وَلَمْ تَغْزِیْ وَلَمْ تَرْمِیْ وَلَمْ تَرْضَیْ(۱).

(**فصل بدانکہ اعراب مضارع......الخ**) اس فصل میں فعل مضارع کے اعراب کا بیان ہے کہ فعل مضارع کے اعراب تین ہیں: رفع، نصب، جزم۔ فعل مضارع اگر عامل جازم وناصب سے خالی ہو تو بوجہ عامل معنوی مرفوع ہوگا لفظاً جیسے: یَضْرِبُ. یا تقدیراً جیسے: یَخْشٰی. فعل مضارع کے چودہ صیغے ہیں، جن کی تین قسمیں ہیں:

❶ دوصیغے: جمع مؤنث غائب یَفْعَلْنَ جمع مؤنث حاضر تَفْعَلْنَ مبنی ہیں۔

= لَمْ یَضْرِبُوْا: ان سب نے نہیں مارا۔ لَم حرف جازم مبنی برسکون، یَضْرِبُوْا صحیح باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں "واؤ" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمر وخالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ یَغْزُوْا: ان سب نے غزوہ نہیں کیا۔ لَم حرف جازم مبنی برسکون، یَغْزُوْا معتل واوی باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں "واؤ" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمر وخالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ یَرْمُوْا: ان سب نے تیر نہیں پھینکا۔ لَم حرف جازم مبنی برسکون، یَرْمُوْا معتل یائی باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں "واؤ" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمر وخالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ یَرْضَوْا: وہ سب خوش نہیں ہوئے۔ لَم حرف جازم مبنی برسکون، یَرْضَوْا معتل الفی باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ جمع مذکر غائب، اس میں "واؤ" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون راجع بسوئے غائب مثلاً زید وعمر وخالد، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۱) لَنْ تَضْرِبِیْ: تو ہرگز نہ مارے گی۔ لَن حرف ناصب مبنی برسکون، تَضْرِبِیْ صحیح باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ تَغْزِیْ: تو ہرگز غزوہ نہ کرے گی، لَن حرف ناصب مبنی برسکون، تَغْزِیْ معتل واوی باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ تَرْمِیْ: تو ہرگز تیر نہ پھینکے گی۔ لَن حرف ناصب مبنی برسکون، تَرْمِیْ معتل یائی باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَنْ تَرْضَیْ: تو ہرگز خوش نہ ہوگی۔ لَن حرف ناصب مبنی برسکون، تَرْضَیْ معتل الفی باضمیر بارز منصوب بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ تَضْرِبِیْ: تو نے نہیں مارا۔ لَم حرف جازم مبنی برسکون، تَضْرِبِیْ صحیح باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ تَغْزِیْ: تو نے غزوہ نہیں کیا۔ لَم حرف جازم مبنی برسکون، تَغْزِیْ معتل واوی باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

لَمْ تَرْمِیْ: تو نے تیر نہیں پھینکا۔ لَم حرف جازم مبنی برسکون، تَرْمِیْ معتل یائی باضمیر بارز مجزوم بحذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔............ =

....

❷ باقی بارہ صیغوں میں سے پانچ صیغے ایسے ہیں جو ضمائر بارزہ سے خالی ہوتے ہیں: واحد مذکر غائب یَفْعَلُ، واحدہ مؤنثہ غائبہ: تَفْعَلُ، واحد مذکر حاضر: تَفْعَلُ، واحد متکلم: أَفْعَلُ، جمع متکلم: نَفْعَلُ.

❸ سات صیغوں کے آخر میں ضمیر بارز ہوتی ہے: چار تثنیہ کے: یَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ. دو جمع مذکر غائب وحاضر: یَفْعَلُوْنَ، تَفْعَلُوْنَ. اور ایک واحد مؤنث حاضر: تَفْعَلِیْنَ.

دوسری قسم جس میں پانچ صیغے ہیں، اس کی تین صورتیں ہیں:

اول صحیح مجرد از ضمائر بارزہ: صحیح یعنی لام کلمے کے مقابلے میں حرفِ علت نہ ہو اور ضمائر بارزہ مرفوعہ سے بھی خالی ہو تو اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ، نصبی میں فتحہ، اور جزمی میں سکون کے ساتھ ہے جیسے: هُوَ يَضْرِبُ، لَنْ يَّضْرِبَ، لَمْ يَضْرِبْ.

دوم مفرد معتل واوی ویائی: یعنی وہ صیغے جو ضمائر بارزہ سے خالی ہوں اور ان کے آخر میں واو یا یا ہو جیسے: يَغْزُوْ، يَرْمِيْ. ان کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ تقدیری، نصبی میں فتحہ لفظی، اور جزمی میں حذف لام کلمہ جیسے: هُوَ يَغْزُوْ وَيَرْمِيْ، لَنْ يَّغْزُوَ وَ يَرْمِيَ، لَمْ يَغْزُ وَيَرْمِ.

سوم مفرد معتلِ الفی: یعنی وہ صیغے جو ضمائرِ بارزہ سے خالی ہوں اور ان کے آخر میں الف ہو جیسے: يَرْضَىٰ. ان کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ تقدیری، نصبی میں فتحہ تقدیری، اور جزمی میں حذف لام کلمہ جیسے: هُوَ يَرْضَىٰ، لَنْ يَّرْضَىٰ، لَمْ يَرْضَ.

فعل مضارع کے صیغوں کی تیسری قسم جو کہ سات صیغوں پر مشتمل ہے، ان کا اعراب یہ ہے کہ صحیح ہوں یا معتل واوی ویائی یا الفی حالتِ رفعی میں اثباتِ نون اور نصبی وجزمی میں حذف نون جیسے تثنیہ میں: هُمَا يَضْرِبَانِ وَ يَغْزُوَانِ وَ يَرْمِيَانِ وَ يَرْضَيَانِ جمع مذکر میں: هُمْ يَضْرِبُوْنَ وَ يَغْزُوْنَ وَ يَرْمُوْنَ وَ يَرْضَوْنَ. واحد مؤنث حاضر: أَنْتِ تَضْرِبِيْنَ وَتَغْزِيْنَ وَتَرْمِيْنَ وَتَرْضَيْنَ.

= لَمْ تَرْضَىْ: تو خوش نہ ہوئی۔ لَمْ حرفِ جازم مبنی بر سکون، تَرْضَىْ معتلِ الفی با ضمیر بارز مجزوم بحذفِ نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں "یا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

فصل بدانکہ عوامل اعراب بر دو قسم است: لفظی و معنوی. لفظی بر سہ قسم است: حروف وافعال واسماء واین را در سہ باب یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ. باب اول در حروف عاملہ، و در دو فصل است. فصلِ اول در حروف عاملہ در اسم، وآں پنج قسم است: اول حروف جر، وآں ہفدہ است: باؤ مِنْ والیٰ وحتّٰی وفی

(فصل بدانکہ عوامل...... الخ) اس سے قبل تمام ابحاث بطور تمہید تھیں، اب عوامل کی بحث شروع کررہے ہیں، عوامل کل سو ہیں انہیں تین ابواب میں بیان کریں گے۔ تین ابواب میں صرف عوامل لفظیہ کا بیان ہے، عواملِ معنویہ ان تین ابواب سے خارج ہیں۔

عامل کی تعریف: الْعَامِلُ مَا أَوْجَبَ كَوْنَ آخِرِ الْكَلِمَةِ عَلَى وَجْهٍ مَخْصُوصٍ مِنْ رَفْعٍ أَوْ نَصْبٍ أَوْ جَرٍّ أَوْ جَزْمٍ. علامہ ابن حاجب نے کافیہ میں عامل کی تعریف یوں کی ہے: العاملُ مَا بِهِ يَتَقَوَّمُ الْمَعْنَى الْمُقْتَضِي لِلْإِعْرَابِ.

عامل کے چار کام ہوتے ہیں رفع دینا، نصب دینا، جر دینا، جزم دینا۔ رفع ونصب یہ دونوں فعل واسم میں مشترک ہیں، جر اسم کے ساتھ اور جزم فعل کے ساتھ خاص ہے۔

عامل کی دو قسمیں ہیں: ۱- عامل لفظی ۲- عامل معنوی

عامل لفظی: مَا يُعْرَفُ بِالْقَلْبِ وَيُتَلَفَّظُ بِاللِّسَانِ(۱).

عامل معنوی: مَا يُعْرَفُ بِالْقَلْبِ وَلَا يُتَلَفَّظُ بِاللِّسَانِ.

اگر کوئی کہے کہ عامل اسے کہتے ہیں جو مؤثر ہو اور اثر عامل کی مخالفت نہیں کرتا، حالانکہ اگر کوئی "جاء نی زیداً" پڑھے تو پڑھ سکتا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ عامل اصل میں متکلم ہوتا ہے۔ اسماء، افعال، حروف یہ تو نشانیاں ہیں جن کا اظہار متکلم کرتا ہے۔

عامل لفظی کی دو قسمیں ہیں: ۱- سماعی: مَا يُمْكِنُ ضَبْطُه بِالْجُزْئِيَّاتِ.

۲- عامل قیاسی: مَا لَا يُمْكِنُ ضَبْطُه بِالْجُزْئِيَّاتِ إِلَّا بِمَفْهُوْمٍ كُلِّيٍّ.

عواملِ لفظیہ کی تین قسمیں ہیں: ۱- حروف ۲- اسماء ۳- افعال۔ جب کہ عواملِ قیاسیہ میں اسماء اور افعال ہیں۔

---

(۱) عاملِ لفظی سے مراد وہ عامل ہے جو لفظ اور معنی دونوں میں تاثیر رکھتا ہو، لہذا "بِحَسْبِكَ دِرْهَمٌ" میں "حَسْبُكَ" مبتدا ہے اور اس کا عامل معنوی ہی ہے، کیونکہ اگرچہ اس پر بائے جارہ زائدہ داخل ہے، لیکن وہ صرف لفظ میں مؤثر ہے معنی میں مؤثر نہیں۔

ولام ورُبَّ وواوِ قسم وتاۓ قسم وعَنْ وعَلٰی وکافِ تشبیہ ومُذْ ومُنْذُ وحَاشَا وخَلا وعَدَا. ایں حروف در اسم روند وآخرش را بجر کنند چوں: اَلْمَالُ لِزَیْدٍ(۱).

(باب اول در حروف ......الخ) یہ باب ان حروف کے بارے میں ہے جو عمل کرتے ہیں۔ اس باب کی دو فصلیں ہیں، فصل اول میں ان حروف کا بیان ہے جو اسم میں عمل کرتے ہیں، اس فصل میں پانچ قسم کے عوامل کا تذکرہ ہے۔ فصل دوم ان حروف کے بیان میں ہے جو فعل میں عمل کرتے ہیں۔

قسم اول حروف جارہ: اَلْجَرُّ حَرَکَۃٌ اَوْ حَرْفٌ تَدُلُّ عَلٰی کَوْنِ الِاسْمِ مُضَافاً اِلَیْہِ. لغت میں بمعنی کھینچنا اور اصطلاح میں: اَلْجَارُّ مَا وُضِعَ لِاِفْضَاءِ مَعْنَی الْفِعْلِ اَوْ شِبْہِہٖ اِلٰی مَدْخُوْلِھَا. جیسے: مَرَرْتُ بِزَیْدٍ، اَنَا مَارٌّ بِزَیْدٍ. مثال اول میں معنی فعل اور مثال ثانی میں شبہ فعل کے معنی کو اپنے مدخول زید تک پہنچایا۔

حروف جارہ کل سترہ ہیں جو اس شعر میں مذکور ہیں۔

با و تا و کاف و لام، واو منذ مذ خلا — رب حاشا من عدا فی عن علی حتی الی

''لعل'' کو بھی حروف جارہ میں شامل کرتے ہیں۔

''لاتَ'' اگر زمانے پر داخل ہو تو امام اخفش اسے جارہ کہتے ہیں۔

''لولا'' امام سیبویہ کے نزدیک حروف جارہ میں سے ہے بشرطیکہ ضمیر پر داخل ہو۔

اسی طرح ''کَیْ'' اگر اس کا مدخول ''ما'' استفہامیہ یا ''ان'' ناصبہ مصدریہ ہو تو یہ بھی جارہ ہے بشرطیکہ اس پر کوئی اور حرف جر داخل نہ ہو، اگر داخل ہو تو پھر ''کَیْ'' محض ناصبہ ہوگا جیسے: لِکَیْلَا یَعْلَمَ اَھْلُ الْکِتَابِ. ''کَیْ'' جب ''ما'' استفہامیہ پر داخل ہو تو کبھی آخر سے ''ما'' کے الف کو گرا کر ''ھا'' یعنی تائے مدورہ لگاتے ہیں جیسے: کَیْمَہ. ''کَیْ'' کی مثال جب کہ ''ان'' ناصبہ مصدریہ پر داخل ہو اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ.

ان میں سے رب، حاشا، خلا، عدا، لعل اور لولا کو کسی کے ساتھ متعلق نہیں کرتے۔

''لات'' کے لئے متعلق ''اِسْتَغَاثُوا'' نکالتے ہیں اور ''کی'' کو بھی متعلق کرتے ہیں۔

مُذْ اور مُنْذُ یہ حروف جارہ میں بھی استعمال ہوتے ہیں اور ظرف بھی بنتے ہیں، کبھی کبھی مبتدا بھی واقع ہوتے ہیں۔

---

(۱) اَلْمَالُ لِزَیْدٍ: مال زید کے لئے ہے۔ المال مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، لام حرف جار مبنی بر کسر، زید مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا ثَابِتٌ مقدر کا، ثَابِتٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر ــــــ ''ھُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

....

حاشا، خلا، عدا کبھی فعل بنتے ہیں، جیسے: حَاشَ لِلّٰهِ مَاهٰذا بَشَرا. کاف یہ کبھی مثل کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: کَمَثَلِ الَّذِی اِسۡتَوۡقَدَنَارا.

فائدہ: حروف جارہ کے بعد اگر کوئی حرف زائد آجائے تب بھی یہ عمل کرتے ہیں جیسے: فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ. کبھی ''مِنۡ'' کے بعد ''ما'' زائدہ آتا ہے: مِمَّا خَطِيۡئٰتِهِمۡ اُدۡخِلُوا فَاُغۡرِقُوانَارا. کبھی ''عَنۡ'' کے بعد ''ما'' زائدہ آتا ہے جیسے: عَمَّا قَلِيۡلٍ لَيُصۡبِحُنَّ نَادِمِيۡنَ. کبھی ''رُبَّ'' کے بعد جیسے: رُبَّمَا ضَرۡبَةٍ بِسَيۡفٍ صَيۡقَلٍ. ان تمام مثالوں میں حروف جارہ حرف زائد پر داخل ہیں لیکن پھر بھی عمل کر رہے ہیں۔

فائدہ: حروف جارہ کو اس وقت متعلق کریں گے جب یہ اصلی ہوں، اگر زائد ہوں تو پھر متعلق نہیں کریں گے، زائد کا مطلب یہ ہے کہ لفظوں میں تو عمل کرے لیکن معنی میں عمل نہ کرے، اگر اسے حذف کر دیا جائے تو معنی میں کوئی خرابی لازم نہ آئے جیسے: وَمَا هُمۡ بِمُؤۡمِنِيۡنَ اور وَمَا هُمۡ مُؤۡمِنِيۡنَ. اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَه اور كَافٍ عَبۡدَه. دونوں کا معنی ایک ہے۔

فائدہ: حروف زوائد میں عام طور پر ''با'' منفی کے بعد ہوتی ہے، اسی طرح ''من'' بھی کلام منفی میں عموماً زائد ہوتا ہے، کبھی مبتدا پر جیسے: فَمَالَهُمۡ مِنۡ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ، هَلۡ مِنۡ مَزِيۡدٍ، مَالَكُمۡ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيۡرٍ. کبھی فاعل پر جیسے: مَاجَاءَنَا مِنۡ بَشِيۡرٍ وَلَانَذِيۡرٍ. کبھی مفعول پر: هَلۡ تَرٰى مِنۡ فُطُوۡرٍ. مفعول لہ پر بھی ''من'' زائدہ آتا ہے، اسے من اجلیہ کہتے ہیں، جیسے: خَاشِعاً مُتَصَدِّعاً مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ. کلام منفی کی طرح کلام مثبت میں بھی ''من'' زائدہ آتا ہے، جمہور اس کی مخالفت کرتے ہیں لیکن امام اخفش فرماتے ہیں کہ آتا ہے اور یہی درست ہے، قرآن مجید میں ہے: وَلَقَدۡ جَاءَكَ مِنۡ نَبَاِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ. اَنۡ يُنَزَّلَ عَلَيۡكُمۡ مِنۡ خَيۡرٍ مِنۡ رَبِّكُمۡ.

اگر کوئی کہے کہ جب یہ حروف زائد ہیں تو انہیں قرآن میں کیوں لایا گیا؟ کیونکہ قرآن زوائد سے پاک ہے۔
اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری نحوی ترکیب کے اعتبار سے زائد ہیں، ورنہ ان کا معنی تو ہوتا ہے۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا فائدہ ہوتا ہے مثلاً: لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَيۡءٌ میں ''کاف'' زائدہ ہے، اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے معنی میں مبالغہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس کے مثل کو فرض کیا جائے تو اس کے مثل کا بھی مثل نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ''اس کے مثل کا بھی مثل نہیں'' اس کا مثل نہیں سے زیادہ ابلغ ہے۔ وَمَا هُمۡ بِمُؤۡمِنِيۡنَ. میں ''با'' زائدہ ہے اس کے معنی الصاق کے آتے ہیں، معنی یہ ہوا کہ کفار کا ایمان لانا تو درکنار وہ تو ایمان کے ساتھ ملے بھی نہیں ہیں۔

....

قاعدہ: جارمجرور کواسی کلمے سے متعلق کریں گے جس میں معنی حدثی پایاجائے بالفاظ دیگر جو عامل ہو،لہذا جامد کے ساتھ انہیں متعلق نہیں کیاجاسکتا کیونکہ الجَامِدُ لَا یَعْمَلُ ،اگرکسی جامد سے متعلق کریں تو وہاں تاویل کی جائے گی جیسے:اَسَدٌ عَلَیَّ وَفِی الحُرُوْبِ نَعَامَةٌ .أی: صَائِلٌ عَلَیَّ وَفِی الحُرُوْبِ جَبَانٌ. اسد''صائل''اورنعامۃ'' جبان'' کی تاویل میں ہے،اسی لئے ان کے ساتھ جارمجرور متعلق ہوئے۔اسی طرح جارمجرور کوحرف کے ساتھ بھی متعلق نہیں کرتے، اگرکریں تووہ حرف مشتق کے معنی میں ہوگاجیسے:مااَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْن.بمجنون''ما''نافیہ سے متعلق ہے،لہذایہ مشتق کے معنی میں ہے یعنی اِنْتَفی الجُنُوْنُ مِنْكَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ.

فائدہ: جارمجرور کونحاۃ ظرف سے تعبیر کرتے ہیں،ظرف کی دوقسمیں ہیں:۱-ظرف لغو ۲-ظرف مستقر
ظرف مستقراسے کہتے ہیں جس کا متعلق افعال عامہ سے آسکے،اگرچہ افعال خاصہ سے بھی آتاہو،بالفاظ دیگر جس کا متعلق لفظوں میں موجود نہ ہو۔بعض نحویوں کی یہ بات کہ''اگرجارمجرور خبر،صلہ،صفت یاحال بنے توپھرافعال عامہ سے فعل نکالناواجب ہے''،مسلم نہیں۔قرآن میں کئی جگہ نحاۃ نے اس کے خلاف کیا،لہذاافعال عامہ وخاصہ دونوں نکال سکتے ہیں،اگرترجمہ کی رعایت کرتے ہوئے فعل نکالاجائے توبہت ہی مناسب ہے۔

افعال عامہ چارہیں۔

افعال عامہ چہاراست نزداہل عقول کون است وجوداست ثبوت است وحصول

استقرار کوبھی انہیں میں شمار کرتے ہیں۔

ظرف لغو:اسے کہتے ہیں جس کا متعلق افعال عامہ سے نہ آسکے،بالفاظ دیگرجس کا متعلق لفظوں میں موجود ہو۔ظرف مستقر کومستقراس لئے کہتے ہیں کہ جارمجروراس میں اپنے متعلق کے قائم مقام ہوتے ہیں اوراستقرار پکڑتے ہیں،بعض علماءفرماتے ہیں کہ اسے ظرف مستقر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ضمیرہوتی ہے،مثلاً:زَیْدٌ فِی الدَّارِ أی: زَیْدٌ ثَبَتَ فِی الدَّارِ.''ثبت''میں ایک ضمیرہے جوزید کی طرف لوٹ رہی ہے،اورپھراس ضمیرنے ''ثَبَتَ'' سے منتقل ہوکرظرف میں قرارپکڑاہے،اوریہ ظرف''ثَبَتَ'' کا قائم مقام بن کراس ضمیرکورفع دے رہاہے۔
اورلغوکولغواس لئے کہتے ہیں کہ اس میں جارمجروراپنے متعلق کے قائم مقام نہیں ہوسکتے،کیونکہ وہ لفظوں میں موجود ہوتا ہے،لہذاان کاکام باطل اورلغوہوجاتاہے،لہذااسے لغوکہتے ہیں،دوسری وجہ یہ کہ ان میں ضمیرنہیں ہوتی کہ وہ استقرار حاصل کرلے،لہذایہ لغوہیں۔

دوم حروف مشبہ بہ فعل وآں شش است: اِنَّ واَنَّ و کَأَنَّ ولٰكِنَّ ولَيْتَ ولَعَلَّ. ایں حروف را اسمے باید منصوب وخبرے مرفوع چوں: اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ(۱). زید را اسمِ اِنَّ گویند وقائمٌ را خبر اِنَّ. بدانکہ اِنَّ

(دوم حروف مشبہ بہ......الخ) یہ کل چھ ہیں۔

ان با اَن کان لیت لکن لعل ناصب اسمند ورافع در خبر ضد ما ولا

ان کو مشبہ بالفعل اس لئے کہتے ہیں کہ معناً، وزناً، عملاً ان کی مشابہت فعل کے ساتھ ہوتی ہے۔

مشابہت معنوی: ''اِنَّ اَنَّ'' بمعنی حَقَّقت، ''کَاَنَّ'' بمعنی شَبَّهْتُ، ''لٰکِنَّ'' بمعنی اِسْتَدْرَکْتُ، ''لیت'' بمعنی تَمَنَّیْتُ، ''لعل'' بمعنی تَرَجَّیْتُ.

مشابہت لفظی: ''اِنَّ'' بروزن ''فِرَّ''، ''اَنَّ'' بروزن ''مَدَّ''، ''کَاَنَّ'' بروزن ''ضَرَبْنَ''، ''لٰکِنَّ'' بروزن ''ضَارِبْنَ''، ''لَیْتَ'' بروزن ''لَیْسَ''، ''لَعَلَّ'' بروزن ''فَتَنَّ''.

مشابہت عملی: فعل متعدی کے بعد بھی دو اسم آتے ہیں ایک مرفوع اور دوسرا منصوب ہوتا ہے، اسی طرح حروف مشبہ بالفعل کے بعد دو اسم آتے ہیں ایک منصوب اور دوسرا مرفوع ہوتا ہے۔ ترتیب اس لئے تبدیل ہے کہ اصل وفرع میں فرق باقی رہے۔ کبھی دونوں اسم مرفوع ہوتے ہیں: اِنَّ زیدٌ منطلقٌ. اور کبھی دونوں منصوب ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ سَبْعِیْنَ خَرِیْفاً. ''قعر'' اسم ''اِنَّ'' اور ''سبعین'' خبر دونوں منصوب ہیں۔

اِنَّ واَنَّ میں فرق: ''اَنَّ'' جملے کو مصدر کی تاویل میں کرتا ہے، اس وجہ سے یہ اپنے اسم وخبر سے مل کر عموماً مبتدا، فاعل، خبر واقع ہوتا ہے بخلاف ''اِنَّ'' کے کہ وہ جملے کے معنی کو متغیر نہیں کرتا۔ قبیلہ بنو تمیم ''اَنَّ'' کے ہمزہ کو عین کے ساتھ تبدیل کر کے ''عَنَّ'' پڑھتے ہیں لیکن اس وقت بھی مشبہ بالفعل رہے گا۔ اَشْهَدُ عَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللهِ.

فائدہ: اِنَّ کہاں اور اَنَّ کہاں پڑھیں گے۔

اِنَّ را در چار جا مکسور خواں ابتداء بعد قول قسم داں
چوں در آید در خبر او لام نیز دائمش مکسور خوانی اے عزیز
اَنَّ را در پنج جا مفتوح خواں بعد علم وبعد ظن ودرمیاں
بعد لولا بعد لو تحقیق داں تا نہ یفتی ہیچ جا در سہو آں

(۱) اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ: بے شک زید کھڑا ہے یا ہوگا۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل مبنی بر فتح، زیداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم، قائم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر ــــ ''ھُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم اِنَّ، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

واَنَّ حروف تحقیق است وکَاَنَّ حرف تشبیہ ولٰکِنَّ حرف استدراک ولَیْتَ حرف تمنی ولَعَلَّ حرف ترجی.

''اِنَّ'' کو چار جگہ مکسور پڑھیں گے:

1. ابتداء میں جیسے: اِنَّا اَنْزَلْنَاہ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْر.
2. قول یعنی قال یقول کے بعد جیسے: قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ.
3. قسم کے بعد جیسے: وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ.
4. جب اس کی خبر پر لام داخل ہو جیسے: وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہ.

اور پانچ جگہ ''اَنَّ'' پڑھیں گے:

1. باب علم یعلم کے بعد جیسے: واعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ.
2. ظن یظن کے بعد جیسے: اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُلٰقُوْ رَبِّھِمْ.
3. درمیان میں اس میں فاعل، مفعول، مبتدا وغیرہ سب داخل ہیں جیسے: بَلَغَنِیْ اَنَّکَ قَائِمٌ، عَرَفْتُ اَنَّکَ قَائِمٌ، عِنْدِیْ اَنَّکِ قَائِمٌ.
4. لولا کے بعد جیسے: لَوْلَا اَنَّہ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْن ۵-لو کے بعد جیسے: لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً.

''لعل'' کو کبھی مُتَرَجِّیاً کے معنی میں لے کر حال بناتے ہیں: یَااَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن. الناس ذوالحال اور ''لعلکم'' مترجیا کے معنی میں حال ہے۔

اِنَّ اَنَّ، کاَنَّ کی تشدید ختم کر کے انہیں مخفف بناتے ہیں، تخفیف کی صورت میں ''اِنَّ'' کا عمل بہت قلیل ہوتا ہے، راجح یہی ہے کہ عمل نہیں کرتا، عمل کرنا کالمعدوم ہے: وَاِنْ کُلًّا لَمَّا لَیُوَفِّیَنَّھُمْ میں باوجود تخفیف کے عمل کیا ہے۔ تخفیف کی صورت میں ''اِن'' نافیہ اور ''اِن'' مخفف من المثقل میں اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے، فرق اس طرح ہوتا ہے کہ ''اِن'' مخفف من المثقل کا مدخول افعال ناسخہ میں سے ہوگا (یعنی افعال ناقصہ وافعال مقاربہ) اس کی خبر پر لام داخل ہوتا ہے جیسے: وَاِنْ کَانَتْ لَکَبِیْرَۃً، وَاِنْ کَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُبِیْن، وَاِنْ وَجَدْنَا اَکْثَرَھُمْ لَفٰسِقِیْن، وَاِنْ یَکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ. البتہ ''اَن'' کا عمل تخفیف کی صورت میں واجب ہوتا ہے، لیکن وہ ضمیر شان میں عمل کرتا ہے اور وہ محذوف ہوتی ہے، اسے ''اَن'' کا اسم کہتے ہیں اور خبر جملہ ہوتا ہے یا تو جملہ فعلیہ ہوگا یا اسمیہ، اگر خبر جملہ اسمیہ ہو تو پھر ''اَن'' اور اس کی خبر میں فاصلہ لانے کی ضرورت نہیں جیسے: وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن. اگر خبر جملہ فعلیہ ہو تو وہ فعل متصرف ہوگا یا غیر متصرف، اگر فعل غیر متصرف ہو تو فاصلہ لانے کی ضرورت نہیں

جیسے: وَاَنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى، وَاَنْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ. اگر خبر فعلِ متصرف ہو تو پھر یا از قبیل دعا، بدعا ہوگا یا نہیں، اگر دعا، بدعا کے قبیل سے ہو تب بھی فاصلہ لانے کی ضرورت نہیں، دعا جیسے: فَلَمَّا نُوْدِيَ اَنْ بُوْرِكَ ، بدعا جیسے: وَالْخَامِسَةَ اَنْ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ، اگر فعل متصرف دعا بدعا کے قبیل سے نہ ہو تو پھر ''اَنْ'' اور اس کی خبر میں پانچ طریقوں سے فاصلہ لانا ضروری ہے۔

1. قد کے ساتھ جیسے: وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِيْنَ.
2. حروف تنفیس (سین وسوف) سے جیسے: عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى، سوف جیسے

وَاعْلَمْ عِلْمُ الْمَرْءِ يَنْفَعُهُ اَنْ سَوْفَ يَأْتِيْ كُلُّ مَا قُدِّرَا

3. حروف نفی (لن، لا، لم) سے جیسے: اَيَحْسَبُ اَنْ لَنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ، اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا، اَيَحْسَبُ اَنْ لَمْ يَرَهُ اَحَدٌ.
4. لو سے جیسے: وَاَنْ لَوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ.
5. شرط سے جیسے: اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ.

اسی طرح کبھی ''کانّ'' میں تخفیف کرتے ہیں تب بھی یہ واجب العمل ہوتا ہے، لیکن اس کا اسم محذوف ہوتا ہے جیسے: كَاَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ. ''لٰكِنَّ'' میں جب تخفیف کریں تو صحیح قول کے مطابق یہ عمل نہیں کرتا بلکہ مہمل ہوتا ہے جیسے ایک قرأت میں ہے: لٰكِنِ اللّٰهُ قَتَلَهُمْ.

فائدہ: اگر حروف مشبہ بالفعل پر ''ما'' کافہ داخل ہو یعنی ان کے بعد ''ما'' کافہ آجائے تو ان کا عمل ختم ہو جاتا ہے، اس وقت یہ اسم وفعل دونوں پر داخل ہوتے ہیں جیسے: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ، اسم پر داخل ہونے کی مثال: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ، اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ.

فائدہ: بسا اوقات یہ حروف ما موصولہ پر داخل ہوتے ہیں، اس وقت ان کی صورت ظاہراً اس طرح معلوم ہوتی ہے جیسے کہ ''ما'' کافہ پر داخل ہیں، حقیقت میں وہ ''ما'' کافہ نہیں ہوتا بلکہ ''ما'' موصولہ ہوتا ہے، اس میں احتیاط کرنی چاہیے جیسے: اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ، اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سَاحِرٍ، کبھی ''اَنّ'' پر کاف جارہ داخل ہوتا ہے، اس وقت درمیان میں ''ما'' کافہ لاتے ہیں تاکہ ''کاَنّ'' اور اس میں امتیاز رہے چنانچہ ''كَمَا اَنَّ'' کہتے ہیں۔ اسی طرح ''اَنَّ يَئِنُّ'' بمعنی رونا سے فعل ماضی ''اَنَّ'' آتا ہے اس میں بھی احتیاط کرنی چاہیے جیسے: اَنَّ زَيْدٌ كَرِيْمٌ.

سوم ماولا المشبھتان بلیس وآں عمل لَیْسَ کنند چنانچہ گوئی: مَا زَیْدٌ قَائِماً (۱). زَیدٌ اسم ما است وقَائِماً خبر او.

(سوم ماولا المشبھتان......الخ) ماولا کو مشبہ بلیس اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عمل میں لیس کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں، جس طرح لیس اپنے اسم کو مرفوع اور خبر کو منصوب بناتا ہے، اسی طرح یہ بھی اسم کو مرفوع اور خبر کو منصوب بناتے ہیں۔ ما کے عمل کے لئے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے:

1. ما کا اسم مقدم اور خبر مؤخر ہو جیسے: ما زیدٌ قائماً، اس کے برخلاف عمل نہیں کرتا۔
2. ''ما'' کے بعد ''اِن'' نافیہ نہ ہو، اگر ہو تو اس کا عمل باطل ہو جائے گا جیسے: ما اِنْ زیدٌ قائمٌ.
3. ''ما'' کی خبر پر ''اِلا'' داخل نہ ہو، ورنہ عمل نہیں کرے گا جیسے: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ.
4. ''ما'' کی خبر کا معمول اس کے اسم پر مقدم نہ ہو، ورنہ عمل باطل ہو جائے گا جیسے: مَا طَعَامَكَ زَيْدٌ آكِلٌ. البتہ جب وہ معمولِ مقدم ظرف ہو تو اس کا عمل برقرار رہے گا جیسے: مَا عِنْدَكَ زَيْدٌ قَائِمًا.

''لا'' کے عمل کے لئے مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کے اسم و خبر نکرہ ہوں۔

ماولا کی خصوصیات

''ما'' کی خصوصیت یہ ہے کہ اسم معرفہ ہو یا نکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے، اور ''لا'' صرف اسم نکرہ پر داخل ہوتا ہے۔ ''اِن'' نافیہ بھی انہیں میں سے ہے اور ''ما'' و''لا'' والا عمل کرتا ہے، اس کے عمل کے لئے بھی ''لا'' والی شرائط ہیں لیکن ''ما'' کی طرح معرفہ و نکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول: اِنْ اَحَدٌ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرِىْ. اور ایک قرأت میں ہے: اِنِ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِه عِبَاداً اَمْثَالُكُمْ. یہ ''اِن'' اسم پر داخل ہوتا ہے اور ایک ''اِنْ'' اور ہوتا ہے جو فعل پر داخل ہوتا ہے جیسے: قُلْ اِنْ اَدْرِىْ اَقَرِيْبٌ اَم بَعِيْدٌ مَاتُوْعَدُوْنَ. ''اِنْ'' نافیہ اسمیہ کے بعد جب کلمہ استثنائیہ آجائے تو اس کا عمل باطل ہو جاتا ہے جیسے: وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ، اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ، وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا.

''لات'' یہ بھی حروف مشبہ بلیس میں سے ہے، اس میں اصل کلمہ ''لا'' ہے، ''تا'' مبالغہ کے لئے ہے لیکن اس

---

(۱) مَا زَيْدٌ قَائِمًا: زید کھڑا نہیں ہے۔ ما مشبہ بلیس مبنی بر سکون، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، قائماً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ''ھُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

چہارم لائے نفی جنس اسم ایں لا اکثر مضاف باشد منصوب چوں: لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيْفٌ فِي الدَّارِ(۱)، واگر نکرۂ مفردہ باشد مبنی باشد بر فتح چوں: لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ(۲) ،واگر بعد او معرفہ

کی شرط ہے کہ اس کا معمول ظرف ہو مثلاً: حین، الساعة، الأوان وغیرہ، اس کا اسم عام طور پر محذوف ہوتا ہے جیسے: فَنَادَوا وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ .أی: لَاتَ الْحِيْنُ حِيْنَ مَنَاصٍ.

(**چہارم لائے نفی جنس ......الخ**) لائے نفی جنس دو اسموں پر داخل ہوتا ہے، لا جنس کی نفی نہیں کرتا بلکہ جنس کی صفت کی نفی کرتا ہے، ابتداء اس کی دو صورتیں ہیں: ۱-لائے نافیہ مؤثرہ ۲-لائے نافیہ غیر مؤثرہ

لائے نافیہ مؤثرہ: اس کا عمل نفی میں ظاہر ہوگا یا نص، اگر ظاہر ہو تو لا مشبہ بلیس ہے، اگر عمل نص ہو تو لائے نفی جنس ہے، نص کا مطلب: ما سِيْقَ الْكَلَامُ لِأَجْلِهِ ہے اور ظاہر کہتے ہیں: ما يكون مرادُه ظاهرًا للسامع بنفس السَّماعِ من غير تأملٍ. مثال سے بات اس طرح واضح ہوتی ہے کہ جب لا مشبہ بلیس ہو تو اس کا عمل ظاہر ہوگا کہ نفی کو اس کی وجہ سے نہیں چلایا گیا مثلاً: جب لا رَجُلُ فِي الدَّارِ کہا تو اس کے بعد بَلْ رَجُلَانِ اَوْ رِجَالٌ کہنا جائز ہے کیونکہ ''لا'' کے ذریعے جنس کی نفی نہیں ہوئی بلکہ فردیت کی نفی ہوئی اور اب اثبات تعدد ہے اور دونوں میں کوئی تضاد نہیں بخلاف لائے نفی جنس کے کہ وہ نفی میں نص کا درجہ رکھتا ہے، اس میں لا رجلَ فی الدار کہنے کے بعد بَلْ رَجُلَانِ اَوْ رِجَالٌ کہنا جائز نہیں کیونکہ جب پہلے جنس کی نفی ہوگئی تو اب تعدد ثابت کرنا درست نہیں ورنہ دونوں میں تضاد ہوگا۔

لائے نفی جنس کے اسم کی چار صورتیں ہیں: ۱-مفرد منکر غیر مکرر یعنی مفرد اور نکرہ ہو اور مکرر بھی نہ ہو۔

---

(۱) لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيْفٌ فِي الدَّارِ: کوئی غلام کسی مرد کا ایسا نہیں جو زیرک بھی اور میرے گھر میں بھی۔ لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون، غُلام مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، رَجُل مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر اسم، ظَرِيْف مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفتِ مشبہ صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ''هُوَ'' فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسمِ لا، صفتِ مشبہ اپنے فاعل سے مل کر خبرِ اول، فی حرف جار مبنی بر سکون الدَّار مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہو ثابت مقدر کا، ثابت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ''هُوَ'' فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر ثانی، لائے نفی جنس اپنے اسم اور دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ: کوئی مرد گھر میں نہیں۔ لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون، رَجُل نکرۂ مفردہ مبنی بر فتح منصوب محلاً اسم، فی حرف جار مبنی بر سکون، الدَّار مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا ثابت مقدر کا، ثابت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ''هُوَ'' فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

باشد تکرار لا با معرفہ دیگر لازم باشد، ولا ملغیٰ باشد یعنی عمل نکند، وآں معرفہ مرفوع باشد بابتدا چوں: لَا زَيْدٌ عِنْدِيْ وَلَا عَمْرٌو(۱)، واگر بعد آں لا نکرہ مفرد باشد مکرر با نکرۂ دیگر درو پنج وجہ رواست

۲-مفرد منکر مکرر یعنی مفرد اور نکرہ ہونے کے ساتھ ساتھ مکرر بھی ہو۔

۳-مضاف ۴-شبہ مضاف۔

یہاں مفرد مضاف اور شبہ مضاف کے مقابلے میں ہے۔پہلی دونوں صورتوں میں لائے نفی جنس کا اسم تضمن حرفی کی وجہ سے مبنی ہوگا کیونکہ لَا رَجُلَ فِيْ الدَّارِ دراصل لَامِنْ رَجُلٍ فِيْ الدَّارِ تھا،''رجل'' متضمن حرف ہے لہذا مبنی ہے، آخری دو صورتوں میں معرب منصوب ہوگا،مضاف جیسے:لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ،شبہ مضاف جیسے:لاطالعاً جبلاً موجودٌ ،اگر چہ''من''محذوف یہاں بھی موجود ہے لیکن اس کے باوجود یہ مبنی نہیں کہلائیں گے کیونکہ اضافت اخص خواص المعرب ہے۔شبہ مضاف اس اسم کو کہتے ہیں جس کا معنی دوسرے اسم کو ملائے بغیر سمجھ نہ آئے۔

لائے نافیہ غیر مؤثرہ: جو عمل نہ کرے جیسے:لَا زَيْدٌ وَلَا عَمْرٌو.

لائے نفی جنس کی سات شرطیں ہیں:

۱-لا اصلی ہو زائدہ نہ ہو۔
۲-نفی جنس کے لئے ہو نفی واحد کے لئے نہ ہو۔
۳-نفی جنس میں نص ہو ظاہر نہ ہو۔
۴-لا پر حرف جر داخل نہ ہو۔
۵-لا کا اسم اس کے ساتھ متصل ہو۔
۶-اسم نکرہ ہو۔
۷-اس کی خبر نکرہ ہو۔

اگر لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو تو عمل نہیں کرے گا بلکہ ملغیٰ عن العمل ہوگا،اس صورت میں''لا''اور معرفہ تکرار

(۱)لَا زَيْدٌ عِنْدِيْ وَلَا عَمْرٌو : نہ زید میرے پاس ہے نہ عمرو۔لا برائے نفی جنس ملغی عن العمل مبنی بر سکون،زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ،لا زائدہ برائے تاکید نفی مبنی بر سکون،واو حرف عطف مبنی بر فتح،عمرٌو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا،عِندَ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرہ موجودہ حرکت مناسبت،''ی''ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون،مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابتان مقدر کا،ثابتان مثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر اسم،ضمیر مستتر معبر۔''ھُمَا''جس میں''ھا''ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا،میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامت تثنیہ مبنی بر سکون،اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر،مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

چوں: لَاحَولَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ(۱)،لَا حَولَ وَلَاقُوَّةً اِلَّا بِاللّٰه(۲)،وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا

سے آئیں گے جیسے: لا زیدٌ عندی ولا عمرٌو، اگر لائے نفی جنس پر ہمزہ استفہام داخل ہوتب بھی عمل کرتا ہے جیسے: اَلارجلَ فی الدّارِ، اَلاغلامَ فیھا، لائے نفی جنس کا اسم نکرہ مکررہ ہوتو اس کی پانچ صورتیں ہیں جیسے: لا حولَ ولا قوۃَ إلا باللّٰہ.

(۱) دونوں لانفی جنس کے ہوں، اس صورت میں ان کا اسم مبنی برفتحہ ہوگا: لَاحَولَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، تقدیری عبارت یوں ہوگی: لا حولَ عَنِ المَعْصِیَةِ ثَابِتٌ لأحدٍ إلا باللّٰہِ، ولاقُوَّةَ عَلَی الطَّاعَةِ ثَابِتَةٌ لأحدٍ إلا باللّٰہِ. عن المعصیة حول مصدر کے ساتھ متعلق، لأحد مستثنیٰ منہ ''اِلا'' حرف استثناء، باللّٰہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ سے مل کر متعلق ہوا ثابت کے ساتھ اور ثابت خبر ''لا''۔ اگر اسے ایک جملہ مانیں تو تقدیر یوں ہوگی: لاحولَ ولا قُوَّةَ ثَابِتَانِ لأحدٍ إلا بِاللّٰہِ.

(۲) دونوں مرفوع ہوں اور لا زائدہ ہوں: لاحولٌ ولاقوۃٌ إلا باللّٰہِ، دو جملے مانیں اور عطف الجملہ علی الجملہ کریں تو دونوں مبتدا خبر بنیں گے، اگر لا کو مشبہ بلیس کے معنی میں لیں تو اس کے اسم بنیں گے لیکن یہ ضعیف ہے۔

(۱) لَاحَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ: گناہوں سے بچنے کی طاقت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے اور طاعت کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون، حَولَ نکرۂ مفرد مبنی بر فتح منصوب محلا اسم، اِلَّا بِاللّٰہِ مقدر جس میں اِلَّا حرف استثنا مبنی بر سکون، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہو مَوْجُوْدٌ مقدر کا، مَوْجُوْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ''ھُوَ'' نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واو حرف عطف مبنی بر فتح، لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون، قُوَّةَ نکرۂ مفرد مبنی بر فتح منصوب محلا اسم لا، اِلَّا حرف استثنا مبنی بر سکون، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہو مَوْجُوْدَةٌ مقدر کا، مَوْجُوْدَةٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول صیغہ واحد مؤنث، ضمیر مستتر معبر بہ ''ھِیَ'' نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم لا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ۔

(۲) لَا حَولَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰهِ: لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون، حَولَ نکرۂ مفرد مبنی بر فتح منصوب محلا معطوف علیہ، واو حرف عطف مبنی بر فتح، لا زائدہ برائے تاکید نفی مبنی بر سکون قُوَّةً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا معطوف حول پر باعتبار محل قریب، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم لا، اِلَّا حرف استثنا مبنی بر سکون، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہو مَوْجُوْدَانِ مقدر کا، مَوْجُوْدَانِ مثنیٰ مرفوع بالالف اسم مفعول صیغہ تثنیہ مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ''ھُمَا'' جس میں ''ھا'' ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسم لا، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامت تثنیہ مبنی بر سکون، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

بِاللّٰهِ(۱)، وَلَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ(۲)، وَلَا حَوْلٌ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ(۳).

❸ اسم اول مبنی برفتحہ ہو اور لانفی جنس کا ہو اور اسم ثانی مرفوع ہو اور لازائدہ ہو، جیسے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ. لاقوۃ کا عطف لاحول کے محل بعید پر ہے اسی لئے قوۃ مرفوع ہے، اگر دو جملے مانیں تو پھر تقدیری عبارت: لَا حَولَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ ثَابِتٌ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا قُوَّةٌ عَلَى الطَّاعَةِ ثَابِتَةٌ لِاَحَدٍ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰهِ، عطف المفرد علی المفرد کی صورت میں عبارت یوں ہوگی: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ ثَابِتَانِ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰهِ.

❹ اسم اول مرفوع ہو اور ''لا'' مشبہ بلیس ہو اور اسم ثانی مبنی برفتحہ ہو اور ''لا'' نفی جنس کا ہو: لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، اس میں عطف الجملہ علی الجملہ جائز ہے کہ لَا حَوْلٌ عَنِ الْمَعْصِيَةِ ثَابِتاً لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَاقُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ ثَابِتَةٌ

---

(۱) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ: لا برائے نفی جنس مبنی برسکون، حَوْلَ نکرہ مفرد مبنی برفتح منصوب باعتبار محل قریب اسم لا مرفوع باعتبار محل بعید مبتدا معطوف علیہ، اِلَّا بِاللّٰهِ مقدر جس میں اِلَّا حرف استثنا مبنی برسکون، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور مل کر مستثنی مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہو مَوْجُوْدٌ مقدر کا، مَوْجُوْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب — ''هُوَ'' نائب فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے اسم لا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر لا معطوف علیہ۔ واو حرف عطف مبنی برفتح، لا برائے نفی غیر عامل لفظا، قُوَّةٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف بر مبتدا، اِلَّا حرف استثنا مبنی برسکون، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور مل کر مستثنی مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہو مَوْجُوْدَةٌ مقدر کا، مَوْجُوْدَةٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول صیغہ واحد مؤنث، ضمیر مستتر معرب — ''هِيَ'' نائب فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے مبتدا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر معطوف بر خبر لا، لائے نفی جنس کا اسم اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰهِ: لا برائے نفی جنس مبنی برسکون ملغی عن العمل، حَوْلٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف علیہ، واو حرف عطف مبنی برفتح، لازائدہ، قُوَّةٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا، اِلَّا حرف استثنا مبنی بر سکون، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور مل کر مستثنی مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا مَوْجُوْدَانِ مقدر کا، مَوْجُوْدَانِ مثنی مرفوع بالف اسم مفعول صیغہ تثنیہ مذکر، ضمیر مستتر معرب ''هُمَا'' جس میں ''ها'' ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، میم حرف عماد مبنی برفتح، الف علامت تثنیہ مبنی برسکون اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ: لا مشابہ بلیس مبنی برسکون، حَوْلٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم لا، اِلَّا بِاللّٰهِ مقدر جس میں اِلَّا حرف استثنا مبنی برسکون، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور مل کر مستثنی مفرغ ہو کر ظرف مستقر ہوا مَوْجُوْدًا مقدر کا، مَوْجُوْدًا مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب — ''هُوَ'' نائب فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے اسم لا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، لا مشابہ بلیس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واو حرف عطف مبنی برفتح، =

قسم پنجم از حروف عاملہ: پنجم حروفِ ندا، وآں پنج است :یَا وَ اَیَا وھَیَا واَیْ وہمزۂ مفتوحہ، وایں حروف منادیٰ مضاف را نصب کنند چوں :یَاعَبْدَاللّٰہِ(۱)، ومشابہ مضاف راچوں :یَاطَالِعاً جَبَلاً(۲)،

اِلَّابِـاللّٰہِ لیکن عطف المفرد علی المفرد جائز نہیں، کیونکہ ''لا'' اول مشبہ بلیس ہے، اس کی خبر منصوب ہوتی ہے اور ''لا'' ثانی نفی جنس کا اس کی خبر مرفوع ہوگی، اگر لَاحَوْلٌ وَلَاقُوَّۃَ ثَابِتَانِ کہیں پھر بھی درست نہیں، ''ثَابِتَیْنِ'' کہیں پھر بھی درست نہیں اور دونوں کی ایک خبر آ نہیں سکتی، کیونکہ اس میں تضاد ہے، لہٰذا عطف المفرد علی المفرد اس صورت میں درست نہیں۔

❺ اسم اول مبنی بر فتحہ ہو اور ''لا'' نفی جنس کا ہو اور اسم ثانی منصوب منون ہو اور ''لا'' زائدہ تاکید نفی کے لئے ہو اور اس کا عطف ''حَوْلَ'' کے لفظ پر ہو: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃً اِلَّابِاللّٰہِ.

(**پنجم حروفِ ندا......الخ**) حروفِ ندا: حروف عاملہ کی پانچویں قسم حروفِ ندا ہیں۔ ندا لغت میں آواز دینے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ''کسی کی توجہ کو اس حرف کے ذریعے طلب کرنا جو ''اُدْعُوْ'' کا قائم مقام ہو''، ملفوظ ہو یا مقدر جیسے :یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا أی :یَایُوْسُفُ. حروفِ ندا پانچ ہیں :یَا، اَیَا، ھَیَا، اَیْ، اَ. علامہ سیبویہ کے نزدیک مفعول کو ''اُدْعُوْ'' نصب دیتا ہے اور حروفِ ندا اس کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ جبکہ مبرد کے قول کے مطابق یہ حروف خود عمل کرتے ہیں اور ان میں ضمیر نکالی جائے گی کیونکہ یہ صرف فعلِ محذوف کے قائم مقام ہیں نہ کہ فعل مع فاعل کے۔ ابوعلی فارسی کے نزدیک حروفِ ندا اسم فعل بمعنی ''اُدْعُـــــوْ کَــــذَا'' ہیں۔ مصنف نے یہاں مبرد کے مذہب کو بیان کیا لیکن سیبویہ کا مذہب

= لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون قُوَّۃَ نکرۂ مفردہ مبنی بر فتح منصوب محلا اسمِ لا، اِلَّا حرفِ استثنا مبنی بر سکون، ''با'' حرفِ جار مبنی بر کسر، اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرفِ مستقر ہوا مَوْجُوْدَۃٌ مقدر کا، مَوْجُوْدَۃٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسمِ مفعول صیغہ واحد مؤنث، ضمیر مستتر معبر بــ ''ھِیَ'' نائب فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے اسمِ لا، اسمِ مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرفِ مستقر سے مل کر خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ۔

(۱) یَا عَبْدَ اللّٰہِ : اے بندۂ خدا۔ یا حرفِ ندا مبنی بر سکون قائم مقام اُدْعُوْ، اُدْعُوْ مفرد معتل واوی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بــ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، عَبْدَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مضاف، لفظِ اللہ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر منادیٰ مضاف مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۲) یَـاطَـالِعًـا جَبَلاً: اے پہاڑ پر چڑھنے والے۔ یا حرفِ ندا مبنی بر سکون قائم مقام اُدْعُوْ، اُدْعُوْ مفرد معتل واوی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بــ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، طَالِعًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا اسمِ فاعل، ضمیر مستتر معبر بــ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، جَبَلًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر منادیٰ مشابہ بمضاف مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

ونکرۂ غیر معین را، چنانکہ اعمیٰ گوید "یَارَجُلاً خُذْ بِیَدِیْ" (۱). ومنادیٰ مفرد معرفہ مبنی باشد بر علامتِ رفع چوں: یَازَیْدُ (۲) ویَازَیْدَانِ (۳) ویَامُسْلِمُوْنَ (۴) ویَامُوْسیٰ (۵) ویَاقَاضِی (۶). بدانکہ اعمیٰ

مختار ہے۔ حروف ندا منادی مفرد معرفہ کو رفع دیتے ہیں، منادیٰ ندا سے قبل ہی معرفہ ہو جیسے: یَازَیدُ، یَازَیدَانِ، یازیدون. یاندا کے بعد جیسے: یَارَجُلُ، یَاجِبَالُ أوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ.

یہاں مفرد مضاف اور شبہ مضاف کے مقابلے میں ہے۔ منادیٰ اگر مضاف یا شبہ مضاف ہو تو اسے نصب دیتے ہیں۔ شبہ مضاف اس اسم کو کہتے ہیں کہ "اس کے بعد ایسی چیز واقع ہوا جو اسے مکمل کر دے"۔ مضاف وشبہ مضاف میں عموم ہے، خواہ دونوں معرفہ ہوں جیسے: یَاعَبْدَاللهِ، یَاغُلَامَ رَجُلٍ، یَاطَالِعًا جَبَلاً، یَاالظَّرِیفَ ظَرِیفًا.

شبہ مضاف کی چار قسمیں ہیں: ۱- مابعد میں عامل ہو جیسے: یَاطَالِعًا جَبَلاً ۲- معطوف معطوف علیہ کی صورت میں ہو بشرطیکہ اسمِ واحد کی حیثیت رکھے جیسے: یَاثَلَاثَةً وَثَلَاثِیْنَ ۳- موصوف بجملہ ہو یعنی جملہ اس کی صفت واقع

---

(۱) یَارَجُلاً خُذْ بِیَدِیْ: اے مرد! میرا ہاتھ پکڑ۔ یا حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام أدْعُو، أدْعُو مفرد معتل واوی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر "أنا" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، رَجُلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً منادیٰ نکرۂ غیر معین مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ خُذْ امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر "أنتَ" جس میں "أنْ" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، "تَ" علامتِ خطاب مبنی بر فتح، "با" حرف جار زائد مبنی بر کسر، یَد غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم مجرور تقدیراً منصوب محلاً بنا بر مفعولیت "ی" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب ندا۔

(۲) یَازَیْدُ: اے زید۔ یا حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام أدْعُو جس کی ترکیب معلوم، زَیْدُ منادیٰ مفرد معرفہ مبنی بر ضم منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۳) یَازَیْدَانِ: اے دو زید۔ یا حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام أدْعُو جس کی ترکیب معلوم، زَیْدَانِ منادیٰ مفرد معرفہ مبنی بر الف منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۴) یَامُسْلِمُوْنَ: اے مسلمانو! یا حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام أدْعُو جس کی ترکیب معلوم، مُسْلِمُوْنَ منادیٰ مفرد معرفہ مبنی بر واؤ منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۵) یَامُوْسیٰ: اے موسیٰ۔ یا حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام أدْعُو جس کی ترکیب معلوم، مُوْسیٰ منادیٰ مفرد معرفہ مبنی بر ضم مقدر منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۶) یَاقَاضِیْ: اے قاضی۔ یا حرف ندا مبنی بر سکون قائم مقام أدْعُو جس کی ترکیب معلوم، قَاضِی منادیٰ مفرد معرفہ مبنی بر ضم مقدر منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

وہمزہ برائے نزدیک است وأیا وھیا برائے دور ویا عام است۔

ہو جیسے: یَاحَلِیْمًالَاتَعْجَلُ ۴-موصوف بظرف ہو جیسے: اَلَا یَانَخْلَۃً مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ۔

فائدہ: منادیٰ مبنی علیٰ علامت الرفع کو مفتوح پڑھنے کی آٹھ شرطیں ہیں: ۱-مفرد ہو، ۲-علم ہو، ۳-موصوف ہو، ۴-ابن ابنۃ کے ساتھ موصوف ہو، ۵-ابن وابنۃ مضاف ہو دوسرے علم کی طرف، ۶-ابن وابنۃ موصوف کے ساتھ متصل ہو ۷-بُنُوّتِ حقیقہ ہو، ۸-اعراب لفظی ہو جیسے:

یَاطَلْحَۃَ بْنَ عُبَیْدِاللّٰہِ قَدْ وَجَبَتْ لَکَ الْجِنَانُ وَبُوِّئْتَ الْمَھَا الْعِیْنَا

منادیٰ مضاف وشبہ مضاف جیسے: یاعبدَاللّٰہِ، یا طالعاً جبلاً، نکرہ غیر معین کو بھی نصب دیتے ہیں جیسے کوئی نابینا آدمی کہے: یا رجلاً خُذْ بِیَدِی۔

فائدہ: منادیٰ مفرد معرفہ تو مبنی ہے لیکن باقی اقسام جو کہ مضاف کی ہیں وہ معرب ہیں کیونکہ مضاف اخص خواص المعرب ہے۔ منادیٰ مفرد معرفہ اس لئے مبنی ہے کہ یَا زیدُ "اُدعُوكَ" کے معنی میں ہے اور "کاف" اسمی "کاف" حرفی کے ساتھ شبہ وضعی میں مشابہت رکھنے کی وجہ سے مبنی ہے، لہذا جو اس کی جگہ آئیگا وہ بھی مبنی ہوگا۔

فائدہ: حروف ندا کبھی تحسیر (حسرت) کے لئے ہوتے ہیں، اس وقت اسم کی خصوصیت نہیں ہوتی حروف پر بھی داخل ہوتے ہیں جیسے: یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا۔ حروف ندا کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ضمائر پر داخل نہیں ہوتے۔ صوفیاء کرام جو ورد کرتے ہیں "یَا ھُو" تو وہ کہتے ہیں کہ جب "ھُوَ" پر "یا" داخل ہوئی تو یہ ضمیریت سے نکل گیا اور باری تعالیٰ کا نام بن گیا، لہذا "یاھو" کہنا درست ہے۔

فائدہ: ندا میں منادیٰ کا موجود ہونا ضروری نہیں بلکہ استحضار ذہنی بھی کافی ہے جیسے: قعدہ میں کہتے ہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اسے تنزیل الغائب بمنزلۃ الحاضر سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ ندا کبھی اظہار طلب کے لئے اور کبھی اظہار شوق کے لئے ہوتی ہے۔

"ای" اور ہمزہ مفتوحہ قریب کے لئے، "اَیَا، ھَیَا" بعید کے لئے اور "یا" عام ہے قریب وبعید دونوں کے لئے۔ یا اللہ میں لفظ اللہ کا ہمزہ قطعی ہے، اسے گرانا جائز نہیں بلکہ اثبات ضروری ہے۔ لفظ "فُلَانٌ اور فُلَانَۃٌ" اگرچہ علم نہیں لیکن ان پر علم والے احکام (فتحہ وغیرہ) جاری ہوتے ہیں جیسے: یافلانُ بنُ فلانٍ، یا فُلَانَۃُ بِنْتُ فُلَانَۃَ.

منادیٰ پر کبھی لام استغاثہ داخل ہوتا ہے: یَالَزَیْدٍ، جار مجرور متعلق "اُدْعُوْ"، اور کبھی الف استغاثہ آخر میں آتا ہے جیسے: یازَیْدَاہ، یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہوسکتے۔

فصل دوم در حروف عاملہ در فعلِ مضارع: وآں بر دو قسم است :اوّل حروفیکہ فعلِ مضارع را بنصب کنند، وآں چہار است :اوّل ''اَنْ'' چوں: اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ(۱). ''اَنْ'' با فعل بمعنی مصدر باشد یعنی اُرِیْدُ قِیَامَكَ (۲).وبدیں سبب اورا مصدریہ گویند۔دوم:لَنْ چوں:لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ(۳).''لَنْ''

(فصل دوم در حروف عاملہ......الخ) یہ فصل ان حروف کے بیان میں ہے جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں،اور یہ دو قسم کے حروف ہیں:قسم اول میں وہ حروف ہیں جو فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں اور یہ چار ہیں: اَنْ، لَنْ، کَیْ، اِذَنْ.

اَن: یہ لفظی و معنوی عمل کرتا ہے،معنوی یہ کہ معنی کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اور لفظی یہ کہ پانچ صیغوں کو نصب دیتا ہے اور سات سے نون اعرابی گرا دیتا ہے،فعل کو مصدر کے معنی میں بھی کرتا ہے،اسی لیے اسے ''اَن'' ناصبہ مصدریہ کہتے ہیں۔''اَن'' ناصبہ کے دخول کے بعد تنہا فعل مصدر کے معنی میں نہیں ہوتا بلکہ ''اَن'' اور فعل دونوں کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہوتا ہے۔وجہ یہ ہے کہ اگر تنہا فعل مصدری معنی میں ہو جائے تو ''اَن'' کا دخول اسم پر ہو جائے گا حالانکہ یہ فعل کے خواص سے ہے۔اسے ''مصدریہ'' اسی لئے کہتے ہیں کہ فعل کے ساتھ مل کر مصدری معنی ہوتا ہے۔

سید شریف جرجانی کا قول ہے کہ ''اَن'' ناصبہ اگرچہ فعل مضارع کو مصدر کے معنی میں کرتا ہے لیکن من کل الوجوہ مصدر کے معنی میں نہیں کرتا۔مطلب یہ ہے کہ فعل مضارع اور باقی افعال میں تین چیزیں ہوتی ہیں:زمانہ، نسبت الی الفاعل، معنی حدثی،اور مصدر میں صرف معنی حدثی ہوتا ہے۔اب فعل مضارع کو مصدر کے معنی میں کرنے کا یہ معنی نہیں کہ زمانہ اور نسبت الی الفاعل اس سے خارج ہو گئے بلکہ یہ دونوں اب بھی باقی ہیں۔یہ قاعدہ کہ ''اَن'' فعل کو مصدر کی تاویل

(۱) اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ: میں تمہارے کھڑا ہونے کو چاہتا ہوں۔ اُرِیْدُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، اَن ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون، تَقُوْمَ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَن'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، ''اَن'' موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر تاویلاً مفرد ہو کر مفعول بہ منصوب محلاً، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) اُرِیْدُ قِیَامَكَ: میں تمہارے کھڑا ہونے کو چاہتا ہوں، اُرِیْدُ بترکیب سابق، قِیَام مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مصدر مضاف، کاف ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور باعتبار محل قریب، مرفوع باعتبار محل بعید بنا بر فاعلیت، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) لَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ: ہرگز نہیں نکلے گا زید۔ لَنْ یَخْرُجَ میں لَن حرف ناصب مبنی بر سکون، یَخْرُجَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل اور سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

برائے تاکید نفی است۔ سوم: ''کَیْ'' اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ (۱). چہارم: ''اِذَنْ'' چون: اِذَنْ اُکْرِمَكَ (۲) درجواب کسے کہ گوید اَنَا اٰتِیْكَ غَدًا (۳). وبدانکہ ''اَنْ'' بعد از شش حروف

میں کرتا ہے'' نحویین نے اس لئے وضع کیا کہ ان کے قواعد میں نقض پیدا نہ ہو مثلاً: قاعدہ ہے کہ ''فاعل ہمیشہ مرفوع اور اسم ہوتا ہے''۔ اگر کبھی فعل فاعل بنے تو تاویل کرتے ہیں جیسے: وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا اِذْ جَاءَ هُمُ الْهُدٰى اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا. ''مَنَعَ'' کا فاعل ''اَنْ'' نہیں ہو سکتا کہ حرف ہے اور ''قَالُوْا'' بھی نہیں کہ فعل ہے، لہذا وہ کہتے ہیں کہ ''اَنْ'' نے فعل کو مصدر کی تاویل میں کیا اور مصدر اسم ہوتا ہے ای: مَامَنَعَ النَّاسَ اِلا قولُهم. اسی طرح حروف جارہ کے بارے میں قاعدہ ہے کہ ''اسماء پر داخل ہوتے ہیں'' تو بِاَنْ یُّؤْمِنُوْا جیسی مثالوں میں اگر کہیں کہ ''با'' جارہ ''اَنْ'' پر داخل ہوئی ہے تو صحیح نہیں کہ ایک عامل دوسرے عامل پر داخل ہو اور یہ بھی درست نہیں کہ کہا جائے ''یؤمنوا'' پر داخل ہے کہ وہ فعل ہے، لہذا کہتے ہیں کہ یہ مصدر کی تاویل میں ہے یعنی ''بِاِیْمَانِهِم'' مصدر کی تاویل میں کرنے کا یہی معنی ہے کہ قواعد مسلمہ سالم رہیں ورنہ درحقیقت ''اَنْ'' فعل کو من کل وجوہ مصدر کے معنی میں نہیں کرسکتا۔

''اَنْ'' ناصبہ اس وقت مصدریہ ہوگا جب

❶ مخففہ من المثقلہ نہ ہو، مخففہ من المثقلہ اسے کہتے ہیں جو باب '' عَلِمَ یَعْلَمُ '' اور اس کے ہم معنی ابواب ''حَسِبَ یَحْسَبُ'' وغیرہ کے بعد آئے جیسے: عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى، اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗ اَحَدٌ.

(۱) اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ: میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں۔ اَسْلَمْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ کَیْ حرف ناصب مبنی بر سکون، اَدْخُلَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر ''انا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، الْجَنَّةَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) اِذَنْ اُکْرِمَكَ: اس وقت میں تمہاری تعظیم کروں گا۔ اِذَنْ حرف ناصب مبنی بر سکون، اُکْرِمَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر ''انا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، کاف ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) اَنَا اٰتِیْكَ غَدًا: میں کل تمہارے پاس آؤں گا۔ انا ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر سکون، اٰتِی فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر ''انا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، کاف ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر فتح، غدا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

مقدر باشد و فعل مضارع را نصب کند۔ حتّٰی نحو مَـرَرْتُ حَتّٰـی أدْخُـلَ البَـلَـدَ(۱)، ولام جحد

❷ ''اَنْ'' تفسیر یہ نہ ہو، ''اَنْ'' تفسیر یہ اس کو کہتے ہیں جو ''قول'' اور قول کے ہم معنی ندا، عہد وغیرہ کے بعد آتا ہے مثلاً: وَنَـادَیْـنَـاہ أنْ یَا إبْرَاهِیم، وَأوْحَیْنَا إلَیْه أنِ اصْنَعِ الفُلْكَ بِأعْیُنِنَا، وَعَهِدْنَا إلٰی إبْرَاهِیْمَ وَإسْمٰعِیْلَ أنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ.

❸ ''اَنْ'' زائدہ نہ ہو، ''اَنْ'' زائدہ اسے کہتے ہیں جو ''لَمَّا'' اور ''إذَا'' کے بعد آتا ہے جیسے: فَـلَـمَّـا أنْ جَـاءَ البَشِیْرُ أَلْقَاہ عَلٰی وَجْهِه، فَلَمَّا أنْ أرَادَ أنْ یَبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَعَدُوٌّ لَهُمَا. اور جیسے ۔

فَـأمْهِلْـه حَتّٰـی إذَا أنْ کَـأنَّـه مُـعَـاطِیْ یَدٍ فِیْ لُجَّةِ المَاءِ غَامِرٌ

شکار میں جلد بازی مت کرو بلکہ اسے موقعہ دو، جب وہ پانی پینے کے لئے پانی میں منہ ڈالے پھر شکار کرو۔ اسی طرح قسم اور ''لَوْ'' کے درمیان آتا ہے جیسے ۔

أمَـا وَاللهِ أنْ لَـوْ کُـنْـتَ حُـرًّا وَمَـا بِـالـحُـرِّ أنْـتَ وَلَا العَتِیْقُ

''قسم بخدا! اگر تم صاحب مرتبہ و آزاد ہوتے تو میں تم سے مقابلہ کرتا، لیکن نہ تو تم صاحب مرتبہ اور آزاد اور نہ ہی آزاد کردہ غلام تو تم سے مقابلے کا کیا فائدہ؟''

❹ شرطیہ نہ ہو مثل: لَایَجْرِ مَنَّکُم شَنَآنُ قَوْمٍ أنْ صَدُّوْکُمْ.

❺ ''اَنْ'' نافیہ بھی نہ ہو جیسے: أنْ یُؤْتٰی أحَدٌ مِثْلَ مَا أوْتِیْتُم. بعض اسے نافیہ قرار دیتے ہیں، جب یہ شرائط ہوں تو پھر ''اَنْ'' ناصبہ مصدریہ ہوگا۔

فائدہ: ''اَنْ'' ناصبہ کا معمول اس پر مقدم نہیں ہو سکتا'' طَعَامَكَ اُرِیْدُ أنْ آکُلَ '' کہنا درست نہیں۔

دوم ''لن'': امام خلیل کے نزدیک اصل میں ''لا اَنْ'' تھا، ہمزہ کو گرایا ''لان'' ہوا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے ''لا'' کے الف کو گرایا ''لن'' بنا۔ بعض اسے مستقل کلمہ مانتے ہیں۔

---

(۱) مَرَرْتُ حَتّٰی أدْخُلَ البَلَدَ: میں گزرتا رہا یہاں تک کہ شہر میں داخل ہوگیا۔ مَرَرْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم، حتّٰی حرف جار مبنی بر سکون، اس کے بعد ''اَنْ'' موصول حرفی مقدر مبنی بر سکون، اَدْخُلَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظا صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معرب ''انا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، البَلَدَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، ''اَنْ'' موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر تاویل مفرد ہو کر مجرور محلا، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

نحو: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُم(۱)، و"أَوْ" بمعنی إلی أن یا إلّا أن نحو: لَأَلْزَمَنَّكَ أَوْ تُعْطِيَنِي

لن کی خصوصیات

❶ اس کے معمول کا معمول اس پر مقدم ہوسکتا ہے "لَنْ تَضْرِبَ زَيْدًا" کو "زيدًا لَنْ تَضْرِبَ" پڑھنا جائز ہے۔

❷ یہ تاکید نفی کے لئے آتا ہے نہ کہ تابید نفی کے لئے، جیسا کہ بعض نحوی کہتے ہیں اور تائید میں یہ آیت پیش کرتے ہیں: لَنْ يُخَفِّفَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الْعَذَابَ، لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ. کہ عدم تخفیف عذاب اور عدم قبول توبہ میں تابید ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوگا، لہٰذا "لن" تابید کے لئے آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ یہ آیات کفار کے بارے میں ہیں لیکن "لن" تابید کے لئے نہیں آتا کیونکہ دائمی عذاب للکفار تو دوسری آیات سے بھی ثابت ہے خَالِدِينَ فِيهَا وغیرہ۔ اگر تابید کے لئے ہو تو پھر لَنْ تَرَانِي وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ کے کیا معنی؟ اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: لَنْ تَرَانِي آپ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ یہاں "لن" کو تابید کے لئے نہیں مان سکتے کیونکہ آخرت میں عام مؤمنین بھی دیدار خداوندی سے لطف اندوز ہوں گے تو نبی کی خوشیوں کا کیا حال ہوگا؟ اگر کہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں نہیں دیکھ سکتے آخرت میں دیکھ سکتے ہیں تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ تابید کہتے ہیں: "لَانِهَايَةَ لَهُ" تو اس میں آخرت بھی شامل ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ "لن" تابید نفی کے لئے نہیں آتا بلکہ تاکید نفی کے لئے آتا ہے۔

---

(۱) مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ: اللہ تعالیٰ تو ایسا نہیں کہ ان کو عذاب دے اور آپ ان میں موجود ہوں۔ ما حرف نفی مبنی برسکون، کَانَ فعل ماضی معروف مبنی برفتح (فعلِ ناقص) صیغہ واحد مذکر غائب، اللہ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، لام حرف جار زائد مبنی برکسر (لامِ جحد) اس کے بعد "اَنْ" موصول حرفی مقدر مبنی برسکون، یُعَذِّبَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بــــ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی برفتح راجع بسوئے اللہ، ھُم میں "ھا" ضمیر منصوب متصل ذوالحال مبنی برضم راجع بسوئے اہلِ مکہ منصوب محلاً، میم علامتِ جمع مذکر مبنی برسکون، واو حالیہ مبنی برفتح، أَنْتَ میں "أن" ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی برسکون، "تا" علامتِ خطاب مبنی برفتح، فی حرف جار مبنی برسکون، ھِم میں "ھا" ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی برکسر راجع بسوئے اہلِ مکہ، میم علامتِ جمع مذکر مبنی برسکون، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا، ثَابِتٌ مقدر کا، ثَابِتٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بــــ "أَنْتَ" جس میں "أن" ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی برسکون، "تا" علامتِ خطاب مبنی برفتح، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلاً، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، "أن" موصول حرفی مقدر اپنے صلہ سے مل کر بتاویلِ مفرد ہو کر خبر منصوب محلاً، فعلِ ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

حَقِّی(۱) ، وواوُالصرف ولام کَیْ وفا کہ در جواب شش چیز است: امر و نہی واستفہام و نفی وتمنی وعرض

سوم کَیْ: یہ بھی فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور سبب کے لئے آتا ہے یعنی ماقبل مابعد کے لئے سبب بنتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے جیسے: أَسْلَمْتُ کَیْ أُدْخَلَ الْجَنَّةَ. "أُدْخَلَ" کو مضارع مجہول پڑھنا چاہیے کیونکہ اگر معروف پڑھیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دخول جنت ہمارے اختیار میں ہے اگر چہ اعمال سبب ہوتے ہیں اور یہاں اسلام دخول جنت کا سبب ہے لیکن سبب حقیقی تو اللہ رب العزت کی ذات ہی ہے ورنہ حقیقتاً اسلام دخول جنت کا سبب مؤثر نہیں بلکہ یہ تو اس تک پہنچانے کا راستہ ہے۔ "أَسْلَمْتُ" معلَّل اور "کَیْ أُدْخَلَ الْجَنَّةَ" تعلیل یا معلِّل ہے "کَیْ" کے عمل کے لئے تین شرائط کا ہونا ضروری ہے:

1. "کَیْ" ناصبہ ہو اسمیہ نہ ہو، اسمیہ اسے کہتے ہیں جو ترکیب میں حال بنے اور "کَیْفَ" کے معنی میں ہو جیسے

کَیْ تَجْنَحُوْنَ إِلَی سِلْمٍ وَمَاثُئِرَتْ ۔۔۔ قَتْلَاکُمْ وَلَظَا الْهَيْجَاءِ تَضْطَرِمُ

"کس طرح تم صلح اور جنگ بندی کی طرف مائل ہوتے ہو، ابھی تک میدانِ کارزار گرم ہے اور تمہارے مقتولین کا بدلہ بھی نہیں لیا گیا"۔

2. "کَیْ" جارہ نہ ہو جو کہ "ما" استفہامیہ، "ما" مصدریہ اور "أَنْ" مصدریہ پر داخل ہوتا ہے جیسے: کَیْمَہ.

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَنْفَعْ فَضُرَّ فَإِنَّمَا ۔۔۔ یُرَجَّی الْفَتَی کَیْمَا یَضُرُّ وَیَنْفَعُ

أی: لِضُرٍّ وَنَفْعٍ.

"نوجوان سے نفع کی توقع ہوتی ہے یا نقصان پہنچانے کی، جب تم نفع نہ پہنچا سکے تو نقصان پہنچاؤ"۔

---

(۱) لَأَلْزَمَنَّكَ أَوْ تُعْطِيَنِیْ حَقِّی: بے شک میں ضرور بالضرور تیرے پیچھے لگا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے میرا حق دے۔ لام برائے تاکید مبنی بر فتح، الزمنّ فعلِ مضارع معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر۔ "أنا" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، نون ثقیلہ مبنی بر فتح، کاف ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر فتح، أو بمعنی إلی مبنی بر سکون، اس کے بعد "أَنْ" موصولِ حرفی مقدر مبنی بر سکون، تُعطی فعل مضارع معروف مفرد معتل یائی منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر۔ "أنتَ" جس میں "أنْ" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون "تا" علامتِ خطاب مبنی بر فتح، نون برائے وقایہ مبنی بر کسر، "یا" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول منصوب محلاً مبنی بر سکون، حق غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرہ موجودہ حرکتِ مناسبت، "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، "أنْ" موصولِ حرفی مقدراً اپنے صلہ سے مل کر بتاویلِ مفرد ہو کر مجرور محلاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

وَأَمْثِلَتُهَا مَشْهُوْرَةٌ(۱).

۳ "کَیْ" ناصبہ محضہ اس وقت بنے گا جب اس پر کوئی حرف جر داخل ہو جیسے: لِكَيْلَا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلَى شَيْءٍ، لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا. اس صورت میں "کَیْ" ناصبہ محضہ ہے تعلیلیہ نہیں، کیونکہ اگر یہ تعلیلیہ ہوتا تو اس پر دوسرا حرف تعلیل داخل نہ ہوتا۔ اگر اس پر حرف جر داخل نہ ہو اور اس کے بعد ''أَنْ'' نہ ہو تو یہ احتمال ہوتا ہے کہ ناصبہ مصدریہ ہو جیسے: أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ.

چہارم ''إِذَنْ''

اس کو ''إِذًا'' مع تنوین بھی لکھتے ہیں، اس صورت میں اس کا ''نون'' تنوینِ منصوب کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے الف سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ مازنی ومبرد کی طرف ایک قول منسوب ہے کہ حالت وقف میں ''نون'' کے ساتھ ہوگا۔ جمہور کتابت بالالف کے قائل ہیں، رسمِ قرآنی بھی کتابت بالالف کے ساتھ ہے۔ بعض نحاۃ کا قول ہے کہ یہ اسم ہے اور "إِذَنْ أُكْرِمَكَ" دراصل "إِذَا جِئْتَنِيْ أُكْرِمَكَ" تھا، جملے کو حذف کر کے اس کے بدلے تنوین لے آئے تو "إِذًا (إِذَنْ)" ہوا، اور اس کے بعد ''أَنْ'' مقدر ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حرف ہے یہی اصح اور جمہور کا قول ہے، سید شریف جرجانی نے بھی اسے حروف میں ذکر کیا، اس سے معلوم ہوا کہ حرف ہی ہے۔ یومئذ، حینئذ میں جو ''إِذْ'' ہے یہ ''إِذْ'' دوسرا ہے اور ''إِذَنْ'' الگ ہے، اول اسم ہے جو مضاف الیہ محذوف کا قائم مقام ہے۔ ''إِذَنْ'' کے عمل کے لئے تین شرطیں ہیں:

۱ مضارع مستقبل پر داخل ہو جیسے: أَنَا آتِيْكَ غَدًا" کے جواب میں "إِذَنْ أُكْرِمَكَ".

۲ ابتداء میں ہو اگر مؤخر ہو تو عمل نہیں کرے گا جیسے: أُكْرِمُكَ إِذَنْ.

۳ اس کا مابعد ماقبل کا معمول نہ ہو، جیسے

لَئِنْ عَادَ لِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بِمِثْلِهَا　　وَأَمْكَنَنِيْ مِنْهَا إِذًا لَا أُقِيْلُهَا

''اگر عبدالعزیز نے دوبارہ وہی بات کی اور مجھے تمنا کرنے کا اختیار دیا تو میں اپنی سابقہ بات سے نہیں ہٹوں گا

---

(۱) أَمْثِلَتُهَا مَشْهُوْرَةٌ: أَمْثِلَةٌ جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً مضاف، ''ھا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے امر، نہی وغیرہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، مَشْهُوْرَةٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مؤنث، ضمیر مستتر معبر ''ھِیَ'' مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

....

بلکہ وہی دہراؤں گا''۔

❹ ''اِذن'' اور اس کے معمول کے درمیان قسم کے علاوہ کسی اور چیز کا فاصلہ نہ ہو، ورنہ عمل نہیں کرے گا جیسے: اِذَنْ اَنَـا اُكْرِمُكَ . اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ''اِذن'' کے بعد والا کلمہ ''اِذن'' کے ماقبل پر اعتماد نہ کرے کیونکہ اس وقت دو عاملوں کا اجتماع لازم آتا ہے کہ اس میں ''اِذن'' بھی عامل ہو اور اس کا ماقبل بھی اور یہ درست نہیں۔

فائدہ: اگر ''واؤ'' اور ''فا'' عاطفہ کے بعد ''اِذن'' ہو تو اس میں دونوں صورتیں جائز ہیں: عمل دینا بھی درست ہے اور ملغیٰ عن العمل بھی صحیح ہے جیسے: وَإِذَنْ لَايَـلْبَثُوْنَ خِلَافَكَ إِلَّاقَلِيْلاً، فَإِذَنْ لَايُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْراً. کہ ملغیٰ عن العمل ہے۔

''اَن'' جس طرح لفظوں میں موجود ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اسی طرح کبھی مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔''ان'' چھ حروف کے بعد مقدر ہوتا ہے:

❶ ''حتیٰ'' کے بعد ''اَنْ'' مقدر ہوتا ہے بشرطیکہ ''حتیٰ'' ابتدائیہ اور عاطفہ نہ ہو۔ ''حتیٰ'' ابتدائیہ کی مختلف صورتیں ہیں: جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے، جیسے ۔

فَمَـازَالَـتِ الْقَتْلٰى تَمُجُّ دِمَائَهَا ۔۔۔ بِـدَجْلَةَ حَتّٰى مَاءُ دَجْلَةَ أَشْكَل

''سخت جنگ کی وجہ سے مقتولین برابر بڑھتے رہے اور ان کا خون دریائے دجلہ میں پڑتا رہا یہاں تک کہ دجلہ خون آلود ہو گیا''۔

- اسی طرح جو ''حتیٰ'' ''اِذا'' پر داخل ہو وہ بھی ابتدائیہ ہوتا ہے جیسے: حَتّٰى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ.
- کبھی جملہ ماضیہ پر داخل ہوتا ہے جیسے: حَتّٰى عَفَوا وَقَالُوا قَدْ مَسَّ.
- کبھی مضارع پر داخل ہوتا ہے بشرطیکہ وہ مضارع حال یا مؤول حال ہو اور ماقبل مابعد کے لئے سبب اور فضلہ ہو جیسے

يُغْشَـوْنَ حَتّٰى مَـا تَهِرُّ كِلَابُهُم ۔۔۔ لَايَسْـأَلُوْنَ عَنِ السَّوَادِ الْمُقْبِلِ

''لوگوں کی ان کے پاس آمد اس کثرت سے ہوتی ہے کہ ان کے کتے انہیں اجنبی سمجھ کر بھونکتے نہیں اور نہ ہی وہ آنے والوں کے متعلق یہ پوچھتے ہیں کہ کہاں سے آئے اور کون ہیں؟''

''حتیٰ'' جارہ کی دو قسمیں ہیں: ۱- اسم مفرد پر داخل ہو، اس کی شرط یہ ہے کہ مابعد ماقبل کا جزِ آخر یا متصل بجز

....

آخر ہو جیسے: حَتّٰی مَطْلَعِ الفَجْرِ. ۲-مضارع مستقبل کے معنی میں ہو اس پر ''حتی'' داخل ہو تو وہ بھی جارہ ہوتا ہے جیسے: وَزُلْزِلُوا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ، لَنْ نَبْرَحَ عَلَیْهِ عٰکِفِیْنَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی.

''حتی'' جارہ جب مضارع پر داخل ہو تو کبھی ''اِلٰی'' کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: لَنْ نَبْرَحَ عَلَیْهِ عٰکِفِیْنَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی اَیْ: اِلٰی اَنْ یَرْجِعَ.

کبھی ''کَیْ'' تعلیلہ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُم حَتّٰی یَرُدُّوْکُم اَیْ: لِاَجْلِ ذٰلِكَ، هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَاتُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا اَیْ: لِاَجْلِ ذٰلِكَ.

کبھی استثنا کے معنی میں ہوتا ہے جیسے۔

لَیْسَ العَطَاءُ مِنَ الفُضُوْلِ سَمَاحَةً ... حَتّٰی تَجُوْدَ وَمَالَدَیْكَ قَلِیْلُ

''سخاوت یہ نہیں کہ تم حاجت سے زائد مال تقسیم کرو بلکہ سخاوت یہ ہے کہ خود تمہارے پاس کم ہو اور تم لوگوں کو دو''۔

وَاللهِ لَایَذْهَبُ شَیْخِیْ بَاطِلًا ... حَتّٰی اُبِیْرَ مَالِکًا وَکَاهِلًا

''قسم بخدا! میرے والد کا خون رائیگاں نہیں جائے گا اور میں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھوں گا جب تک بنو مالک و بنو اسد کو صفحۂ ہستی سے نہ ہٹاؤں''۔

فائدہ: ''حتی'' کے بعد ''اَنْ'' کو اس لئے مقدر مانتے ہیں کہ ''حتی'' حروف عاملہ فی الاسماء میں سے ہے کہ اسم کو جر دیتا ہے اور جو اسم میں عامل ہو وہ فعل میں عامل نہیں ہوتا۔

❷ لام جحد یہ کے بعد بھی ''اَنْ'' مقدر ہوتا ہے۔

فائدہ: لامِ مکسورہ جو فعلِ مضارع پر داخل ہو کر اسے نصب دیتا ہے چار قسم پر ہے:

۱-لام جحد یہ، یہ ''کَانَ یَکُوْنُ'' منفی کے بعد آتا ہے اس کا اپنا معنی نفی والا نہیں ہوتا بلکہ نفی والا معنی اس نفی کا ہوتا ہے جو اس سے پہلے ہو۔ اسے جحد یہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ہمیشہ نفی کے بعد ہی آتا ہے، یہ مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اس کے بعد ''اَنْ'' مقدر ہوتا ہے جیسے: مَاکَانَ اللهُ لِیُعَذِّبَهُمْ اَیْ: وَاَنْ یُعِذِّبَهُم. کوفیین لام جحد یہ کو متعلق نہیں کرتے، لہذا ترکیب میں کہیں گے ''لِیُعَذِّبَهُم'' تقدیراً منصوب خبر ''کَانَ''. اور بصریین اس کو متعلق کرتے ہیں اور اس کا متعلق محذوف ہوتا ہے یعنی: مَاکَانَ اللهُ مُرِیْدًا تَعْذِیْبَهُم. بصریین کا مذہب راجح ہے۔

.........................،.........................

۲-لام "کی" کا مشابہ ایک لام تعلیل ہوتا ہے جو علت بیان کرتا ہے جیسے: لِيَغْفِرَلَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ.

۳-لام عاقبت: جو انجام پر دلالت کرتا ہے، یہ بھی مضارع پر داخل ہوتا ہے اور اس کے بعد بھی "اَن" مقدر ہوتا ہے، اس کی پہچان یہ ہے کہ لام معاقبت کے مدخول کا مقتضا ماقبل کی نقیض ہوتا ہے جیسے: فَالْتَقَطَهُ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا، لام کا مابعد "عدواً" نقیض ہے ماقبل التقاط کے لئے کہ انہوں نے اس لئے اٹھایا کہ بیٹا بنائیں گے اور یہ دشمن بن گیا اسی طرح شاعر کا قول

اَلَا يَاسَاكِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلّٰى ... سَتُدْفَنُ عَنْ قَرِيْبٍ فِي التُّرَابِ

لَـهُ مَـلِكٌ يُـنَـادِي كُلَّ يَوْمٍ ... لِدُوا لِلْمَوْتِ وَابْنُوا لِلْخَرَابِ

"لِلْمَوْتِ" میں لام کا مابعد "موت" نقیض ہے ولادت کے لئے اور "لِلْخَرَابِ" میں لام کا مابعد خراب ہونا اور اجڑنا بناو تعمیر کے لئے نقیض ہے۔

۴-لام زائد: جو فعل متعدی کے بعد تقویت فعل کے لئے آتا ہے اسے کسی کے ساتھ متعلق نہیں کرتے جیسے: إِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ.

ان سب کے بعد "اَن" مقدر ہوتا ہے۔

لام جحد یہ کی پہچان

اس کے مدخول کی ضمیر ماقبل نفی کے معمول کی طرف لوٹتی ہے جیسے: "مَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ" میں لام کے مدخول کی ضمیر ماقبل نفی کے معمول "اللہ" کی طرف راجع ہے۔

❸ "او" بمعنی "إلى أن" یا "إلا أن": اس کا معنی یہ نہیں کہ "او" "إلى أن" یا "إلا أن" کے مجموعے کے معنی میں ہوتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ "او" اس "إلى" یا "إلا" کے معنی میں ہوتا ہے جو "اَن" مقدرہ پر داخل ہوتے ہیں۔ اگر یہ نہ کہیں تو تکرار "ان" لازم آئے گا کہ "او" جو "إلى ان" کے معنی میں ہو اس کے بعد "ان" مقدر ہوگا، یہ درست نہیں۔
وہ "او" جو "إلى أن" یا "إلا أن" کے معنی میں ہو اس کے بعد بھی "ان" مقدر ہوتا ہے، جیسے: لَألْزَمَنَّكَ أوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّي. "او" سے مراد وہ "او" ہے جس کا معطوف مصدر مؤول کی صورت میں ہوتا ہے اور اس کا عطف مصدر متوہم پر کیا جاتا ہے جیسے: "لَألْزَمَنَّكَ أوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّي" میں کہیں گے "لَيَكُوْنَنَّ لُزُوْمٌ مِنِّي أوْ إعْطَاءُ حَقٍّ

....

مِنْکَ" اور کبھی مصدر متصید وغیرہ نہیں نکالتے بلکہ ماقبل صریح پر عطف کرتے ہیں "وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّاوَحْياً أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلاً". "یرسل رسولاً" کا عطف "وحیاً" پر "اَوْ" کے ذریعے ہوا اور "وحیاً" صریح ہے، ترکیبی اعتبار سے تو یہ "اَوْ" عاطفہ ہوگا چاہے اس کا معطوف علیہ مصدر متوہم ہو یا اسم صریح، لیکن پہلی صورت میں یہ "اَوْ" "اِلٰی" یا "اِلَّا" کے معنی میں ہوگا۔

❹ "واؤ" صرف کے بعد: صرف بمعنی منع کرنا، روکنا "واؤ" صرف اسے کہتے ہیں جس کے مدخول کے اندر اس چیز کے اعادے کی صلاحیت نہ ہو جو کہ معطوف علیہ پر داخل ہو یعنی اپنے ماقبل کی کسی چیز کو اپنے مابعد پر آنے سے روکے جیسے

لَاتَنْـهَ عَـنْ خُلُـقٍ وَتَاتِيَ مِثْلَه عَـارٌ عَلَيْكَ إِذَا فَـعَلْتَ عَظِيْمٌ

"ایسی عادت سے منع مت کرو جسے خود کرتے ہو، بہت شرم کی بات ہے کہ جب آپ خود اسے کریں"۔

واو صرف کے مدخول "تاتی" میں اس چیز یعنی لائے نہی کے اعادے کی صلاحیت نہیں جو کہ معطوف علیہ "لاتنہ" میں ہے، ایسا نہیں کہہ سکتے کہ تقدیری عبارت "لَاتَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَلَاتَاتِ مِثْلَه" ہے کیونکہ پھر ترجمہ بنے گا کہ "آپ بری عادتوں سے منع بھی نہ کریں اور خود بھی نہ کریں" اور شاعر کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ آپ بری عادتوں سے دوسروں کو منع کریں اور اخود ان میں مبتلا ہوں۔ لہذا یہ "واؤ" صرف ہے، اس کے بعد "اَنْ" مقدر ہے جس نے فعل مضارع "تاتی" کو نصب دیا ہے۔

[illegible]رح "لَاتَـاكُلِ السَّمَكَ وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ" معنی یہ کہ "مچھلی کھانے کے ساتھ دودھ مت پیو"۔ اس میں مذکور "واؤ" [illegible] صرف ہے کہ اپنے ماقبل کے "لا" کو اپنے مابعد "تَشْرَبَ" پر آنے سے روکتی ہے، کیونکہ اگر "لا" مابعد پر بھی [illegible] تو معنی یہ ہوگا کہ "مچھلی نہ کھاؤ اور دودھ نہ پیو"۔ یہ مقصود نہیں بلکہ مقصود مچھلی کے ساتھ دودھ نہ پینا ہے۔

"واؤ" صرف کی دوسری تعریف: جس کے مدخول کا کسی مصدر متصید یا متوھم پر عطف کیا جائے جیسے: يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَانُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا، تقدیری عبارت عطف علی المصدر المتصید کے ساتھ "يٰلَيْتَنَا فَلْيَكُنْ مِنْكَ الرَّدُّ وَعَدَمُ التَّكْذِيْبِ مِنَّا"، "واؤ" کے مدخول "عدم تکذیب" کا عطف مصدر متوہم "الرَّدُّ" پر کیا گیا ہے، یہ "واؤ" ترکیبی اعتبار سے "واؤ" عاطفہ ہوتی ہے، اسی طرح یہ شعر بھی ہے۔

أَالْحُبُّ وَاجِبُ فِيْـهِ مَلَامَةٌ إِنَّ الْمَلَامَةَ فِيْـهِ مِنْ أَعْدَائِـه

....

عام طور پر امر، نہی، نفی، استفہام اور تمنی کے بعد ''واؤ'' صرف آتی ہے۔

۵ لام ''کَیْ'' کے بعد: وہ لام جو ''کَیْ'' سببیہ کے معنی میں ہو اس کے بعد بھی ''اَنْ'' مقدر ہوتا ہے جیسے: أَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الجَنَّةَ ای: لِاَنْ اَدْخُلَ الجَنَّةَ.

۶ ''فا'' کے بعد: جب ''فا'' چھ چیزوں کے جواب میں آئے تو اس ''فا'' کے بعد ''اَنْ'' مقدر ہوتا ہے اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں: امر، نہی، نفی، استفہام، تمنی، عرض۔ ان کے ساتھ ''لولا'' تحضیضیہ بھی ہے، اور دعا کے بعد بھی، تو یہ کل آٹھ بن گئے کہ ان کے بعد ''اَنْ'' مقدر ہوتا ہے۔

- امر کے بعد جیسے: زُرْنِیْ فَاُکْرِمَكَ.
- نہی کے بعد جیسے: لَاتَفْتَرُوا عَلَی اللهِ کَذِباً فَیُسْحِتَکُم بِعَذَابٍ، لَاتَشْتُمْنِی فَاُوْذِیَكَ.
- نفی کے بعد جیسے: لَایُقْضَیٰ عَلَیْهِم فَیَمُوْتُوا، مَاتَاْتِیْنَافَتُحَدِّثَنَا.
- استفہام کے بعد جیسے: فَهَل لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَیَشْفَعُوا لَنَا، اَیْنَ بَیْتُكَ فَاَزُوْرَكَ.
- تمنی کے بعد جیسے: لَیْتَ لِیْ مَالاً فَاُنْفِقَه.
- عرض کے بعد جیسے: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْراً.
- لولا کے بعد جیسے: لَوْلَا اَخَّرْتَنِیْ اِلَی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ.
- دعا کے بعد جیسے: رَبَّنَااطْمِسْ عَلَی اَمْوَالِهِم وَاشْدُدْ عَلَی قُلُوْبِهِم فَلَا یُؤْمِنُوا حَتّٰی یَرَوُاالعَذَابَ الأَلِیْمَ.

فائدہ: اس ''فا'' کی دو قسمیں ہیں: ۱- عاطفہ محضہ، اس کی شرط یہ ہے کہ اس کا معطوف علیہ اسم صریح ہوتا ہے جیسے

لَوْلَاتَوَقُّعُ مُعْتَرٍّ فَاُرْضِیَه ... مَاکُنْتُ اُوثِرُ اَتْرَابًا عَلَی تِرْبٍ

''فقیروں کی رضا کے لئے میں سفر کرتا ہوں اور ایسے لوگوں سے ملتا ہوں جو آپس میں ہم عمر ہیں، ورنہ میں اپنے ہم عمر اور اہل وطن کو نہ چھوڑتا''۔

۲- عاطفہ سببیہ، اس کا معطوف مصدر مؤول اور معطوف علیہ مصدر متوہم یا مصدر متصید ہوتا ہے جیسے: مَا تَاْتِیْنَا فَتُحِدِّثُنَا ای: مَایَکُوْنُ مِنْكَ اِتْیَانٌ فَتَحْدِیْثٌ مِنَّا.

قسم دوم حروفیکہ فعل مضارع را بجزم کنند وآں پنج است: لَم ولَمّا ولام امر ولائے نہی واِن شرطیہ چوں: لَـمْ يَنْصُر (١) ولَمَّا يَنْصُرْ (٢) ولِيَنْصُر (٣) ولا تَنْصُرْ (٤) واِنْ تَنْصُر اَنْصُرْ (٥) بدانکہ "اِنْ" دردو

(قسم دوم حروفیکہ فعل مضارع......الخ) وہ حروف جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں پانچ ہیں: اِنْ، لَم، لَمّا (٦)، لام امر، لائے نہی۔

"اِنْ" دو کلموں میں عمل کرتا ہے۔ "لم" و "لما" کا لفظی عمل یہ ہے کہ فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں اور نون اعرابی کو گرادیتے ہیں، آخر میں اگر حرف علت آئے تو اسے بھی گرادیتے ہیں جیسے: لَـمْ يَـضْـرِبْ، لَمْ يَضْرِبَا، لَمْ يَرْمِ، لَمَّا يَقْضِ. معنوی عمل یہ کہ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کردیتے ہیں (٧)۔

لم ولما میں فرق

❶ "لما" کے معنی میں استغراق ہوتا ہے جیسے: لَـمَّا يَقْضِ مَا أَمَرَه، أَمْ حَسِبْتُم أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوا مِنْكُم، وَلَمَّا يَأْتِكُم مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوا مِنْ قَبْلِكُم جبکہ "لم" کے معنی میں یہ نہیں

(۱) لَمْ يَنْصُرْ: زید نے مدد نہیں کی۔ لَم حرف جازم مبنی بر سکون، ینصُر فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر۔ "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے غائب مثلاً زید، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) لَمّا يَنْصُرْ: زید نے اب تک مدد نہیں کی۔ لَمّا حرف جازم مبنی بر سکون، ینصُر بترکیب سابق، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) لِيَنْصُرْ: چاہیے کہ زید مدد کرے۔ لام امر مبنی بر کسر، ینصُر بترکیب سابق، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۴) لَا تَنْصُرْ: تو مدد مت کر۔ لا برائے نہی مبنی بر سکون، تنصُر فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر۔ "اَنْتَ" جس میں "اَنْ" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، "تا" علامتِ خطاب، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۵) اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ: اگر تو مدد کرے گا تو میں مدد کروں گا۔ اِن شرطیہ مبنی بر سکون، تنصُر فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر بترکیب سابق، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَنصُر فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر۔ "اَنَا" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ۔

(٦) بعض حضرات کہتے ہیں کہ "لَمّا" اصل میں "لَمْ" تھا، استغراق کے فائدے کے لئے "ما" کا اضافہ کیا گیا تو "لَمّا" ہوگیا۔

(٧) جس طرح "قد" اثبات میں تقریب کا فائدہ دیتا ہے، اسی طرح "ما" نفی میں تقریب کا فائدہ دیتا ہے، لہذا "مَا ضَرَبَ" کے معنی ہیں "گزشتہ زمانہ قریب میں نہیں مارا" بخلاف "لَـمْ" کے کہ وہ زمانہ گزشتہ میں انتفائے فعل پر دلالت کرتا ہے، خواہ زمانہ گزشتہ قریب ہو یا بعید، تو "لَمْ يَضْرِبْ" کے معنی ہیں "گزشتہ زمانے میں نہیں مارا"۔

جملہ رود چوں: إِنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ (۱). جملہ اول را شرط گویند و جملۂ دوم را جزاء۔ و"إن" برائے مستقبل است اگر چہ در ماضی رود چوں: إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ (۲) .و ایں جا جزم تقدیری بود زیرا کہ

ہوتا (۳)۔

❷ "لما" کا مدخول متوقع ہوتا ہے اب تک تو نہیں ہوا ہے، امید ہے کہ اب ہو جائے جیسے: لَمَّا يَذُوقُوا الْعَذَابَ.

❸ "لما" کے معمول کو قرینہ کے وقت حذف کرنا جائز ہے بخلاف "لم" کے مثلاً: قَارَبْتُ الْمَدِيْنَةَ وَلَمَّا أي: وَلَمَّا أَدْخُلْهَا. "أدخلها" اس کا معمول ہے جو کہ محذوف ہے۔

فائدہ: ایک "لما" شرطیہ ظرفیہ غیر جازمہ ہوتا ہے جو فعل ماضی پر داخل ہوتا ہے۔ اس کے بعد دو جملوں کا ہونا ضروری ہے، ایک شرط دوسرا جواب لَمَّا جیسے: فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُم، یہ لَمَّا جملہ شرط کی طرف مضاف ہوتا ہے اور جواب کے لئے مفعول فیہ ہوتا ہے۔ اور ایک "لما" اسماء پر داخل ہوتا ہے جو "إلا" استثنائیہ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ، وإِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا.

لام امر بھی فعل مضارع کے معنی کو جزم دیتا ہے اور امر حاضر مجہول کے تمام صیغوں میں، معروف کے غائب اور متکلم کے صیغوں میں آتا ہے لیکن غائب معروف و مجہول میں اکثر اور متکلم کے صیغوں پر کم آتا ہے، حاضر معروف کے صیغوں میں شاذ و نادر ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: "لِتَأْخُذُوا مَصَافَّكُم"، اور "قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا" میں ایک قرأت شاذہ میں "فَلْتَفْرَحُوا" ہے۔

قاعدہ: لام امر مکسور ہوتا ہے لیکن "واو، فا، ثم" سے اس کا کسرہ ختم ہو جاتا ہے جیسے: فَلْيَضْحَكُوا قَلِيْلاً وَلْيَبْكُوا كَثِيْراً، ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُم.

---

(۱) إِنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ: اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا۔ ترکیب سابق جملہ شرطیہ۔

(۲) إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ: إِنْ شرطیہ مبنی بر سکون، ضَرَبْتَ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر حاضر، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ضَرَبْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلا صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر ضم، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ۔

(۳) "لَمْ" کے ذریعے جس چیز کی نفی کی جائے کبھی تو وہ انتفاء منقطع ہوتا ہے جیسے: لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُوراً أي: ثُمَّ كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ. کبھی نفی متصل بالحال ہوتی ہے جیسے: وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا. کبھی نفی ہمیشہ کے لئے ہوتی ہے جیسے: لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ.

ماضی معرب نیست۔ وبدانکہ چوں جزائے شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دعا ''فا'' در جزا آوردن لازم بود چنانکہ گوئی: إنْ تَأتِنِی فَأنْتَ مُکْرَمٌ(۱)، وَإنْ رَأیْتَ زَیْداً فَأکْرِمْہُ(۲)، وَإنْ أتَاكَ

فائدہ: لامِ امر کو ''قل'' کے بعد حذف کیا جاتا ہے مثلاً: قُلْ لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا یُقِیْمُوا الصَّلوٰۃَ أی: لِیُقِیْمُوا الصَّلوٰۃَ.

لائے نہی: یہ بھی فعل مضارع کو جزم دیتا ہے چاہے غائب کے صیغے ہوں یا حاضر کے جیسے: فَلَا تَقُلْ لَهُمَا اُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا.

''إنْ'' شرطیہ: یہ بھی جوازم میں سے ہے، اس کی تین صورتیں ہیں:

1. اگر شرط و جزا دونوں مضارع ہوں تو دونوں مجزوم ہوں گے جیسے: إنْ تُکْرِمْنِیْ أکْرِمْكَ.
2. اگر شرط مضارع اور جزا ماضی ہو تو صرف شرط مجزوم مثلاً: إنْ تَنْصُرْنِیْ نَصَرْتُكَ.
3. اگر شرط ماضی اور جزا مضارع ہو تو دو صورتیں ہیں: جزا کو مجزوم پڑھیں جیسے: إنْ نَصَرْتَنِیْ أنْصُرْكَ یا پھر حرکت دیں جیسے: إنْ نَصَرْتَنِیْ أنْصُرُكَ.

---

(۱) إنْ تَأتِنِیْ فَأنْتَ مُکْرَمٌ: اگر تو میرے پاس آئے گا تو تیری عزت کی جائے گی۔ إنْ شرطیہ مبنی بر سکون، تَأتِ مفرد معتلِ یائی مجزوم بحذفِ لام صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''أنْتَ'' جس میں ''أنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، نون برائے وقایہ مبنی بر کسر، ''یا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ''فا'' جزائیہ مبنی بر فتح، أنْتَ میں ''أنْ'' ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، مُکْرَمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ''أنْتَ'' جس میں ''أنْ'' ضمیر مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا مجزوم محلاً، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ۔

(۲) إنْ رَأیْتَ زَیْداً فَأکْرِمْہُ: اگر تو زید کو دیکھے تو اس کی تعظیم کرنا۔ إنْ شرطیہ مبنی بر سکون، رَأیْتَ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلاً صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''أنْتَ'' جس میں ''أنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، زَیْداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ''فا'' جزائیہ مبنی بر فتح، أکْرِمْہُ فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''أنْتَ'' جس میں ''أنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، ''ہا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے زید فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا مجزوم محلاً، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ۔

عَمرٌو فَلَاتُهِنهُ(۱)، وَاِنْ أَكْرَمْتَنِىْ فَجَزَاكَ اللهُ خَيرًا(۲).

''إن'' شرطیہ کی شرائط

''إن'' شرطیہ کی چھ شرطیں ہیں:

❶ ''إن'' کا مدخول یعنی شرط ماضی کے معنی میں نہ ہو"إنْ كُنْتُ قُلْتُه فَقَدْ عَلِمْتَه"میں تاویل کی جاتی ہے

أی: يَتَبَيَّنَ أنِّىْ كُنْتُ قُلْتُه.

❷ طلب پر داخل نہ ہو، جیسے: إنْ اضْرِبْ، إنْ قُمْ جائز نہیں۔

❸ حرف تنفیس پر داخل نہ ہو جیسے: إنْ سَتَقُم، إنْ سَوْفَ تَقُم.

❹ فعل جامد پر داخل نہ ہو جیسے: إنْ لَيْسَ، إنْ عَسَىٰ.

❺ حرف ''قد'' پر داخل نہ ہو جیسے: إنْ قَدْ ضَرَبَ .

❻ ''لن'' نافیہ پر داخل نہ ہو جیسے: إنْ لَنْ تَضْرِبَ.

''لم'' اور ''لا'' پر داخل ہو تو عمل کرتا ہے جیسے: فَإنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِى وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالحِجَارَةُ، إلَّا تَنْصُرُوْه فَقَدْ نَصَرَه اللهُ.

بدانکہ ''إن'' دردو جملہ رود ''إن'' دو جملوں پر داخل ہوتا ہے، پہلا جملہ اکثر فعلیہ اور دوسرا کبھی فعلیہ اور کبھی اسمیہ ہوتا ہے، پہلے کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں: إنْ تَنْصُرُوا اللهَ يَنْصُرْكُم. تمہاری اللہ کی مدد کرنا علت ہے کہ وہ تمہاری مدد کرے گا بالفاظ دیگر شرط کو سبب اور جزا کو مسبب کہتے ہیں۔

فائدہ: ''إن'' مستقبل کے لئے آتا ہے اگر چہ ماضی پر داخل ہو جیسے: إنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ، یہاں جزم

---

(۱) إنْ آتاكَ عَمرٌو فلَا تُهِنهُ: اگر تیرے پاس عمرو آئے تو اس کی توہین نہ کرنا۔ إن شرطیہ مبنی برسکون، اتیٰ فعل ماضی معروف مبنی برفتح مقدر مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر غائب، کاف ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی برفتح، عمرٌو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ''فا'' جزائیہ مبنی برفتح، لا تُهِنهُ، لا برائے نہی مبنی برسکون، تُهِن فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر۔ "أنتَ" جس میں ''أن'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برسکون، ''تا'' علامت خطاب مبنی برفتح، ''ها'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی برضم راجع بسوئے عمرو، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا مجزوم محلا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ۔

(۲) إنْ أكْرَمْتَنِىْ فَجَزَاكَ اللهُ خَيرًا: اگر تو میری عزت کرے تو اللہ تجھے جزائے خیر دے۔ إن شرطیہ مبنی برسکون، أكرمتَ فعل ماضی معروف مبنی =

....

تقدیری ہے (یعنی محلی کے معنی میں ہے) کیونکہ فعل ماضی معرب نہیں مبنی ہے۔

قاعدہ: شرط کے لئے کوئی محل اعراب نہیں ہوتا، جس طرح ''اِنْ'' شرطیہ کے مقابلے میں جزا مجزوم ہوتی ہے اسی طرح سات چیزوں کے مقابلے میں مضارع مجزوم ہوتا ہے:

1. امر کے مقابلے میں جیسے: فَاذْكُرُوْنِیْ أَذْكُرْكُمْ، اُدْعُوْنِیْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ.
2. نہی کے مقابلے میں بشرطیکہ اس پر ''اِنْ'' شرطیہ آسکے جیسے: لَاتَفْعَلِ الشَّرَّ يَكُنْ خَيْراً لَكَ أی: اِنْ لَمْ تَفْعَلِ الشَّرَّ يَكُنْ خَيْراً لَكَ.
3. استفہام کے بعد: هَلْ عِنْدَكَ مَاءٌ أَشْرَبْه.
4. تمنی کے بعد: لَيْتَ لِیْ مَالاً اُنْفِقْه.
5. عرض کے بعد: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْراً.
6. تحضیض کے بعد: لَوْلَا تَاْتِيْنِیْ اُكْرِمْكَ.
7. دعاء کے بعد: اَبْقَاكَ اللّٰهُ اُرْزُقْكَ.

ان مقامات میں مضارع مجزوم ہوتا ہے بشرطیکہ جزا مقصود ہو اور ارادہ سببیت ہو، اگر ایسا نہ ہو تو پھر مضارع یا تو بنا بر صفت یا استیناف یا حالیت کی صورت میں مرفوع ہوگا۔ صفت کی مثال: فَهَبْ لِیْ مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِیْ ''يَرِثُنِیْ'' صفت برائے ولیاً۔ استیناف کی مثال: قَالَ رَائِدُهُمْ اَرْسُوا نُزَاوِلُهَا أی: الْحَرْبَ. حال کی مثال: فَذَرْهُمْ فِیْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ.

بدانکہ چوں جزائے شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دعا......الخ. جزا جب ان چار چیزوں میں سے ہو تو اس پر ''فا'' کا لانا ضروری ہے:

1. جملہ اسمیہ جیسے: اِنْ تَاْتِيْنِیْ فَاَنْتَ مُكْرَمٌ، البتہ اگر جزا پر ''اِذَا'' مفاجاتیہ آجائے تو ''فا'' نہیں لاتے جیسے: وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَاقَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَاهُمْ يَقْنَطُوْنَ.

= بر سکون مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر حاضر، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح، نون برائے وقایہ مبنی بر کسر ''یا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ ''فا'' جزائیہ مبنی بر فتح، جزی فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر مجزوم محلا صیغہ واحد مذکر غائب، کاف ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول منصوب محلا مبنی بر فتح، لفظ اللہ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا مجزوم محلا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ۔

....

❷ جزا امر ہو جیسے: إِنْ رَأَيْتَ زَيْداً فَأَكْرِمْهُ.

❸ نہی ہو جیسے: إِنْ أَتَاكَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ.

❹ دعا ہو جیسے: إِنْ أَكْرَمْتَنِي فَجَزَاكَ اللهُ خَيْراً.

جزا پر ''فا'' لانے اور نہ لانے کا مدار شرط کی تأثیر معنوی پر ہے، یعنی جزا کو مستقبل کے معنی میں کرنے پر ہے۔ اگر شرط کی تأثیر معنوی تام ہو کہ جزا کو ماضی سے مستقبل کے معنی میں کرے جیسے: "إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ" تو ''فا'' کی ضرورت نہیں، کیونکہ شرط وجزا کے ربط کے لئے یہی کافی ہے کہ ''إِنْ'' نے دونوں کو مستقبل کے معنی میں کر دیا۔

اگر شرط کی تأثیر ناقص ہو جیسے: وہ جزا جس میں مضارع منفی بلا ہو تو اس میں دونوں صورتیں: جزا پر ''فا'' لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں، کیونکہ اس صورت میں شرط کی تأثیر من وجہ ہے اور من وجہ نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ''لا'' مطلق نفی کے لئے آتا ہے حال کی نفی ہو یا استقبال کی، کلمہ شرط کے دخول کے بعد مضارع منفی بلا مستقبل کے ساتھ خاص ہو گیا، اس میں حال کا احتمال باقی نہ رہا، لہذا تأثیر پائی گئی تو ''فا'' کا نہ لانا جائز ہوا، اور اس حیثیت سے کہ زمانہ ماضی سے زمانہ استقبال کی طرف انقلاب نہیں ہوا تو ''فا'' کا لانا جائز ہے تا کہ شرط وجزا دونوں کے باہمی ربط پر دلالت کرے۔

اگر بالکل تأثیر نہ ہو تو ''فا'' کا لانا واجب ہے تا کہ شرط وجزا کے ربط پر دلالت کرے۔ جملہ اسمیہ میں شرط کی تأثیر اس لئے نہیں ہوتی کہ اسمیہ کی دلالت زمانہ ماضی پر نہیں ہوتی۔ امر، نہی، دعا میں تأثیر اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ کلمہ شرط کے دخول سے پہلے ہی مستقبل کے لئے ہیں۔



باب دوم در عمل افعال بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست، وافعال در عمل بر دو گونہ است: قسم اول معروف، بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی فاعل را برفع کند چوں: قَامَ زَیْدٌ(۱) وَضَرَبَ عَمْرٌو(۲)، وشش اسم را نصب کند: اول مفعول مطلق را چوں: قَامَ زَیْدٌ قِیَاماً(۳) وَ ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْباً(٤) . دوم: مفعول فیہ را چوں: صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ(٥) وَجَلَسْتُ فَوْقَكَ(٦) سوم:

(باب دوم در عمل افعال ......الخ) بقول مصنف کوئی فعل غیر عامل نہیں، ہر فعل عمل کرتا ہے، چاہے متصرف ہو یا غیر متصرف، لیکن بعض نحاۃ اس سے چند مخصوص افعال کو مستثنیٰ کرتے ہیں جیسے: طَالَ، قَلَّ، کَثُرَ جب ان کے ساتھ ''ما'' مصدریہ آجائے تو ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے، اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ تاکید عامل نہیں، ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ میں مؤکد عامل ہے تاکید عامل نہیں کیونکہ اَلْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِ، اسی طرح افعال ناقصہ میں سے ''کان'' کئی مقامات پر زائد ہوتا ہے عمل نہیں کرتا۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ بعض افعال چند مخصوص حالات میں عمل نہیں کرتے۔ مولانا اعزاز علی کا مذہب نقل کرتے ہیں کہ قَلَّمَا، کَثُرَمَا میں ''ما'' ہی ان کا فاعل ہے تو پھر یہ غیر عاملہ نہ ہونے کے برابر ہیں اور تنزیلُ الناقصِ

---

(۱) قَامَ زَیْدٌ: زید کھڑا ہوا۔ قَامَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) ضَرَبَ عَمْرٌو: عمرو نے مارا۔ ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، عَمْرٌو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) قَامَ زَیْدٌ قِیَاماً: زید حقیقتاً کھڑا ہوا۔ قَامَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، قِیَاماً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٤) ضَرَبَ عَمْرٌو ضَرْباً: عمرو نے حقیقتاً مارا۔ ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، عَمْرٌو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، ضَرْباً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٥) صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ: میں نے جمعے کے دن روزہ رکھا۔ صُمْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، یَوْمَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، الْجُمُعَةِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٦) جَلَسْتُ فَوْقَكَ: میں تیرے اوپر بیٹھا۔ جَلَسْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، فَوْقَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، کاف ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مفعول معہ راچوں: جَاءَ البَرْدُ وَالجُبَّاتِ أی: مَعَ الجُبَّاتِ(۱). چہارم: مفعولِ لہ راچوں: قُمْتُ إِکْرامًا لِزَیْدٍ(۲) وَضَرَبْتُه تَادِیبًا (۳) پنجم: حال راچوں: جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا(٤). ششم: تمیزرا

بمنزلۃِ المعدوم کے قبیل سے کہیں گے کہ تمام افعال عاملہ ہیں، غیر عامل کوئی بھی نہیں۔

افعال در اعمال دوگونہ است: عمل کرنے کے اعتبار سے افعال کی دو قسمیں ہیں: فعل معروف، فعل مجہول۔

فعل معروف: جو نسبت قیامیہ پر دلالت کرے۔

فعل مجہول: جو نسبت وقوعیہ پر دلالت کرے۔

افعال کی دو قسمیں ہیں: ۱-تام، ۲-قاصر۔

فعل قاصر اس فعل کو کہتے ہیں جس میں نسبت حدوث فاعل کی طرف اس وقت تک مفید نہ ہو جب تک دوسرا کلمہ ساتھ نہ ملایا جائے اور فعل تام میں نسبت حدوث فاعل کی طرف مفید ہوتی ہے۔

فعل تام کی دو قسمیں ہیں: ۱-لازم، ۲-متعدی۔

فعل لازم اسے کہتے ہیں جو اپنے فاعل پر تام ہو جائے اور مفعول بہ کا تقاضا نہ کرے اگرچہ باقی مفاعیل موجود ہوں۔

---

(۱) جَاءَ البَرْدُ وَالجُبَّاتِ أی: مَعَ الجُبَّاتِ: آیا جاڑا جبّوں کے ساتھ۔ جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، البَرْدُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، واو بمعنی مع مبنی بر فتح، الجُبَّات جمع مؤنث سالم منصوب بکسرہ مفعول معہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ أی حرفِ تفسیر مبنی بر سکون جَاءَ البَرْدُ بقرینہ سابقہ مقدر جس کی ترکیب معلوم، مَعَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، الجُبَّاتِ جمع مؤنث سالم مضاف الیہ مجرور بکسرہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ ہوا، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مفسَّرہ۔

(۲) قُمْتُ إِکْرَامًا لِزَیْدٍ: میں زید کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا۔ قُمْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، إِکْرَامًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مصدر، لام حرف جار مبنی بر کسر، زید مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، مصدر اپنے ظرف لغو سے مل کر مفعول لہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) ضَرَبْتُهُ تَادِیبًا: میں نے اس کو ادب سکھانے کے لئے مارا۔ ضَرَبْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، "ھا" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے زید، تَادِیبًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول لہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۴) جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا: زید آیا سوار ہو کر۔ جَاءَ ترکیب معلوم، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال، رَاکِبًا اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

وقتیکہ در نسبت فعل بفاعل ابہامے باشد چوں: طَابَ زَیْدٌ نَفْساً(۱)۔ اما فعل متعدی مفعول بہ را بنصب کند چوں: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرواً(۲)۔ وایں عمل فعل لازم را نباشد

فصل: بدانکہ فاعل اسمیت کہ پیش از وے فعلے باشد مسند بداں اسم بطریق قیام فعل بداں اسم چوں زَیْدٌ در ضَرَبَ زَیْدٌ۔

فعل متعدی اس فعل کو کہتے ہیں جو اپنے فاعل پر تمامیت حاصل نہ کرے بلکہ اسے مفعول بہ کی بھی ضرورت ہو۔ جو حکم افعال کا ہے وہی حکم ان کے مشتقات کا بھی ہے، البتہ ظرف مکان وزمان، اسم آلہ وغیرہ عمل نہیں کرتے۔

بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی: فعل معروف لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے اور چھ اسموں کو نصب دیتا ہے لیکن فعل لازم مفعول بہ میں عمل نہیں کرتا باقی تمام مفاعیل میں عمل کرتا ہے، فعل متعدی مفعول بہ کو بھی نصب دیتا ہے۔ وہ اسماء جن کو فعل متعدی نصب دیتا ہے اس شعر میں مذکور ہیں۔

مفاعیل پنجد اگر بیش نوی   لہ مطلق وفیہ معہ بہ حال و تمیز

(**فصل: بدانکہ فاعل اسمیت......الخ**) اس فصل میں فاعل اور ان چھ اسماء کی تفصیل ہے جنہیں فعل لازم ومتعدی نصب دیتے ہیں۔

فاعل: وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور اس فعل یا شبہ فعل کی اسناد اسم کی طرف بطور قیام وثبوت کی گئی ہو چاہے وہ فاعل حقیقتاً اسم ہو جیسے: ضربَ اللہُ مثلاً یا حکماً جیسے: أَعْجَبَنِي أَنْ ضَرَبْتَ زَيْداً أي: أَعْجَبَنِي ضَرْبُكَ زيداً. فعل یا شبہ فعل کا اس اسم کی طرف مسند بطریق قیام سے مراد یہ ہے کہ فعلِ معروف کی اس اسم کی طرف نسبت ہو، چاہے فعل کا صدور فاعل سے ہوا ہو یا نہیں جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرواً، طَالَ زَيْدٌ، مَاتَ زَيْدٌ، مَا مَاتَ زَيْدٌ. شبہ فعل سے مراد: اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صیغہ مبالغہ، اسم منسوب، مصدر وغیرہ ہیں۔

فائدہ: کلام منفی میں فاعل پر "مِن" زائدہ داخل ہوتا ہے تو اس قسم کے فاعل کا اگر کوئی تابع ہو اور وہ فاعل اور اس کا تابع دونوں نکرہ ہوں تو اس میں دو اعراب جائز ہوتے ہیں جیسے: مَاجَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَانَذِيرٍ میں عطف علی

---

(۱) طَابَ زَيْدٌ نَفْساً: زید طبیعت کا اچھا ہے۔ طَابَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زَيْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، نَفْساً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز نسبت، فعل اپنے فاعل اور تمیز نسبت سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرواً: زید نے عمرو کو مارا۔ ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زَيْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، عَمْرواً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

ومفعول مطلق مصدر یست کہ واقع شود بعد از فعلے وآں مصدر بمعنی آں فعل باشد چوں: ضَـرْبـاً در ضَرَبْتُ ضَرباً وَ قِیاماً در قُمْتُ قِیاماً.

الاصل کے طور پر ''نذیر'' کو مجرور پڑھنا اور عطف علی المحل کی بنا پر مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے۔ اگر تابع معرفہ ہو تو پھر رفع ہی پڑھیں گے جیسے: مَاجَاءَ نِیْ مِنْ عَبْدٍ وَلَازَیْدٌ.

فائدہ: مصدر کے فاعل پر اگر معرفہ کا عطف ہو تو اس میں بھی دو اعراب جائز ہیں۔ کَفٰی یَکْفِی کے فاعل پر عموماً ''با'' زائدہ داخل ہوتی ہے جیسے: کَـفٰـی بِـاللّٰـهِ وَکِیْلاً، کَـفٰی بِـاللّٰهِ حَسِیْباً. اور کبھی ''با'' داخل نہیں ہوتی جیسے: کفی اللهُ المؤمنینَ القتالَ. کلام مثبت میں بھی فاعل پر ''من'' زائدہ آتا ہے۔

(ومفعول مطلق مصدر یست......الخ) مفعول مطلق: اس مصدر کو کہتے ہیں جو کسی عامل: فعل، شبہ فعل یا مصدر کے بعد واقع ہو اور تضمناً اس عامل کے معنی میں ہو لفظی اعتبار سے یا معنوی اعتبار سے، تضمناً کی قید اس لئے لگائی کہ مصدر اگرچہ اس عامل کے معنی میں ہوگا لیکن عامل کی طرح اس میں بھی نسبت الی الفاعل اور زمانہ نہیں پایا جائے گا بلکہ یہ حدث پر ہی دال رہے گا۔ اس کی دوسری تعبیریوں کی جاتی ہے کہ ''مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کے مصدر کے ہم معنی ہو جس کا معنی اس فعل کے ضمن میں مذکور ہے جیسے: ضَـرَبْتُ ضَرْباً میں "ضَرْباً" مصدر "ضَرَبْتُ" کے بعد واقع ہوا اور "ضَرَبْتُ" یعنی "ضَرْب" کا ہم معنی ہے اور "ضَرب" مصدر کا معنی "ضَرَبْتُ" کے ضمن میں موجود ہے۔ مفعول مطلق من لفظہ جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبَۃً من غیر لفظہ جیسے: قَعَدْتُ جُلُوساً کبھی باب کا فرق ہوتا ہے جیسے: وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلاً.

فائدہ: مفعول مطلق کبھی مصدر سے بنتا ہے جیسے: العدلُ خروجُه تحقیقاً او تقدیراً ای: خروجاً محققاً او مقدراً، موصوف صفت مل کر مفعول مطلق برائے خروج مصدر، اسی طرح قرآن مجید میں ہے: فَـاِنَّ جَهَـنَّمَ جَزَاءُ کُمْ جَزَاءً مَوْفُوْراً." جزاءً موفوراً" مفعول مطلق برائے "جزاء کم" مصدر۔

جو چیز مصدر کے قائم مقام ہو وہ بھی مفعول مطلق بن سکتی ہے جیسے: ولاتـضـرُّوه شیأً. "شَیْئًا" "ضُرًّا" کے قائم مقام ہے اور مفعول مطلق ہے ولا تـضـروه کے لئے۔ نیز جو مصدر کے حکم میں ہو وہ بھی مفعول مطلق بن سکتا ہے جیسے: فَلَاتَمِیْلُوا کُلَّ الْمَیْلِ. "کُلَّ المَیْلِ" مفعول مطلق ہے "تمیلوا" فعل کے لئے، "کل" کا اپنا معنی نہیں، لہذا یہ مصدر کا حکم رکھتا ہے۔ اسی طرح "فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِیْنَ جَلْدَةً" میں "جلدةً" مفعول مطلق ہے "فاجلدوا" فعل کے لئے۔

نوٹ: اسم اشارہ کبھی مصدر کے قائم مقام ہو کر مفعول مطلق بنتا ہے جیسے: اِنْ نَظُنُّ اِلَّا ذَاکَ ای: ظَنًّا ذَاکَ.

کبھی ضمیر مصدر کے قائم مقام ہو کر مفعول مطلق بنتی ہے جیسے: فَـاِنِّـی اُعَـذِّبُه عَـذَابًـا لَا اُعَذِّبُه اَحَداً مِنَ الْعَالَمِیْنَ

ومفعول فیہ اسمیست کہ فعل مذکور درو واقع شود، اورا ظرف گویند، وظرف بردو گونہ است: ظرف زمان چوں: یوم در صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، وظرف مکان چوں: "عِنْدَ" در جَلَسْتُ عِنْدَكَ(۱).

أی: لَا أعَذِّبُ ذٰلِكَ الْعَذَابَ. "ہ" ضمیر مفعول مطلق ہے "أعذب" فعل کے لئے۔

مفعول مطلق کی تین قسمیں ہیں: ۱- تاکیدی جیسے: ضربتُ ضرباً ۲- نوعی جیسے: جلستُ جِلْسَةَ القاری ۳- عددی جیسے: جلستُ جَلْسَةً.

مصدر اور اسم مصدر میں فرق

مصدر اسے کہتے ہیں جو حدوثی معنی پر دلالت کرے اور اس سے اشتقاق بھی ہوتا ہو، اسم مصدر اس کو کہتے ہیں جو حدوثی معنی پر دلالت کرے لیکن اس سے اشتقاق نہ ہو۔

فائدہ: مفعول مطلق اگر تاکید کے لئے ہو تو مصدر مفرد ہوگا جیسے: ضربتُ ضرباً، نوع کے لئے ہو تو بکسر الجیم اور مضاف ہوگا جیسے: جلستُ جِلْسَةَ القاری، عدد کے لئے ہو تو بفتح الجیم ہوگا جیسے: جلستُ جَلَسات.

(**ومفعول فیہ اسمیست ......الخ**) مفعول فیہ وہ اسم ہے کہ فعل مذکور یعنی حدثی معنی اس میں واقع ہو۔ حدثی معنی اس لئے کہا کہ وہ عام ہے کیونکہ مصدر اور باقی مشتقات اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ وغیرہ سب کے لئے مفعول فیہ آتا ہے، اسے ظرف بھی کہتے ہیں، مفعول فیہ عام ہے چاہے "فی" حرف جر مقدر کے ساتھ ہو یا پھر ظاہر کے ساتھ، لیکن ترکیبی اعتبار سے اصل مفعول فیہ اسے کہتے ہیں جس میں "فی" حرف جر مقدر ہو، اگر حرف جر ظاہر ہو تو نحاۃ اسے مفعول فیہ نہیں مانتے۔ مفعول فیہ کو ظرف کہتے ہیں اور ظرف کی دو قسمیں ہیں: ۱- ظرف زمان ۲- ظرف مکان۔

ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: ۱- متصرف ۲- غیر متصرف

متصرف: جو غیر ظرفیت کو بھی قبول کرے جیسے: یوم کبھی ظرف بنتا ہے اور کبھی ظرف واقع نہیں ہوتا مثلاً: اَلْيَوْمُ مُبَارَكٌ، يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ مُبَارَكٌ، ان مثالوں میں مبتدا اور خبر بن رہا ہے جبکہ ظرف کے متعلق قاعدہ ہے کہ "ظروف کبھی مبتدا نہیں بن سکتے" لیکن چونکہ یہ ظرف متصرف ہے اس لئے مبتدا واقع ہوا ہے۔

غیر متصرف: جو ظرفیت کے علاوہ دوسرے معنی کو قبول نہ کریں جیسے: عِنْدَ، قَطُّ، عَوْضُ، قَبْلُ، بَعْدُ وغیرہ، یہ صرف

---

(۱) جَلَسْتُ عِنْدَكَ: میں تمہارے پاس بیٹھا۔ جَلَسْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، عِنْدَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، کاف ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مفعول معہ اسمیست کہ مذکور باشد بعد از واو بمعنی "مع" چوں: "وَالجُبَّات" در جَاءَ البَرْدُ وَالجُبَّاتِ أی: مَعَ الجُبَّاتِ.

ظرف بنتے ہیں۔قَطُّ، عَوَضُ لازم الظرفیت ہیں اور قَبْلُ، بَعْدُ شبہ لازم الظرفیت ہیں کہ کبھی جر کو قبول کرتے ہیں جیسے: لِلّٰهِ الأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ، مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ العِشَاءِ.

قاعدہ: "الظرفُ من حيثُ أنه ظرفٌ لايكون مُسنداًإليه إلا قليلاً" بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ نصب کی حالت میں رہتے ہوئے ظرف مسند الیہ بنے، بعض تو اس میں تاویل کرتے ہیں مثلاً: لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ میں "بین" "تقطع" کا فاعل ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے جب کہ یہ نصب کی حالت میں رہتے ہوئے فاعل بن رہا ہے، بعض کہتے ہیں کہ عبارت محذوف ہے: أی: لَقَدْ وَقَعَ التَّقَطُّعُ بَيْنَكُمْ، ظروف کبھی مفعول بہ نہیں بنتے، اسی طرح مصادر "سبحان، معاذ" بھی مفعول بہ نہیں بنتے۔

(**مفعول معہ اسمیست ......الخ**) مفعول معہ وہ اسم فضلہ ہے جو "واؤ" بمعنی "مع" کے بعد مذکور ہو اور ماقبل معمول کی مصاحبت پر دلالت کرے۔مفعول معہ میں بجائے "مع" کے "واؤ" اس لئے لاتے ہیں کہ "واؤ" ایک حرفی اور مختصر ہے۔مفعول معہ کی چھ شرطیں ہیں:

❶ اسم ہو احترازی مثال: لا تأكلِ السمكَ وتَشْرَبَ اللبنَ "واؤ" کا مابعد فعل ہے، لہذا یہ مفعول معہ نہیں، تقدیری عبارت: لا يَكُنْ مِنْكَ أكلُ السمكِ وشربُ اللبنِ.

❷ "واؤ" بمعنی "مع" کے بعد جو اسم ہو وہ اسم فضلہ ہو یعنی کلام کے اجزاء اصلیہ میں نہ ہو ورنہ مفعول معہ نہیں ہوگا جیسے: اِشْتَرَكَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو۔

❸ اسم فضلہ "واؤ" کے بعد ہو، احترازی مثال: جئتُ مع عمرٍو، مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف برائے فعل۔

❹ "واؤ" ایسی ہو جو "مع" کے معنی میں ہو، اگر "واؤ" ایسی نہ ہو تو مفعول معہ نہیں ہوگا جیسے: جاء نی زيدٌ و عمرٌو.

❺ جملہ یا شبہ جملہ کے بعد ہو جیسے: كُلُّ رَجُلٍ وَضَيْعَتُه "واؤ" مع کے معنی میں ہے، اس کے بعد اسم ہے، لیکن یہ "واؤ" جملہ یا شبہ جملہ کے بعد نہیں، لہذا یہ مفعول معہ نہیں۔

❻ اس جملے میں فعل یا شبہ فعل عامل ہو، احترازی مثال: هٰذا لَكَ وَأَبَاكَ.

اتفاقی مثال: جَاءَ البَرْدُ وَالجُبَّاتِ أی: مَعَ الجُبَّاتِ.

نوٹ: صحیح مسلک کے مطابق مفعول معہ کو ماقبل والا فعل بواسطہ "واؤ" نصب دیتا ہے۔

ومفعول لہ اسمیت کہ دلالت کند بر چیزے کہ سبب فعل مذکور باشد چوں: إِکْـرامـاً در قُـمـتُ إِکْـراماً لِزَیْدٍ. وحال اسمیت نکرہ کہ دلالت کند بر ہیئتِ فاعل چوں: "رَاکِباً" در جَاءَ زَیْدٌ رَاکِباً یا بر ہیئتِ مفعول چوں: "مشدوداً" در ضَـرَبْـتُ زَیْداً مَشْدُوداً(۱) . یا بر ہیئتِ ہر دو چوں:

(ومفعول لہ اسمیت ......الخ) مفعول لہ: "مَافُعِلَ فِعْلٌ مَذْکُورٌ لِأَجْلِہٖ ای: لِوُجُوہِ تَحْصِیْلِہٖ" ہر وہ مصدر جو ماقبل کے سبب کو بیان کرے، بالفاظ دیگر ماقبل فعل اس کی وجہ سے کیا جائے، چاہے اس کے حصول کے لئے کیا جائے جیسے: ضربتہ تادیباً میں "ضرب" معنی حدثی "ادب" کے حصول کے لئے واقع ہوئی یا پھر وہ فعل اس کے وجود کی وجہ سے کیا جائے جیسے: قَعَدْتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا اس میں قعود عن الحرب "جبن" کے وجود کی وجہ سے واقع ہوا، مصدر کہہ کر احتراز کیا جئتُكَ لِلسمنِ والعسلِ جیسی مثالوں سے کہ ان میں "سمن وعسل" ماقبل فعل کی علت بیان کرتے ہیں اور آنا حصول سمن کے لئے ہے لیکن سمن وعسل مصدر نہیں، لہذا یہ مفعول لہ نہیں۔

مفعول لہ اگر مع اللام یا مع الباء یا مع المن ہو تو اس میں کوئی شرط نہیں مثلاً: قُلْ مُوْتُوا بِغَیْظِكُم، یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ، إِنَّ امْرَأَةً دَخَلَتِ النَّارَ فِی هِرَّةٍ، اگر مفعول لہ ان سے خالی ہو تو پھر اس میں چند شرطیں ہیں، اگر ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو پھر کوئی حرف آجائے گا، حرف سے مراد لام، فی وغیرہ۔

❶ مفعول لہ اور فعل مذکور (معلل بہ) دونوں کا فاعل ایک ہو جیسے: قُمْتُ إِکْراماً لِزَیْدٍ، ضربتُه تادیباً، اگر فاعل الگ ہو تو کسی حرف کا آنا ضروری ہے، لہذا یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ میں "تَعَفُّفاً" نہیں کہہ سکتے۔

❷ دونوں کا زمانہ بھی ایک ہو، زمانے میں من کل وجوہ دونوں کا زمانہ ایک ہونا ضروری نہیں بلکہ مقارنت زمانی شرط ہے، اگر زمانہ ایک نہ ہو تو پھر حرف آئے گا جیسے: جِئْتُ لِسفرِ غَدٍ. أَکْرَمْتُكَ الْیَوْمَ لِوَعْدِیْ بِذٰلِكَ أَمْسِ.

---

(۱) ضَرَبْتُ زَیْداً مَشْدُوداً: میں نے زید کو باندھ کر مارا۔ ضَرَبْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، زَیْداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً ذوالحال، مَشْدُوداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر جس کی تعبیر "هُوَ" مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

"رَاكِبَيْنِ" در لَقِيتُ زَيْداً رَاكِبَيْنِ(۱) .وفاعل ومفعول راذوالحال گویند، وآں غالباً معرفہ باشد، اگر نکرہ باشد حال را مقدم دارند، چوں: جَاءَ نِـي رَاكِباً رَجُلٌ(۲). وحال جملہ نیز باشد چنانچہ رَأَيْتُ الأمِيرَ وَهُوَ رَاكِبٌ(۳).

(وحال اسمیست نکرہ......الخ) حال: مَايُبَيِّنُ هَيئَةَ الفَاعِلِ أو المفعولِ به أو كِلَيْهِما حقيقةً أو حكماً حال وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی ھیئت کو بیان کرے، اس پر چند اشکال بھی وارد ہوتے ہیں، لہذا جامع تعریف یہ ہے کہ "الحالُ ما يُبَيِّنُ الهيئةَ سواءٌ كانَ ذو الحالِ مبتدأً أو مفعولاً مطلقاً"، فاعل حقیقی سے حال جیسے: جَاءَ نِي زَيْدٌ رَاكِبًا ،مفعول بہ حقیقی سے حال جیسے :ضربتُ زيداً مشدوداً، مفعول بہ حکمی سے حال جیسے: أنْ ياكلَ لحمَ أخيه مَيْتًا، مِلَّةَ إبْرَاهِيمَ حنيفاً، فاعل ومفعول دونوں سے حال جیسے :لقيت زيداً راكبَيْنِ .

حال کو پہچاننے کی شرائط

❶ حال کے لئے ضروری ہے کہ وہ مشتق کا صیغہ ہو، یہ جمہور کا مسلک ہے، اگر حال جامد ہو تو اس میں تأویل

(۱) لَقِيتُ زَيْداً رَاكِبَيْنِ : میں نے زید سے ملاقات کی درآنحالیکہ ہم دونوں سوار تھے۔ لَقِيْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا"، ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلا مبنی برضم ذوالحال اول، زَيْداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا ذوالحال دوم، رَاكِبَيْنِ مثنی منصوب بیائے ماقبل مفتوح اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر، ضمیر مستتر معبرب "هُمَا" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل مرفوع محلا مبنی برضم راجع بسوئے ذوالحال اول ودوم تغلیبا، میم حرف عماد مبنی برفتح، الف علامت تثنیہ مبنی برسکون، اسم فاعل فاعل سے مل کر حال، ذوالحال اول اپنے حال سے مل کر فاعل مرفوع محلا ،اور دوم اپنے حال سے مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِي رَاكِبًا رَجُلٌ: میرے پاس ایک مرد سوار ہو کر آیا۔ جاءَ فعل ماضی معروف مبنی برفتح صیغہ واحد مذکر غائب، نون برائے وقایہ مبنی برکسر، رَاكِبًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبرب "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے ذوالحال مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر حال مقدم، رَجُلٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا ذوالحال مؤخر، ذوالحال مؤخر اپنے حال مقدم سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) رَأَيْتُ الأمِيرَ وَهُوَ رَاكِبٌ. میں نے امیر کو دیکھا درآنحالیکہ وہ سوار تھا۔ رَأَيْتُ ترکیب سابق، الأمِيرَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا ذوالحال، واو حالیہ مبنی برفتح، هُوَ ضمیر مرفوع منفصل مبتدا مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے ذوالحال، رَاكِبٌ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبرب "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلا، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

....

کرتے ہیں جیسے: فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أی: مُتَفَرِّقِیْن، بِعه یداًبید أی: متقابلاً، وَادْخُلُوا رَجُلاً رَجُلاً أی: مُتَرَتِّبِیْن، بعض نحاۃ تو اس کا انکار کرتے ہیں کہ حال جامد ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ''جامد حال بن ہی نہیں سکتا''۔ علامہ ابن حاجب کے نزدیک جامد بھی حال بنتا ہے۔

❷ حال نکرہ ہو جیسے: جاء نی زیدٌ راکباً، اگر معرفہ ہو تو تاویل کرتے ہیں جیسے: الحمدُ للهِ وحدَہ أی: منفرداً، أرسَلَهَا العِرَاكَ أی: مُعْتَرِكَةً.

❸ انتقال ممکن ہو یعنی عام حالات میں اپنے ذوالحال سے الگ ہو سکتا ہو جیسے: جاء نی زیدٌ راکباً.

❹ ذوالحال نکرہ محضہ نہ ہو۔

قاعدہ: جب ذوالحال نکرہ ہو تو درج ذیل صورتوں میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے:

❶ حال کی تقدیم تاکہ اس حالت میں صفت موصوف سے التباس لازم نہ آئے، لہٰذا رأیتُ رجلاً راکباً کے بجائے رأیتُ راکباً رجلاً کہیں گے اور باقی حالات رفعی وغیرہ میں طرداً للباب اسے مقدم رکھیں گے۔

❷ تخصیص بالصفۃ جیسے: وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتٰبٌ مِنْ عِنْدِ اللهِ مُصَدِّقًا.

❸ تخصیص بالاضافت جیسے: فِیْ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلسَّائِلِيْنَ.

❹ نفی یا استفہام کے بعد ہو جیسے: وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتٰبٌ مَعْلُوْمٌ، وَلَا يَبْغِ امْرُءٌ عَلٰى امْرِءٍ مُسْتَهِلًا، هَلْ ضَرَبَ رَجُلٌ قَائِماً.

❺ حال جملہ مقترن بالواو ہو جیسے: أَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا.

اگر ذوالحال نکرہ مجرور ہو تو پھر تقدیم الحال علی ذی الحال ضروری نہیں۔

جب جملہ حال بنے تو اس کے لئے تین شرطیں ہیں:

❶ حال میں کوئی رابط موجود ہو جو ذوالحال کی طرف راجع ہو۔

❷ حال جملہ خبریہ ہو، اگر انشائیہ ہو تو جمہور اس میں تاویل کرتے ہیں۔

❸ ابتداء میں حرف سین وسوف نہ ہو۔

حال کی اقسام

حال کی دس قسمیں ہیں:

....

❶ الحَالُ المُنْتَقِلَة: مَا يَنْتَقِلُ عَنْ صَاحِبِهَا. جو اپنے ذوالحال سے جدا ہو سکے جیسے: جاء نی زیدٌ راکباً، فخرج منها خائفاً، رکوبیت اور خوف ہمیشہ نہیں رہتا۔

❷ الحَالُ الدَّائِمَة: مَا لَا يَنْفَكُّ عَنْ صَاحِبِهَا جو اپنے ذوالحال سے جدا نہ ہو سکے جیسے: وکفیٰ باللّٰہِ شهیداً، وکفیٰ باللّٰہِ وکیلاً۔

❸ الحَالُ المُقَدَّرَة: مَا لَا يَكُوْنُ وُجُوْدُه بِالفِعْلِ بَلْ يُقَدَّرُ وُجُوْده بَعْدَ زَمَانِ المُتَكَلِّمِ. جس کا وجود مقدر ہو جیسے: فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا أي: فَادْخُلُوا حَالَ كَوْنِكُم مُقَدَّرِيْنَ الخُلُوْدَ فِيْهَا۔

❹ الحَالُ المُتَرَادِفَة: أَنْ يَقَعَ حَالَانِ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذِي الحَالِ الوَاحِدِ. ایک ذوالحال سے دو یا دو سے زیادہ حال واقع ہوں جیسے: فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ. "خرج" کی ضمیر سے "خائفا" اور "یترقب" دونوں حال ہیں، اسی طرح: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُوْلُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ، "بمؤمنين" اور "يخدعون اللّٰه" دونوں "يقول" کی ضمیر سے حال ہیں۔

❺ الحال المتداخله: وَهُوَ أَنْ يَقَعَ حَالٌ عَنْ حَالٍ أُخْرَىٰ. ایک حال سے دوسرا حال واقع ہو جیسے مثال مذکور میں ہی یہ احتمال بھی ہے کہ "خائفاً" "خرج" کی ضمیر سے حال ہو اور "یترقب" "خائفاً" کی ضمیر سے۔

❻ الحَالُ المَوْطِئَة: وَهُوَ أَنْ يَكُوْنَ الحَالُ جَامِداً أَوْ مَوْصُوْفاً بِمُشْتَقٍّ أَوْ بِمَعْنَاه. حال جامد ہو اور مشتق یا معنی مشتق کے لئے موصوف واقع ہو جیسے: فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَراً سَوِيًّا، إِنَّا أَنْزَلْنَاه قُرْآنًا عَرَبِيًّا. بشرطیکہ "قرآناً" جامد ہو، ویسے تو حال مشتق کا صیغہ ہوتا ہے لیکن صفت مشبہ نے جامد کو حال بنایا، "عربیاً" مشتق کے حکم میں ہے کیونکہ یہ اسم منسوب ہے اور اسم منسوب مشتق کے حکم میں ہوتا ہے۔

❼ الحَالُ المُؤَكِّدَةُ لِعَامِلِ ذِي الحَال. وہ حال جو اپنے ذوالحال کے عامل کی تاکید کے لئے لایا گیا ہو جیسے: فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا، "ضحک" حال مؤکدہ ہے کہ ذوالحال کے عامل کی تاکید کر رہا ہے، اس لئے کہ "تبسم" "ضحک" ہی ہے، اسی طرح: لَا تَعْصَوا فِي الأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ، "عصیان" فساد ہی ہے لیکن "مفسدین" اس کی تاکید کر رہا ہے۔

❽ الحَالُ المُؤَكِّدَةُ لِصَاحِبِهَا. جو اپنے ذوالحال کی تاکید کرے جیسے: وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا، "کلهم" ذوالحال جمیعاً حال ہے اور "جمیعاً" اپنے ذوالحال کی تاکید کے لئے ہے کہ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔

وتمیز اسمیست کہ رفع ابہام کند از عدد چوں: عِنۡدِی اَحَدَ عَشَرَ دِرۡهَماً یا از وزن چوں: عِنۡدِیۡ رِطۡلٌ زَیۡتاً(۱) یا از کَیل چوں: عِنۡدِی قَفِیۡزَانِ بُرّاً(۲) یا از مساحت چوں: مَافِی السَّمَاءِ قَدۡرُ

⑨ الحَالُ المُؤَكِّدَةُ لِمَضۡمُوۡنِ الجُمۡلَةِ: جو مضمون جملہ کی تاکید کرے جیسے: زَيۡدٌ اَبُوۡهُ عَطُوۡفًا.

قواعد للحال

جب حال جملہ بنے یا تو جملہ اسمیہ ہوگا یا فعلیہ، اگر اسمیہ ہو تو اس میں ''واو'' اور ضمیر دونوں رابط ہو سکتے ہیں جیسے: لَا تَقۡرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنۡتُمۡ سُكَارٰى. کبھی صرف ''واو'' رابط ہوتی ہے جیسے: لَئِنۡ اَكَلَهُ الذِّئۡبُ وَنَحۡنُ عُصۡبَةٌ. کبھی صرف ضمیر جیسے: وَتَرَى الَّذِيۡنَ كَذَبُوا عَلَى اللّٰهِ وُجُوۡهُهُمۡ مُسۡوَدَّةٌ.

اگر حال جملہ فعلیہ ہو تو پھر فعل مضارع ہوگا یا فعل ماضی، اگر فعل مضارع ہو تو پھر مثبت ہوگا یا منفی، اگر حال جملہ فعلیہ مضارع مثبت ہو تو رابط ضمیر ہوگی جیسے: وَلَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ. يَمُدُّهُمۡ فِي طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ. اگر کہیں ''واو'' آئے تو تاویل کریں گے جیسے: لِمَ تُؤۡذُوۡنَنِيۡ وَقَدۡ تَعۡلَمُوۡنَ اَنِّيۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ ای: وَاَنۡتُمۡ قَدۡ تَعۡلَمُوۡنَ. اگر حال جملہ فعلیہ مضارع منفی ہو تو اس میں رابط کبھی ''واو'' اور ضمیر دونوں ہوں گے جیسے: فَاسۡتَقِيۡمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيۡلَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ: کبھی صرف ضمیر ہوگی جیسے: وَمَالَنَا لَا نُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ. کبھی صرف ''واو'' ہوگی جیسے: جَاءَنِيۡ زَيۡدٌ وَلَا يَتَكَلَّمُ عَمۡرٌو.

اگر حال جملہ فعلیہ ماضی مثبت ہو تو رابط ضمیر ہوتی ہے جیسے: اَوۡ جَاءُوۡكُمۡ حَصِرَتۡ صُدُوۡرُهُمۡ. بصریین اس میں ''قد'' کو مقدر مانتے ہیں اور تقدیر یوں نکالتے ہیں: ''قَدۡ حَصِرَتۡ'' جب کہ کوفیین کے نزدیک ''قد'' ضروری نہیں، رابط صرف ''واو'' ہو جیسے: قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِيۡ غُلَامٌ وَقَدۡ بَلَغَنِيَ الۡكِبَرُ. رابط ضمیر اور ''واو'' دونوں ہوں جیسے: جَاءَنِيۡ زَيۡدٌ وَقَدۡ تَكَلَّمَ. اسی طرح ''کافیہ'' میں ہے فَانۡقَلَبُوۡا بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوۡءٌ. رابط صرف ''واو'' ہو جیسے: جَاءَنِيۡ زَيۡدٌ وَلَمۡ يَتَكَلَّمۡ عَمۡرٌو.

---

(۱) عِنۡدِيۡ رِطۡلٌ زَيۡتًا: میرے پاس روغن زیتون ایک رطل ہے۔ عِنۡدَ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً، کسرۂ موجودہ حرکتِ مناسبت، ''یا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابت مقدر کا، ثابت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ''ھُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، رطل مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ممیز، زیتاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) عِنۡدِيۡ قَفِيۡزَانِ بُرًّا: میرے پاس چھیاسی سیر چھٹانک دو روپے بھر گندم ہے۔ عِنۡدَ ہر ترکیب سابق مفعول فیہ ہوا ثابتان مقدر کا، ثابتان تثنی =

رَاحَۃٍ سَحَاباً(۱).

(وتمیز اسمیت......الخ) تمیز اس اسم فضلہ کو کہتے ہیں جو اسم کے ابہام یا نسبت کے اجمال کو دور کرے، اس کی کئی صورتیں ہیں:

❶ تمیز من العدد: جو عدد یعنی معدود سے ابہام کو دور کرے۔

عدد اس حرف کو کہتے ہیں کہ جس کے طرفین کو جمع کیا جائے تو وہ ان کا نصف ہو مثلاً: تین ایک عدد ہے اس کے ایک طرف دو اور دوسری طرف چار ہے دونوں کا مجموعہ چھ ہے اور تین ان کا نصف ہے، واحد، اِثنان کے لئے کوئی تمیز نہیں، باقی جتنے بھی اعداد ہیں ان کی تین قسمیں ہیں: ادنی، اوسط، اعلی۔

ادنی: جو تین سے دس تک بشمول دس، ان کی تمیز جمع مجرور بنابر اضافت آئے گی اور عدد و معدود کا تذکیر و تانیث میں اختلاف ہوگا جیسے: ثلاث لیالٍ سویاً، سبعة عوامل.

اوسط: گیارہ سے لے کر ننانوے تک، ان کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے اور عدد کا پہلا حصہ اور معدود تذکیر و تانیث میں مختلف ہوتے ہیں لیکن ہر دہائی کے بعد جو دو عدد ہوں ان کے دونوں جز معدود کے موافق ہوتے ہیں جیسے: اِثْنَا عَشَرَ نَقِيْبًا اِثْنَتَا عَشَرَةَ عَيْنًا، أحدَ عشرَ كوكباً.

اعلی: سو، دوسو، ہزار وغیرہ، ان کی تمیز مفرد مجرور ہوتی ہے جیسے: بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ، لِاَنَّ الْعَوَامِلَ فِی النَّحْوِ مِائَةُ عَامِلٍ۔

ممیز از عدد بر سہ نمط داں   از سہ تا دہ ہمہ مجموع و مجرور

ازاں تا نۂ نود منصوب و مفرد   ازاں بر تر ہمہ فرد است و مجرور

❷ تمیز من المقادیر: اس کی تین صورتیں ہیں:

۱- وزن سے تمیز جیسے: عِنْدِیْ رِطْلٌ زَيْتًا ۲- کیل سے تمیز جیسے: عِنْدِیْ قَفِيْزَانِ بُرًّا، ۳- مساحت سے تمیز

=مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "هُمَا" جس میں "ھا" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامت تثنیہ مبنی بر سکون اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، قَفِيْزَانِ مثنیٰ مرفوع بالف ممیز، بُرًّا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱) مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَاباً: آسمان میں ہتھیلی برابر بادل نہیں: مَا مشبہ بلیس مبنی بر سکون ملغیٰ عن العمل بوجہ تقدم خبر، فی حرف جار مبنی بر سکون، السَّمَاءِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا ثابت مقدر کا، ثابت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم، قَدْرُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، رَاحَةٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ممیز، سَحَابًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

....

جیسے: مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَۃٍ سَحَابًا، "ما" نافیہ، "فی السماء" جار مجرور ظرف مستقر برائے "ثبت" فعل، "قدر راحۃ" ممیز، "سحابا" تمیز، ممیز تمیز فاعل برائے "ثبت"، جملہ ظرفیہ۔

❸ تمیز از شبہ مقادیر: شبہ مساحت و وزن جیسے: عَلَی التَّمْرَۃِ مِثْلُھَا زُبْدًا. "زبدا" تمیز برائے "مثلھا"، اسی طرح فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ. "خیراً" اور دوسری آیت میں "شراً" دونوں تمیز ہیں "مثقال ذرۃ" سے۔

فائدہ: عدد، وزن، کیل اور مساحت سے معدود، موزون، مکیل اور ممسوح مراد ہیں، کیونکہ تمیز رفعِ ابہام کے لئے آتی ہے اور ابہام عدد، وزن، کیل اور مساحت میں نہیں ہوتا بلکہ معدود و موزون وغیرہ میں ہوتا ہے مثلاً: اَحَدَ عَشَرَ میں کوئی ابہام نہیں، بلکہ یہ ایک عدد ہے جو دس اور بارہ کے درمیانی مرتبے کا نام ہے، اس کا معدود باعتبارِ جنس مبہم ہے، معلوم نہیں کہ از قبیلِ کتاب ہے یا قلم وغیرہ۔ اسی طرح وزن، کیل وغیرہ بھی ہیں کہ جنسِ موزون، جنسِ مکیل اور جنسِ ممسوح میں ابہام ہوتا ہے۔

جو تمیز نسبت کے ابہام کو دور کرے اس کی بھی کئی صورتیں ہیں:

❶ مُحَوَّل عن الفاعل ہو جیسے اِشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَیْبًا.

❷ مُحَوَّل عن المفعول ہو جیسے: وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا.

❸ مُحَوَّل عن المبتدا ہو جیسے: اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا ای: مَالِیْ اَکْثَرُ مِنْ مَالِكَ.

❹ غیر مُحَوَّل جیسے: لِلّٰہِ دَرُّہٗ فَارِسًا.

الفرق بین الحال والتمیز

❶ حال ظرف اور جملہ بنتا ہے لیکن تمیز اس طرح نہیں ہوتی۔

❷ کبھی حال پر ذو الحال کا معنی موتوف ہوتا ہے، تمیز پر عام حالات میں ممیز کا معنی موقوف نہیں ہوتا۔

❸ حال مشتق کا صیغہ ہوتا ہے لیکن تمیز میں اصل جامد ہونا ہے۔

❹ حال عام حالات میں تاکید کے لئے آسکتا ہے جیسا کہ گزر چکا لیکن تمیز میں ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

❺ حال کو ذوالحال پر مقدم کر سکتے ہیں بخلاف تمیز کے۔

❻ حال عام طور پر ہیئت بیان کرتا ہے اور تمیز ذات پر دال ہوتی ہے۔

❼ حال متعدد بھی ہوتا ہے، تمیز متعدد نہیں ہوتی۔

ومفعول بہ اسمیست کہ فعلِ فاعل بروواقع شود چوں: ضَـرَبَ زَیْـدٌ عَمْرواً. بدانکہ ایں ہمہ منصوبات بعداز تمامی جملہ باشند، وجملہ بفعل وفاعل تمام شود، وبدیں سبب گویند "الـمَـنْـصُـوبُ فَـضْلَةٌ".

فصل بدانکہ فاعل بردو قسم است: مظہر چوں: ضَـرَبَ زَیْدٌ ومضمر بارز چوں ضَـرَبْـتُ. ومضمر مستتر یعنی پوشیدہ چوں: زَیْـدٌ ضَرَبَ کہ فاعلِ ضَرَبَ "هُوَ" است در ضَرَبَ مستتر۔ بدانکہ چوں فاعل مؤنثِ حقیقی باشد یا ضمیر مؤنث علامت تانیث در فعل لازم باشد چوں: قَـامَـتْ هِـنْـدٌ وَ هَنْدٌ قَامَتْ أی: هِـیَ. ودر مظہر مؤنث غیر حقیقی ودر مظہر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد چوں: طَـلَـعَ الشَّـمْـسُ وَ طَـلَعَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ الرِّجَالُ وَقَالَتِ الرِّجَالُ.

(ومفعول بہ اسمیست ......الخ) وہ اسم فضلہ ہے جس پر تمامیت فعل کے بعد فاعل کا فعل واقع ہو، فعل کے واقع ہونے سے مراد تعلق ہے کہ فعل کا اس سے تعلق ہو مثلاً: إِیَّـاكَ نَـعْبُـدُ وَإِیَّاكَ نَسْتَعِینُ میں ہماری عبادت اللہ رب العزت کے ساتھ متعلق ہوتی ہے نہ کہ واقع ہوتی ہے۔

(فصل بدانکہ فاعل......الخ) فاعل کی دو قسمیں ہیں: ۱- فاعل مظہر ۲- فاعل مضمر

فاعل مظہر: اس فاعل کو کہتے ہیں جو اسم ظاہر ہو اور لفظوں میں موجود ہو جیسے: ضـرب زیـدٌ عمرواً. ضمائر کے علاوہ سب اسم ظاہر ہیں۔

فاعل مضمر: اس کی دو قسمیں ہیں: ۱- بارز ۲- مستتر

بارز: مَایُتَلَفَّظُ بِهِ. جیسے: "تِ" ضربتِ وغیرہ میں کہ اس پر تلفظ ہو رہا ہے۔

مستتر: مَالَا یُتَلَفَّظُ بِهِ جیسے: ضرب اس میں فاعل ضمیر غائب معبَّر بہ "هُوَ" ہے جس پر تلفظ نہیں ہوتا۔

بدانکہ چوں فاعل مؤنث حقیقی باشد: فاعل کے قواعد کا بیان ہے کہ کب فعل مذکر لائیں گے اور کب مؤنث؟

اگر فاعل مؤنث حقیقی از نوعِ انسان ہو اور فعل وفاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو یا فاعل ضمیر کی صورت میں ہو اور مؤنث حقیقی کی طرف راجع ہو تو ان دونوں صورتوں میں فعل کو مؤنث لانا ضروری ہے بشرطیکہ "اِلا" کے علاوہ کسی اور چیز سے فاصلہ نہ ہو، اگر "اِلا" کے علاوہ کسی اور چیز سے فاصلہ ہو تو پھر فعل کو مذکر ومؤنث دونوں لاسکتے ہیں۔ پہلی صورت میں "نوع انسان" کی قید اس لئے لگائی کہ اہلِ عرب کہتے ہیں "سَارَ النَّاقَةُ" حالانکہ "النَّاقَة" مؤنثِ حقیقی ہے، فعل کو مؤنث لانا واجب تھا، لیکن چونکہ یہ مؤنثِ حقیقی از نوعِ انسان نہیں اس لئے تذکیر فعل بھی درست ہے۔

قسم دوم: بدانکہ فعل مجہول بجائے فاعل مفعول بہ را رفع کند، وباقی مفعولات را بنصب کند چوں: ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الأَمِیْرِ ضَرْباً شَدِیْداً فِی دَارِہٖ تَأْدِیْباً وَالْخَشْبَةَ(۱) فعل

فاعل مؤنث حقیقی ہو جیسے: قَامَتْ هِنْدٌ، ضمیر کی مثال: هِنْدٌ قَامَتْ، ''اِلَّا'' کے علاوہ فاصلہ ہو جیسے: قَامَتْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَنَا هِنْدٌ، فعل "قامت" اور اس کے فاعل "هند" کے درمیان "یوم الجمعة أمامنا" کے ذریعے فصل ہے، لہذا جس طرح فعل کو مؤنث لایا ہے مذکر بھی لا سکتے ہیں: قَامَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَنَا هِنْدٌ.

اگر فاصلہ ''اِلَّا'' کے ذریعے ہو تو فعل فاعل کے مطابق لایا جائے گا یعنی فاعل مذکر کے لئے فعل مذکر اور فاعل مؤنث کے لئے فعل مؤنث۔ اگر فاعل اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی یعنی مؤنث سماعی یا جمع تکسیر ہو یا درمیان میں فاصلہ ہو تو ان تینوں صورتوں میں فعل کو مذکر و مؤنث دونوں لا سکتے ہیں۔ مؤنث غیر حقیقی جیسے: طَلَعَ الشَّمْسُ اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ، جمع مکسر جیسے: قَالَ الرِّجَالُ اور قَالَتِ الرِّجَالُ، قَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ، ''نسوة'' مؤنث ہے لیکن پھر بھی فعل مذکر ہے کیونکہ فاعل جمع مکسر ہے، فاصلہ کی مثال: وَأَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ اور دوسری جگہ ہے "وأخذتِ الذین ظلموا الصیحةُ"، اسی طرح قَدْ کَانَ لَکُمْ اٰیَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا، پہلی دونوں مثالوں میں " الذین ظلموا" سے اور تیسری مثال میں "لکم" کے ذریعے فعل اور فاعل کے درمیان فصل لایا گیا ہے۔

اگر فاعل ایسی ضمیر ہو جو جمع تکسیر کی طرف لوٹے تو اگر جمع تکسیر برائے عاقل ہو تو فعل کی تذکیر بضمیر ''واؤ'' بھی جائز ہے جیسے: "الرِّجَالُ قَامُوْا" اور تأنیث بھی بضمیر واحد مؤنث جیسے: الرِّجَالُ قَامَتْ. اگر جمع تکسیر غیر عاقل کی ہے تو فعل کی تأنیث بضمیر واحد مؤنث اور جمع مؤنث دونوں جائز ہیں جیسے: الأَیَّامُ مَضَتْ اور الأَیَّامُ مَضَیْنَ. اگر فاعل مؤنث لفظی ایسا اسم ہو جس کا اطلاق نر و مادہ دونوں پر ہوتا ہو تو اس صورت میں فعل کی تذکیر و تأنیث دونوں جائز ہیں قَالَتْ نَمْلَةٌ بھی کہہ سکتے ہیں اور قَالَ نَمْلَةٌ بھی۔

(قسم دوم: بدانکہ فعل مجہول......الخ) فعل مجہول: وہ فعل جو فاعل کے بجائے مفعول یعنی نائب فاعل کو رفع دے اور باقی مفاعیل کو نصب دے جیسے: ضُرِبَ زیدٌ یومَ الجمعةِ أمامَ الأمیرِ ضرباً شدیداً فی دارہ تأدیباً والخشبةَ. کیونکہ فاعل کو حذف کر کے مفعول بہ کو اس کا قائم مقام بناتے ہیں تو مفعول بہ اپنے اصل یعنی فاعل کا اعراب لے لے گا، اگر

(۱) ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الأَمِیْرِ ضَرْباً شَدِیْداً فِی دَارِہٖ تَأْدِیْباً وَالْخَشَبَةَ: زید کے سر پر شدید مار پڑی لکڑی سے جمعے کے دن امیر کے سامنے، امیر کے گھر میں ادب سکھانے کے لئے۔ ضُرِبَ فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً نائب فاعل، یَوْمَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، الْجُمُعَةِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر=

مجہول رافعل مَا لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہ گویند، ومرفوعش رامفعول مَا لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہ گویند۔

فصل: بدانکہ فعل متعدی بر چہار قسم است: اول متعدی بیک مفعول چوں: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا. دوم: متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد چوں: اُعْطِیَ و آنچہ در معنی او باشد چوں: أَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْھَمًا (۱). وایں جا أَعْطَیْتُ زَیْدًا نیز جائز است۔ سوم: متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک

مفعول بہ نہ ہو تو پھر مفعول مطلق کو رفع دیتا ہے بشرطیکہ مصدر "سبحاناً یامعاذاً" وغیرہ نہ ہو کیونکہ یہ لازم النصب ہیں جیسے: ضُرِبَ ضَرْبٌ شَدِیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الأَمِیْرِ. مفعول مطلق نوعی کو نائب فاعل بنایا گیا۔ ضُرِبَ ضَرْبَةٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الأَمِیْرِ. میں مفعول مطلق عددی کو نائب فاعل بنایا گیا۔ اسی طرح ظرف غیر متصرف لازم الظرفیت بھی نائب فاعل نہیں بن سکتا کیونکہ وہ ہمیشہ منصوب ہی ہوتا ہے جیسے: عند وغیرہ۔

فائدہ: کبھی جار مجرور کو نائب فاعل بناتے ہیں، اگرچہ لفظاً تو وہ مجرور ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں فاعل یا نائب فاعل ہوتے ہیں۔ فعل مجہول کو فعل مالم یسم فاعلہ اور اس کے مرفوع کو مفعول مالم یسم فاعلہ کہتے ہیں۔ تذکیر و تانیث، مفرد و تثنیہ وغیرہ تمام احکام میں یہ فعل معروف کی طرح ہوتا ہے۔

(فصل: بدانکہ فعل متعدی......الخ) فعل متعدی یعنی وہ فعل جو اپنے فاعل پر تمامیت حاصل نہ کرے بلکہ مفعول بہ کا بھی تقاضا کرے، اس کی چار قسمیں ہیں:

1. متعدی بیک مفعول: جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہو جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا.

=مفعول فیہ زمانی، اَمَامَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، الأَمِیْرِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ مکانی، ضَرْبًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف، شَدِیْدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بـــ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر مفعول مطلق نوعی، فی حرف جار مبنی بر سکون، دار مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر کسر راجع بسوئے الأمیر، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، تَأْدِیْبًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول لہ، واو بمعنی مع مبنی بر فتح، الْخَشَبَةَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول معہٗ، فعل اپنے نائب فاعل، مفعول فیہ زمانی، مفعول فیہ مکانی، مفعول مطلق نوعی، ظرف لغو، مفعول لہ اور مفعول معہٗ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۱) أَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْھَمًا. میں نے زید کو ایک درہم دیا۔ أَعْطَیْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلاً مبنی بر ضم، زَیْدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ اول، دِرْھَمًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ دوم، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مفعول روا نباشد، وایں در افعالِ قلوب است چوں: عَلِمْتُ وَظَنَنْتُ وَ حَسِبْتُ وَ خِلْتُ وَزَعَمْتُ وَ رَأَيْتُ وَ وَجَدْتُ چوں: عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا(۱) وَظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا(۲).

فائدہ: ''ضرب'' اگر مارنے کے معنی میں ہو تو متعدی ہے جیسا کہ مثال مذکور میں، اگر سیر اور چلنے کے معنی میں ہو تو پھر متعدی نہیں بلکہ لازم ہوتا ہے جیسے: وَآخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللهِ، وإذَا ضَرَبْتُم فِي الأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُم جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا الصَّلٰوةَ أي: جُنَاحٌ ثَابِتٌ فِي أَنْ تَقْصُرُوا الصَّلٰوةَ.

❷ متعدی بدو مفعول: اس کی دو قسمیں ہیں: قسم اول جہاں دو مفعولوں میں سے ایک کو حذف کرنا جائز ہو جیسے: أعْطَيْتُ اور اس کے ہم معنی لَبِسَ، كَسَا، سَلَبَ وغیرہ، ''أعطيت'' کے ہم معنی سے ہر وہ فعل مراد ہے جو دو مفعولوں کا تقاضا کرے اور دونوں مفعول آپس میں متغایر ہوں یا بالفاظ دیگر مفعول ثانی کا حمل مفعول اول پر جائز نہ ہو مثلاً: كَسَوْتُ زَيْدًا قَمِيْصًا میں ''كسوت'' دو مفعولوں کا تقاضا کرتا ہے، مفعول بہ اول ''زید'' اور ثانی ''قمیص'' ہے، مفعول ثانی کا حمل مفعول اول پر جائز نہیں کہ زیدٌ قمیصٌ کہا جائے، اسی طرح أعطيتُ زيداً درهماً میں زيدٌ درهمٌ کہنا درست نہیں۔

''أعطيت'' کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفا اس لئے جائز ہے کہ دو مفعولوں کا آپس میں کوئی ربط نہیں ہوتا، دونوں ایک دوسرے کے متغائر ہوتے ہیں، ایک کے حذف سے دوسرے پر کوئی اثر نہیں پڑتا بر خلاف ''علمت'' کے مفعولوں کے کہ ان میں سے ایک کو حذف کر کے دوسرے پر اکتفا جائز نہیں، کیونکہ وہ دونوں اصل میں مبتدا و خبر ہوتے ہیں اور ان کا آپس میں کافی ربط ہوتا ہے، ایک کے حذف کا دوسرے پر اثر پڑتا ہے مثلاً: علمت زيداً فاضلاً. ''علمت'' کے دخول سے

---

(۱) عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا: میں نے زید کو فاضل جانا۔ عَلِمْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلا مبنی بر ضم، زَيْدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ اول، فَاضِلًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بـ ''هُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف مقدر، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت برائے موصوف مقدر رَجُلًا، رَجُلًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ دوم، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا: میں نے زید کو عالم گمان کیا۔ ظَنَنْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلا مبنی بر ضم، زَيْدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ اول، عَالِمًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بـ ''هُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف مقدر، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت برائے موصوف مقدر رَجُلًا، رَجُلًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ دوم، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

چہارم: متعدی بسہ مفعول چوں: أعْلَمَ وَ أرٰی وَ أنْبَأوَ أخبَرَ وِ خَبَّرَوَ نَبَّأَوَحَدَّثَ چوں: أعْلَمَ اللّٰهُ زَیْداً عَمرًوا فَاضِلاً (۱). بدانکہ این ہمہ مفعولات بہ اند، ومفعول دوم درباب عَلِمْتُ ومفعول سوم

پہلے یہ دونوں مبتدا وخبر تھے زَیدٌ فَاضِلٌ تو ان میں سے ایک کو حذف کرنا گویا مبتدا یا خبر کو حذف کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔
''أعطیت'' کے دونوں مفعولوں کو ذکر کرنا بھی جائز ہے جیسے: إنَّا أعطَیْنٰكَ الكوثَرَ اور دوسرے مفعول کو حذف کر کے استعمال کرنا زیادہ فصیح ہے، کیونکہ اس میں تعمیم ہوتی ہے مثلاً: أعطیتُ زیداً میں تعمیم ہے کہ زید کو پتہ نہیں کیا کیا دیا، بخلاف أعطیت زیداًدرهماً کے کہ اس میں ''إعطاء'' مقید بدرھم ہے کہ صرف درھم دیئے ہیں، قرآن میں اکثر اسی کو استعمال کیا گیا ہے۔
''أعطیت'' متعدی بدو مفعول ہوتا ہے، اگر اسے مجہول بنا دیا جائے تو مفعول اول کو نائب فاعل بنانا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں کچھ فاعلیت کا معنیٰ پایا جارہا ہے، جب کہا جائے أعطیت زیداًدرهماً تو متکلم معطی ہوا، زید آخذ اور درھم مأخوذ تو اگر چہ زید مفعول بہ ہے مگر اس اعتبار سے کہ وہ درھم کا آخذ ہے اس میں کچھ فاعلیت والا معنیٰ پیدا ہوتا ہے، اسی لئے نائب فاعل بنانے کے لئے اسے پسند کیا گیا ہے۔

❸ متعدی بدو مفعول قسم ثانی: فعل متعدی کی تیسری قسم وہ ہے جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو لیکن ایک مفعول پر اقتصار جائز نہ ہو اور یہ افعال قلوب ''عَلِمْتُ(۲)، ظَنَنْت(۳)، حَسِبْتُ، خِلْتُ(٤)، زَعَمْتُ(٥)،

(۱) أعْلَمَ اللّٰهُ زَیْداً عَمرواً فَاضِلاً: اللہ تعالیٰ نے زید کو بتایا کہ عمر فاضل ہے۔ أعْلَمَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، اللّٰه مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، زیْدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ اول، عَمرواً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ دوم، فَاضِلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب۔ ''هُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف مقدر، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت برائے موصوف مقدر رَجُلاً، رَجُلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ سوم، فعل اپنے فاعل اور تینوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) اگر اپنے اصل معنی میں استعمال ہو تو متعدی بدو مفعول، اگر عَرَفْتُ کے معنی میں ہو تو متعدی بیک مفعول ہوگا جیسے: لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ.

(۳) ظَنَنْتُ کا استعمال مختلف معانی میں ہوتا ہے:
۱۔ ظن کے معنی میں یعنی ایک احتمال کو دوسرے پر ترجیح دینے کے لئے۔
۲۔ یقین کے معنی میں جیسے: الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ. فَظَنُّوْا اَنَّهُمْ مُوَاقِعُوْهَا.
۳۔ بمعنی تہمت جیسے: وَمَاهُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِظَنِیْنٍ. مَنْ قَرَأَ بِالظَّاءِ. اس صورت میں متعدی بیک مفعول ہوگا۔

(٤) یہ دونوں ظن کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

(٥) یہ اٹکل غیر تحقیقی بات کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے: زَعَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا.

در باب أعْلَمْتُ ومفعول لہ ومفعول معہ را بجائے فاعل نتوانند نہاد، ودیگر ہارا شاید ودر بابِ أُعْطِيَ مفعولِ اوّل بمفعول مَالَم يُسَمَّ فَاعِلُه لائق تر باشد از مفعولِ دوم۔

رَأَيْتُ(۱)، وَجَدْتُ(۲)" میں ہوتا ہے، خلت اصل میں خِيلْتُ تھا۔ ایک مفعول پر اختصار اس لئے جائز نہیں کہ ان دونوں کا آپس میں مبتدا وخبر والا تعلق ہوتا ہے اور یہ دونوں اسم واحد کی طرح ہوتے ہیں۔ افعال قلوب ہمیشہ دو مفعولوں کا تقاضا کرتے ہیں، اگر کہیں ایک مفعول ہو اور دوسرا نہ ہو تو اسے نکالیں گے جیسے: لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا آتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه هُوَ خَيْرًا لَّهُم. "الذین الخ" موصول صلہ مل کر فاعل، "ھو" ضمیر فصل، "خیراً" مفعول۔ ایک مفعول غائب ہے، لہٰذا تقدیری عبارت اس طرح نکالیں گے: ولا يحسبنَّ البُخَلَاءُ بُخْلَهُمْ خيراً لهم. کبھی افعال قلوب کے بعد جملہ آتا ہے اور وہ جملہ دو مفعولوں کا قائم مقام ہوتا ہے جیسے: اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ أَنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

قاعدہ: افعال قلوب کا فاعل کبھی بھی اللہ رب العزت نہیں بن سکتے کیونکہ یہ شک وغیرہ کے لیے آتے ہیں، اگر فاعل اللہ رب العزت کی ذات ہو تو پھر انہیں افعال قلوب نہیں کہیں گے جیسے: يعلمُ اللّٰهُ، جعلَ الجنةَ مثواه.

❹ متعدی بسہ مفعول: جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہو جیسے: أَعْلَمَ، أَرٰى، أَنْبَأَ، نَبَّأَ، أَخْبَرَ، خَبَّرَ، حَدَّثَ، ان میں یہ ضروری نہیں کہ تین مفعولوں کی طرف ہی متعدی ہوں گے ویسے استعمال نہیں ہوں گے، بلکہ تین مفعولوں کی طرف متعدی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے مفاعیل کی آخری حد تین ہے، ورنہ کبھی تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتے ہیں جیسے: كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ، کبھی دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتے ہیں جیسے: أَرِنَا مَنَاسِكَنَا. اور کبھی ایک مفعول کی طرف جیسے: نَبَّأَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ. "نَبَّأَ، حَدَّثَ" کے مفعول ثانی پر "با" جارہ بھی داخل ہوتی ہے جیسے: أَنْبِأْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ، أَنْبِئُوْنِيْ بِأَسْمَائِهِمْ، أَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ.

بدانکہ ایں ہمہ مفعولات مفعول بہ اند الخ: مندرجہ ذیل کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے:

❶ "عَلِمْتُ" کے مفعول ثانی کو یعنی عُلِمَ زَيْدًا فَاضِلٌ کہنا جائز نہیں بلکہ عُلِمَ زَيْدٌ فَاضِلًا کہیں گے کیونکہ مفعول ثانی اصل میں مبتدا کی خبر ہے اور خبر مسند ہوتی ہے اور نائب فاعل مسند الیہ، تو اس میں مسند الیہ بننے کی صلاحیت نہیں، لہٰذا

(۱) اگر رؤیت قلبی ہو تو متعدی بدو مفعول ہوگا جیسے: رأيتُ اللّٰهَ غالباً. جب کہ رؤیت بصری متعدی بیک مفعول ہوتی ہے جیسے: رأيتُ زيداً أي: أبصرتُه.

(۲) وَجَدْتُ بمعنی عَلِمْتُ متعدی بدو مفعول ہوتا ہے جیسے: وَجَدْتُ زيداً عالماً. اگر اصبتُ کے معنی میں ہو تو متعدی بیک مفعول ہوگا جیسے: وَجَدْتُ الضَّالَّةَ أي: اصبتُها.

فصل: بدانکہ افعال ناقصہ ہفدہ اند کَانَ وَ صَارَ و ظَلَّ و بَاتَ و اَصْبَحَ واَضْحَیٰ و اَمْسَیٰ و عَادَ واضَ وغَدَا و رَاحَ ومَازَالَ و مَاانْفَكَّ و مَابَرِحَ و مَافَتِیءَ و مَادَامَ ولَیْسَ ایں افعال بفاعل تنہا تمام نشوند محتاج باشند بخبر ے؛ بدیں سبب لہٰذا آنہا را ناقصہ گویند ودر جملہ اسمیہ روند ومسندالیہ را برفع کنند ومسند را بنصب چوں: کَانَ زَیْدٌ قَائِماً(۱) . ومرفوع را اسمِ کان گویند ومنصوب را خبر

نائب فاعل نہیں بن سکتا۔

❷ ''أعلمت'' کا تیسرا مفعول کہ أعلم زیداً عمرواً فاضلاً کہیں کیونکہ فاضل میں مسندالیہ بننے کی صلاحیت نہیں۔

❸ مفعول لہ کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے، اس لئے کہ اگر اسے لام کے ساتھ لائیں اور ضُرِبَ لِلتَّادِیب کہیں تو درست نہیں کہ یہ مجرور ہے اور نائب فاعل مرفوع ہوتا ہے، اگر بغیر لام کے لائیں اور ضُرِبَ تادیبٌ کہیں تو مقصد بگڑ جائے گا، اس لئے کہ مفعول لہ میں نصب علت پر دلالت کرتا ہے، جب نصب نہیں رہا تو علیت ختم، جب علیت ختم تو یہ مفعول لہ نہیں رہا۔

❹ مفعول معہ بھی نائب فاعل نہیں بن سکتا، کیونکہ اگر اسے ''واو'' کے ساتھ لایا جائے اور اُسْتُوِیَتْ وَالْخَشَبَةُ کہا جائے تو درست نہیں کہ کوئی بھی نائب فاعل ''واو'' کے ساتھ نہیں آتا، کلام عرب ایسی مثال سے قاصر ہے کہ جس میں فعل وفاعل کے درمیان اس طرح ''واو'' ہو، اگر بغیر ''واو'' کے لائیں تو مفعول معہ نہیں رہے گا کیونکہ یہ ''واو'' تو مفعول معہ پر دلالت کرتی ہے۔

(فصل: بدانکہ افعال......الخ) افعال ناقصہ یعنی قاصرہ ان افعال کو کہتے ہیں جن میں نسبت حدوث فاعل کی طرف مفید نہ ہو، افعال قاصرہ کی دو قسمیں ہیں: ۱- افعال ناقصہ ۲- افعال مقاربہ

افعال ناقصہ سترہ ہیں: کَانَ، صَارَ، ظَلَّ، بَاتَ، اَصْبَحَ، اَمْسَیٰ، اَضْحَیٰ، عَادَ، غَدَا، رَاحَ، مَازَالَ، مَاانْفَكَّ، مَابَرِحَ، مَافَتِیَ، مَادَامَ، لَیْسَ. ''لیس'' اصل میں لَیِسَ تھا۔

یہ افعال صرف فاعل پر تمام نہیں ہوتے بلکہ خبر کے محتاج ہوتے ہیں، اسی لئے ان کو افعال ناقصہ

(۱) کَانَ زَیْدٌ قَائِماً: زید کھڑا تھا۔ کان فعل ماضی معروف مبنی بر فتح فعل ناقص صیغہ واحد مذکر غائب، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، قائماً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر بہ ''ھُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

کان، وباقی را بریں قیاس کن۔ بدانکہ بعضے ازیں افعال در بعضے احوال بفاعل تنہا تمام شوند چوں کَانَ مَطَرٌ(۱) شد باراں بمعنی حَصَلَ .واورا ''کان'' تامہ گویند، وکان زائدہ نیز باشد۔

کہتے ہیں (۲)، یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، مسند الیہ کو رفع اور مسند کو نصب دیتے ہیں۔ جہاں مبتدا کے لئے صدارت لازم ہو وہاں افعالِ ناقصہ نہیں آتے یعنی اسمائے شرط، اسمائے استفہام، کم خبریہ، مبتدا مقرون بلام تاکید، اسی طرح وہ کلمات جو صرف مبتدا واقع ہوتے ہیں ان پر بھی افعالِ ناقصہ داخل نہیں ہوتے جیسے: لِلّٰہِ دَرُّ الْخَطِیْبِ، أَقَلُّ رَجُلٍ یَفْعَلُ کَذَا. ''ما'' تعجبیہ جیسے: مَاأَحْسَنَ الدِّیْنَ وَالدُّنْیَاإِذَا اجْتَمَعَا. مرفوع ان کا اسم اور منصوب خبر کہلاتی ہے۔

اسم ''کان'' وخبر ''کان'' نحوی اصطلاح ہے، ورنہ وہ اسم ''کان'' کا نہیں ہوتا مثلاً: وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا میں ''اللہ'' ذاتِ باری تعالیٰ کا اسم ہے اور ''عَلِیْمًا'' اس ذات کے متعلق خبر ہے۔

افعالِ ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر نسبت کے زمانے کو متعین کرتے ہیں مثلاً: زید قائم میں نسبت قیام متعین نہیں، جب ''کان'' داخل ہوا تو اور ''کان زید قائماً'' کہا تو اب نسبت قیام متعین ہوگئی کہ یہ ماضی میں ہوا لیکن جب اللہ رب العزت کے لئے مستعمل ہوں تو پھر ان میں دوام واستمرار کا معنی ہوگا جیسے: وکان اللّٰہُ علیماً حکیماً.

مسند الیہ تو پہلے سے مرفوع ہوتا ہے پھر اسے رفع دینے کا کیا معنی؟ اصل بات یہ ہے کہ پہلے جو رفع تھا وہ عامل معنوی کی وجہ سے تھا چونکہ عامل معنوی کمزور ہے، لفظی عامل کے آنے سے وہ ختم ہوا چنانچہ زید پر اب جو رفع ہے وہ عامل لفظی ''کان'' کی وجہ سے ہے۔

فائدہ: ''کَائِنًا مَنْ کَانَ، کَائِنًا مَا کَانَ'' کا استعمال علماء اکثر کرتے ہیں۔ اس کا اعراب بایں طور ہوگا

---

(۱) کَانَ مَطَرٌ: بارش ہوئی۔ کَانَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح فعلِ تام صیغہ واحد مذکر غائب، مَطَرٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) بعض کا مذہب ہے کہ یہ افعال نہیں بلکہ حروف ہیں، کیونکہ ان میں دلالت علی المصدر نہیں پائی جاتی حالانکہ فعل مصدر پر بھی دلالت کرتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ افعال ہی ہیں اور ان کے فعل ہونے پر درج ذیل علامات دلالت کرتی ہیں:

۱- ان کے آخر میں ضمیر لاحق ہوتی ہے جیسے: کَانَا، کَانُوا، کُنْتُ.

۲- تائے تانیث ساکنہ ان کے آخر میں آتی ہے جیسے: کَانَتْ.

۳- ان میں سے بعض افعال متصرف ہیں جیسے: کَانَ، اَصْبَحَ، اَمْسٰی وغیرہ۔

جہاں تک دلالت علی المصدر کی بات ہے تو یہ افعال حقیقیہ میں ہوتی ہے، یہ چونکہ دال علی المصدر نہیں، اسی لئے انہیں افعال حقیقیہ کا مرتبہ نہیں دیا گیا بلکہ افعالِ ناقصہ کہا گیا۔

....

"کائناً" اسم فاعل، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" راجع بسوئے ذوالحال اسم "کان". "من" یا "ما" موصوفہ "کان" فعلِ تام، "ھو" ضمیر مستتر بہ "ھُوَ" راجع بسوئے "مَن" یا "ما" اس کا اسم، "کان" اپنے اسم سے مل کر جملہ فعلیہ منصوب محلاً صفت، موصوف صفت خبر "کائناً" اور "کائناً" ماقبل کے لئے حال بنے گا۔

افعال ناقصہ کی تقسیم باعتبار عمل

باعتبار عمل افعال ناقصہ کی تین قسمیں ہیں:

❶ وہ افعال جو بغیر کسی شرط کے عمل کرتے ہیں: کان، صار، ظل، بات، أصبح، أمسیٰ، أضحی، غدا، راح، عاد، اض، لیس.

"کان" کے نون کو کبھی تخفیفاً حذف کرتے ہیں جیسے: "لَمْ اَكُ بَغِیًّا". لیکن نون کو حذف کرنے کی چار شرطیں ہیں: ۱-مضارع کا صیغہ ہو، ۲-مجزوم بالجازم ہو، ۳-نون کے بعد والا حرف متحرک ہو، احتراز ہے "لم یکنِ الذینَ کفروا" سے، ۴-نون کے ساتھ ضمیر متصل نہ ہو احتراز ہے "اِنْ یَّكُنْهُ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَیْه" سے۔ اگر یہ چار شرطیں پائی جائیں تو حذف نون جائز ہے واجب نہیں۔

"صار" اگر صَارَ یَصَارُ صَیْرُوْرَةً سے ہو تو پھر فعل ناقص ہے، اگر صَارَ یَصِیْرُ باب ضرب یضرب سے ہو تو فعل تام ہوگا جیسے: أَلا إِلَى اللّٰهِ تَصِیْرُ الأُمورُ، اسی طرح اگر صَارَ یَصُوْرُ سے ہو تو بھی فعل تام ہے جیسے: فَصُرْهُنَّ إِلَیْكَ.

"ظل" اگر سمع یسمع سے ہو "ظَلَّ یَظَلُّ" تو فعل ناقص ہے، اگر ضرب سے ظَلَّ یَظِلُّ ہو تو پھر فعل تام ہے، اگر فعل ناقص ہو تو کبھی ایک لام کو تخفیفاً حذف کرتے ہیں جیسے: فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ، فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰی ظَهْرِه.

"عَادَ" اگر "صَارَ" کے معنی میں ہو تو فعلِ ناقص ہے جیسے: وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ اَرْضِنَا اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ای: لَتَصِیْرُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا. اگر "رَجَعَ" کے معنی میں ہو تو پھر فعلِ تام ہے۔

❷ افعال ناقصہ کی دوسری قسم وہ ہے جو اس شرط کے ساتھ عمل کرتی ہے کہ اس پر نفی مقدم ہو، نفی عام ہے چاہے "ما" کے ذریعے ہو یا "لا" و "لن" کے ذریعے جیسے: مازال، مابرح، ماانفک، لَاتَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَائِنَةٍ، لَنْ نَّبْرَحَ عَلَیْهِ عٰكِفِیْنَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی. کبھی نفی مقدر بھی ہوتی ہے جیسے: تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ یُوْسُفَ ای: لَاتَفْتَؤُا.

❸ افعال ناقصہ کی تیسری قسم میں "مادام" داخل ہے، یہ اس وقت عمل کرتا ہے جب اس پر "ما" مصدریہ ظرفیہ مقدم

....

ہو جیسے: وَأَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا. "ما" مصدریہ جملے کو مصدر کی تأویل میں کرے گا یعنی مُدَّۃَ دَوَامِ حَیَاتِی.

افعال ناقصہ کی تقسیم باعتبار تصرف وعدم تصرف

تصرف وعدم تصرف کے اعتبار سے بھی ان کی تین قسمیں ہیں:

۱ وہ افعال جو غیر متصرف ہیں جیسے: "مادام، لیس"، سوائے ماضی کے ان کی گردان نہیں آتی۔

۲ "مازال، ماانفك، مابرح، مافتیء"، ان میں ناقص تصرف ہوتا ہے کہ ماضی مضارع تو آتے ہیں لیکن امر، مصدر وغیرہ نہیں آتے۔

۳ باقی گیارہ متصرف ہیں۔

افعال ناقصہ کی خبر ان کے اسماء پر مقدم ہو سکتی ہے اور "مَا زَالَ، مَاانْفَكَّ، مَابَرِحَ، مَافَتِیءَ، مَادَامَ" کے علاوہ باقی کے نفس افعال پر بھی مقدم ہو سکتی ہے۔

بدانکہ بعضے ازیں افعال در بعضے احوال بفاعل تنہا تمام شد: افعال ناقصہ میں سے بعض افعال بعض حالات میں تام ہوتے ہیں کہ صرف فاعل (اسم) کا تقاضا کرتے ہیں خبر کے محتاج نہیں ہوتے جیسے: "کَانَ" کہا جاتا ہے: کَانَ مَطَرٌ أی: حَصَلَ مَطَرٌ بارش ہوئی۔ اسی طرح قرآن میں ہے: وَقَاتِلُوْهُم حَتّٰی لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ أی: لَاتَبْقٰی فِتْنَةٌ. إِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰی مَيْسَرَةٍ أی: إِنْ وُجِدَ ذُوْعُسْرَةٍ. اس وقت اسے "کان" تامہ کہتے ہیں (۱)۔ "کان"

---

(۱) اسی طرح شاعر کا قول

إِذَا كَانَ الشِّتَاءُ فَأَدْفِئُوْنِی   فَإِنَّ الشَّيْخَ يَهْدِمُهُ الشِّتَاءُ

أی: إِذَا وُجِدَ الشِّتَاءُ. كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِيًّا. میں "کان" ناقصہ نہیں، ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت نہیں رہے گی، کیونکہ پھر معنی یہ ہوگا ہم اس سے کیسے بات کریں جو گہوارے میں بچہ تھا، اس طرح تو ہر آدمی گہوارے میں بچہ ہی ہوتا ہے۔

"کان" میں کبھی ضمیر شان ہوتی ہے جیسے: كَانَ زَيْدٌ قَائِمٌ أی: كَانَ الشَّأْنُ وَالْحَدِيْثُ زَيْدٌ قَائِمٌ. اسی طرح قول شاعر

إِذَامِتُّ كَانَ النَّاسُ صِنْفَانِ شَامِتٌ   وَآخَرُ مُثْنٍ بِالَّذِی كُنْتُ أَصْنَعُ

أی: كَانَ الشَّأْنُ وَالْحَدِيْثُ النَّاسُ صِنْفَانِ.

"کان" کبھی "صار" کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ، فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ أی: صَارَ. اسی طرح شاعر کا قول ہے

بِتَيْهَاءَ قَفْرٍ وَالْمَطِیُّ كَأَنَّهَا   قَطَا الْحَزْنِ قَدْ كَانَتْ فِرَاخًا بُيُوْضُهَا

فصل بدانکہ افعال مقاربہ چہار است: عَسَیٰ و کَادَ و کَرُبَ و اَوْشَكَ . وایں افعال در جملہ اسمیہ روند چوں کان اسم را برفع کنند و خبر را نصب ، الاّ آنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد با اَنْ چوں: عَسَیٰ زَیْدٌ اَنْ یَخْرُجَ (۱) یا بے اَنْ چوں: عَسَیٰ زَیْدٌ یَخْرُجُ (۲) شاید کہ فعل مضارع با اَنْ فاعل عَسَیٰ

کبھی زائدہ بھی ہوتا ہے (۳)، اس کی علامت یہ ہے کہ اگر اسے حذف کریں تو معنی پر کچھ اثر نہ پڑے "کان" عموماً درج ذیل جگہوں میں زائدہ ہوتا ہے:

۱-موصوف صفت کے درمیان، ۲-معطوف ومعطوف علیہ کے درمیان، ۳-فعل فاعل کے درمیان، ۴-افعال مدح کے بعد، ۵-افعال تعجب اور "ما" تعجبیہ کے بعد۔ "کان" جب اللہ رب العزت کے لئے استعمال ہو تو پھر زائدہ نہیں بلکہ دوام واستمرار کا معنی دیتا ہے۔

(**فصل بدانکہ افعال مقاربہ......الخ**) وہ افعال جو حصول خبر کے قرب پر دال ہوں یا حصول خبر کی رجا اور امید پر دال ہوں، یہ کل چار ہیں: عسیٰ (۴)، کادَ، کَرُبَ، اَوشَكَ. ان میں سے ہر ایک قرب پر دلالت نہیں کرتا بلکہ بعض

(۱) عَسَیٰ زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ: امید ہے کہ زید عنقریب نکلے گا۔ عَسَیٰ فعل مقاربہ مبنی بر فتح مقدر، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، "اَنْ" ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون، یَخْرُجَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب— "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتأویل مفرد ہو کر خبر منصوب محلاً، فعلِ مقاربہ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۲) عَسَیٰ زَیْدٌ یَخْرُجُ: عَسَیٰ بترکیب سابق فعل مقاربہ، زید بترکیب سابق اسم، یَخْرُجُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب— "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسم، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر منصوب محلاً، فعلِ مقاربہ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۳) جیسے ایک شاعر کا قول ہے

سَرَاۃُ بَنِیْ اَبِیْ بَکْرٍ تَسَامَیٰ ... عَلَیٰ کَانَ الْمُسَوَّمَۃِ الْعِرَابِ

ای: عَلَی الْمُسَوَّمَۃِ الْعِرَابِ. اسی طرح

فَکَیْفَ اِذَا مَرَرْتَ بِدَارِ قَوْمٍ ... وَجِیْرَانٍ کَانُوْا کِرَامٌ

ای: جِیْرَانٍ کِرَامٍ.

(۴) ابو بکر محمد بن سراج سے منقول ہے کہ "عَسَیٰ" حرف ہے، لیکن یہ قول شاذ ہے، کیونکہ "عَسَیٰ" کے آخر میں ضمائر اور تائے تانیث وغیرہ آتی ہے جیسے: فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ. یہ غیر متصرف اس لئے ہے کہ اس میں حرف "لَعَلَّ" کے ساتھ طمع اور امید میں مشابہت پائی جاتی ہے، لہٰذا اس کی طرح یہ بھی غیر متصرف ہے۔

باشد واحتیاج خبر نیفتد چوں: عَسَیٰ اَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ (۱) درمحل رفع بمعنی مصدر۔

قرب پر اور بعض دوسرے معانی پر دال ہوتے ہیں لیکن ان سب کو افعال مقاربہ تغلیباً کہا جاتا ہے۔ افعال مقاربہ ان چار کے علاوہ اور بھی ہیں جیسے: اَخَذَ، طَفِقَ، جَعَلَ، حَرَیٰ۔ یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر افعال ناقصہ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں لیکن ان میں اور افعال ناقصہ میں دو فرق ہیں:

1. افعال مقاربہ کی خبر کا فعل مضارع ہونا ضروری ہے جب کہ افعال ناقصہ میں ایسی کوئی قید نہیں۔
2. افعال مقاربہ کی خبر رافع للاسم ہوتی ہے بخلاف افعال ناقصہ کی خبر کے کہ کبھی وہ جامد ہوتی ہے۔

عسی، اوشك: ان کا استعمال عموماً ''اَنْ'' کے ساتھ ہوتا ہے کہ ''اَنْ'' ان کی خبر پر داخل ہوتا ہے جیسے: عسیٰ زیدٌ اَنْ یخرجَ اور کبھی بغیر ''اَنْ'' جیسے: عسیٰ زیدٌ یخرجُ. کبھی ''اَنْ'' اپنے بعد والے جملے سے مل کر ''عسیٰ'' اور ''اوشک'' کا فاعل بنتا ہے اس وقت انہیں تام کہیں گے کیونکہ انہیں خبر کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے: عسیٰ اَنْ تکرَهُوا شیئًا، عسیٰ اَنْ یَنْفَعَنَا . یُوشِكُ اَنْ یأتِیَ علی النَّاسِ زمانٌ لا یَبْقَیٰ من الإسلام إلا اسْمُه . ''اَنْ'' اپنے بعد والے جملے کو مصدر کی تاویل میں کر کے محلاً مرفوع ان کا فاعل بنے گا۔

کاد، کرب: عموماً ان کی خبر پر ''اَنْ'' داخل نہیں ہوتا بغیر ''اَنْ'' کے مستعمل ہوتے ہیں جیسے: یَکَادُ البرقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَهُم، لا یَکَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حدیثاً ، کبھی ان کی خبر پر بھی ''اَنْ'' داخل ہوتا ہے جیسے: کاد الفقرُ اَنْ یکونَ کفراً. ''کاد'' اگر سمع یسمع سے ہو تو پھر افعال مقاربہ میں سے ہوگا جیسے کہ مذکورہ مثالوں میں ہے، اگر ضرب یضرب سے ہو تو پھر افعال مقاربہ سے نہیں ہوگا بلکہ فعل تام ہوگا جیسے: اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْداً.

اخذ، طفق، جعل: ان کی خبر پر دخول ''اَنْ'' جائز نہیں۔ ''جعل'' اگر ''صَیَّرَ'' کے معنی میں ہو تو افعال مقاربہ میں سے نہیں ہوگا، اگر ''شرع'' کے معنی میں ہو تو افعال مقاربہ سے ہوگا۔ اسی طرح ''جعل'' بمعنی ''خلق'' بھی افعال مقاربہ میں داخل نہیں۔

---

(۱) عَسَیٰ اَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ: امید ہے کہ زید کا نکلنا قریب ہوا۔ عَسَیٰ بترکیب سابق، ''اَنْ'' ناصبہ موصول حرفی مبنی بر سکون، یَخْرُجَ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، زَیْدٌ بترکیب معلوم فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر فاعل مرفوع محلاً، فعل مقاربہ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

فصل بدانکہ افعال مدح وذم چہار است: نِعْمَ و حَبَّذا برائے مدح وبِئْسَ وَسَاءَ برائے ذم، وہرچہ مابعد فاعل باشد آں را مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند، وشرط آں است کہ فاعل معرف بلام باشد چوں: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ(۱) یا مضاف بسوئے معرف بلام باشد چوں: نِعْمَ صَاحِبُ القَوْمِ زَيْدٌ(۲) یا ضمیر مستتر ممیز بنکرہ منصوبہ چوں: نِعْمَ رَجُلاً زَيْدٌ(۳). فاعل نعم "هُوَ" است مستتر در نعم،

(فصل بدانکہ افعال مدح......الخ) افعال مدح وذم: مَا يَدُلُّ عَلَى إِنْشَاءِ المَدْحِ أَوِ الذَّمِّ. یہ کل چار ہیں: نِعْمَ، حَبَّذَا، بِئْسَ، سَاءَ.

انہیں افعال منسلخہ بھی کہتے ہیں، یہ اصل میں افعال تھے ان سے زمانہ نکال دیا گیا(۴) یہی وجہ ہے کہ ان کی تثنیہ وجمع نہیں آتی، افعال مدح جو انشاء مدح کے لئے ہوں یہ دو ہیں: نِعْمَ، حَبَّذا، افعال ذم جو مذمت بیان کرنے کے لئے آئیں، یہ بھی

(۱) نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ: خوب مرد ہے زید۔ نِعم فعلِ مدح مبنی بر فتح، الرَّجُلُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مرفوع محلاً خبرِ مقدم، زَيْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) نِعْمَ صَاحِبُ القَوْمِ زَيْدٌ: خوب مصاحب قوم ہے زید۔ نِعم فعلِ مدح مبنی بر فتح، صَاحِب مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، القَوْمِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مرفوع محلاً خبرِ مقدم، زَيْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) نِعْمَ رَجُلاً زَيْدٌ: نِعم فعلِ مدح مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ "هُوَ" مرفوع متصل ممیز مبنی بر فتح، رَجُلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر فاعل مرفوع محلاً، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مرفوع محلاً خبرِ مقدم، زَيْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مخصوص بالمدح مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۴) بصریین انہیں افعال کہتے ہیں کیونکہ:

۱۔ افعال کی طرح ان کے آخر میں بھی ضمائر کا اتصال ہوتا ہے جیسے: نِعْمَا رَجُلَيْنِ، نِعْمُوا رِجَالاً.

۲۔ ان کے آخر میں تائے تانیث ساکنہ بھی آتی ہے جیسے: نِعْمَتِ المَرْأَةُ، بِئْسَتِ الجَارِيَةُ.

۳۔ فعل ماضی کی طرح مبنی علی الفتح ہیں۔

جب کہ کوفیین کے ہاں یہ اسماء میں داخل ہیں بوجہ:

۱۔ دخولِ حرفِ جر کہ ان پر حرف جر داخل ہوتا ہے جو کہ اسم کی علامت ہے جیسے

أَلَسْتُ بِنِعْمَ الجَارُ يُؤْلِفُ بَيْتَهُ ... أَخَا قِلَّةٍ أَوْ مُعْدِمُ المَالِ مُصْرِمَا

اسی طرح ایک بدوی کو بیٹی کی ولادت کی خوشخبری سنائی گئی "نِعْمَتِ المَوْلُودَةُ مَوْلُودَتُكَ". تو اس نے کہا: "وَاللهِ مَاهِيَ بِنِعْمَ –

و "رجلا" منصوب است بر تمیز؛ زیرا کہ "ھو" مبہم است، وحبّذا زیدٌ (۱). حبّ فعل مدح است

دو ہیں: بِئْسَ، سَاءَ "نعم" اصل میں "نَعِمَ" تھا (۲)، کبھی نون اور عین دونوں کو کسرہ دیتے ہیں جیسے: فَنِعِمَّا هِيَ.
حبذا: "حبّ" فعل ہے اور "ذا" مرفوع محلاً اسم اشارہ اس کا فاعل، واضع نے اسے اسی طرح وضع کیا ہے (۳)، یہ ہمیشہ فاعل کے ساتھ استعمال ہوتا ہے چاہے مخصوص بالمدح مذکر ہو یا مؤنث، واحد تثنیہ ہو یا جمع جیسے: حبّذا زیدٌ، حبّذا الزیدانِ، حبّذا الزیدونَ، حبّذا هند، حبّذا الهندانِ، حبّذا الهنداتُ.

= المَوْلُوْدَةُ، نُصْرَتُهَا بُكَاءٌ وَ بِرُّهَا سَرِقَةٌ". ایک بدوی کا قول بھی ہے " نِعْمَ السَّيْرُ عَلَى بِئْسَ العِيْرُ.
۲- اسم کی دوسری علامت حروفِ نداء کا دخول بھی ان پر صادق ہے جیسے عرب کہتے ہیں: " يَانِعْمَ المَوْلَىٰ وَيَا نِعْمَ النَّصِيْرُ.
۳- اسماء کی طرح غیر متصرف ہیں۔
۴- مسموع من العرب ہے " نُعَيْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ". جب کہ فعل اس وزن پر نہیں آتا۔
بصریین کی طرف سے ان استدلالات کا جواب یہ ہے کہ ان افعال پر حروفِ جارہ کا دخول حکایتاً ہوتا ہے جس طرح کبھی فعل پر حکایتاً حرفِ جر داخل ہوتا ہے جیسے

وَاللهِ مَا لَيْلَىٰ بِنَامَ صَاحِبُهُ   وَلَا مُخَالِطِ اللَّيَانِ جَانِبُهُ

أي: وَاللهِ مَا لَيْلَىٰ بِلَيْلٍ مَقُوْلٍ فِيْهِ نَامَ صَاحِبُهُ. اسی طرح دیگر امثلہ میں بھی تاویل کی جائے گی مثلاً: أَلَسْتُ بِنِعْمَ الجَارُ أي: أَلَسْتُ بِجَارٍ مَقُوْلٍ فِيْهِ نِعْمَ الجَارُ. وَاللهِ مَاهِيَ بِنِعْمَ المَوْلُوْدَةُ أي: وَاللهِ مَاهِيَ بِمَوْلُوْدَةٍ فَيُقَالُ فِيْهَا نِعْمَ المَوْلُوْدَةُ. نِعْمَ السَّيْرُ عَلَى عَيْرٍ أي: عَلَى عَيْرٍ مَقُوْلٍ فِيْهِ بِئْسَ العِيْرُ.
يَا نِعْمَ المَوْلَىٰ وَيَا نِعْمَ النَّصِيْرُ میں مقصود بالنداء معلوم ہونے کی وجہ سے محذوف ہے، اصل میں يَا اللهُ نِعْمَ المَوْلَىٰ تھا۔
نُعَيْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ روایتِ شاذہ ہے، صرف قطرب سے منقول ہے، اگر صحیح روایت ہو تب بھی قابلِ استدلال نہیں، کیونکہ "یا" اشباعِ کسرہ کی وجہ سے ہے کہ اصل میں "نِعِمَ" تھا، اشباعِ کسرہ سے "یا" پیدا ہوئی جیسے

أَلَمْ يَأْتِيْكَ وَالأَنْبَاءُ تَنْمِيْ   بِمَا لَاقَتْ لَبُوْنُ بَنِيْ زِيَادِ

(۱) حَبَّذَا زَيْدٌ: خوب ہے یہ زید۔ حَبَّ فعلِ مدح مبنی بر فتح، ذَا اسمِ اشارہ مبنی بر سکون فاعل مرفوع محلاً، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر خبرِ مقدم، زیدٌ بترکیبِ سابق مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔
(۲) "نِعْمَ" اصل میں "نَعِمَ" بروزنِ "فَعِلَ" تھا اور جو کلمہ بھی "فَعِلَ" کے وزن پر ہو اس میں مختلف صورتیں جائز ہوتی ہیں:
۱- اپنے اصل پر پڑھنا جیسے: نَعِمَ، ضَحِكَ، فَخِذٌ.   ۲- عین کو ساکن کرنا جیسے: نَعْمَ، ضَحْكَ، فَخْذٌ.
۳- عین کی مناسبت سے فا کو کسرہ دینا جیسے: نِعِمَ، ضِحِكَ، فِخِذٌ. ۴- کسرہ فا و اسکانِ عین جیسے: نِعْمَ، ضِحْكَ، فِخْذٌ.
(۳) "حَبَّ" اصل میں "حَبُبَ ذَا" تھا، تخفیف کے لئے دونوں کو ملا کر ایک کلمہ کر دیا، فاعل تثنیہ ہو یا جمع، مذکر ہو یا مؤنث سب صورتوں میں یہ "ذا" رہتا ہے، اس لئے کہ مفرد مذکر سب کے لئے اصل ہے، تانیث و تثنیہ و جمع اس کی فرع ہیں، ترکیب چونکہ تخفیف کے =

و ''ذا'' فاعل اور زید مخصوص بالمدح، وہمچنیں بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ(۱)'' وَسَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو(۲).

بئس: اصل میں "بَئِسَ" تھا، ان چاروں کو واضع نے انشاء مدح وانشاء ذم کے لئے وضع کیا، اس لئے انہیں انشائیہ میں شمار کرتے ہیں، بخلاف "مَدَحْتُہٗ" وغیرہ کے کہ واضع نے انہیں انشاء مدح کے لئے وضع نہیں کیا، بلکہ خبر مدح کے لئے ہیں، لہذا جملہ خبریہ ہوں گے۔

ان چاروں کے فاعل کے بعد جو اسم آئے اسے مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زیدٌ میں ''نعم'' فعل مدح، ''الرجل'' اس کا فاعل، فعل فاعل مل کر خبر مقدم اور ''زید'' مخصوص بالمدح مبتدا موخر، جملہ اسمیہ انشائیہ۔ نعم الرجل جو خبر ہے جملہ انشائیہ ہے، جمہور کے ہاں یہ درست نہیں لہذا وہ اس میں تاویل کر۔ ہیں کہ: زَیْدٌ مَقُوْلٌ فِی حَقِّہٖ نِعْمَ الرَّجُلُ، البتہ سیبویہ، ابن مالک، ابن العصفور کے نزدیک بلا تاویل جائز ہے۔ اس میں نِعمَ الرَّجُلُ هُوَ زَیْدٌ بھی کہہ سکتے ہیں لیکن اس میں محذوف نکالنا پڑتا ہے اور حذف خلاف اصل ہے، لہذا پہلی ترکیب ہی بہتر ہے۔

کلام فصیح میں مخصوص بالمدح، مخصوص بالذم کو حذف کرتے ہیں جیسے: نِعْمَ العَبْدُ أی: نِعْمَ العَبْدُ أَیُّوبُ، بِئْسَ المَصِیْرُ أی: النَّارُ أَوْ جَهَنَّمُ. اسی طرح "سَاءَتْ مَصِیْراً أی: سَاءَتْ مَصِیْراً جَهَنَّمُ".

= لئے تھی اور تخفیف اسی میں تھی کہ تمام صورتوں میں ایک ہی صورت باقی رہے، لہذا یہ ایک ہی صورت پر رہتا ہے۔
"حَبَّذَا" کے اسم یا فعل ہونے میں بھی اختلاف ہے، بعض کا مذہب ہے کہ اسم ہے، کیونکہ جب اسم وفعل سے مرکب ہوا تو غالب وقوی کا اعتبار کریں گے اور وہ اسم ہے، جب کہ بعض حضرات جزاول کا اعتبار کرتے ہوئے اسے فعل مانتے ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ نہ اس میں اسمیت غالب ہے نہ فعل ہونا، بلکہ یہ جملہ ہے جو دیگر جملوں کی طرح فعل اور فاعل سے مرکب ہے۔
مخصوص بالمدح کے بعد نکرہ آئے تو وہ بنا بر تمیز منصوب ہوگا جیسے: حَبَّذَا رَجُلاً زَیْدٌ، حَبَّذَا عَمْرٌو رَاكِباً. یہی وجہ ہے کہ اس پر "مِنْ" جارہ بھی داخل ہوتا ہے جیسے

یَا حَبَّذَا جَبَلُ الرَّیَّانِ مِنْ جَبَلٍ وَحَبَّذَا سَاكِنُ الرَّیَّانِ مَنْ كَانَا

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر مخصوص بالمدح کے بعد اسم غیر مشتق ہو تو بنا بر تمیز منصوب ہوگا جیسے: حَبَّذَا زَیْدٌ رَجُلاً. اگر مشتق ہو تو بنا بر حال منصوب ہوگا جیسے: حَبَّذَا عَمْرٌو رَاكِباً.

(۱) بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ: بما ہے مرد زید۔ بئس فعل ذم مبنی بر فتح، الرجل مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مرفوع محلا خبر مقدم، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مخصوص بالذم مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو: ساء فعل ذم مبنی بر فتح، الرجل مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مرفوع محلا خبر مقدم، عمرو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مخصوص بالذم مبتدائے موخر، مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

فصل: بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از مصدر ہر ثلاثی مجرد باشد اول مَا اَفْعَلَهٗ چوں: مَا اَحْسَنَ زَیْدًا(۱) چہ نیکو است زید تقدیرش اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیْدًا. مَا بمعنی اَیُّ شَیْءٍ است در محل رفع بابتداء، واَحْسَنَ در محل رفع خبر مبتداء، وفاعل اَحْسَنَ هُوَ است در و مستتر وزَیْدًا مفعول بہ۔ دوم: اَفْعِلْ بِہٖ چوں: اَحْسِنْ بِزَیْدٍ (۲) اَحْسِنْ صیغہ امر است بمعنی خبر تقدیرش اَحْسَنَ زَیْدٌ ای: صَارَ ذَا حُسْنٍ(۳) و"با" زائدہ است۔

ان کے فاعل کی شرائط

ان کے فاعل کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ معرف باللام ہو(۴) جیسے: نعم الرجلُ زیدٌ، نعمَ العبدُ، یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے: نعم صاحبُ القومِ زیدٌ، یا پھر ان کا فاعل ضمیر مستتر ہوتا ہے جس کی تمیز نکرہ منصوبہ لائی جاتی ہے جیسے: نعم رجلاً زیدٌ ای: نعمَ هُوَ رجُلاً زیدٌ، سَاءَتْ مصیراً ای: ساءت هی مصیراً، ضمیر مستتر معبر بہ "هی" ممیز، "مصیراً" تمیز، ممیز تمیز مل کر فاعل برائے "ساءت" فعل۔ کبھی ان افعال کے بعد نہ معرف باللام ہوتا ہے نہ مضاف إلی معرف باللام نہ ہی کوئی نکرہ منصوبہ کہ جسے تمیز قرار دیں بلکہ "ما" موصوفہ ہوتا ہے جیسے: بِئْسَمَا اشْتَرَوا بِہٖ أَنْفُسَهُم تو اس صورت میں "ما" موصوفہ نکرہ کے معنی میں ان کی تمیز ہے یعنی: بئس الشیءُ شَیْئًا اشْتَرَوا به أنفسَهم اور کبھی "ما" موصوفہ کو ان کا فاعل بناتے ہیں جیسے: فَنِعِمَّا هِیَ ای: نِعْمَ مَا هِیَ.

فائدہ: "ما" موصولہ اور "ما" موصوفہ میں لفظی فرق تو نہیں کیونکہ دونوں کے بعد جملہ آتا ہے، دونوں جملوں

(۱) "نعم، بئس" کے فاعل کا اسم جنس ہونا ضروری ہے، کیونکہ "نعم" مدح عام اور "بئس" ذم عام کے لئے وضع ہے، ان کے فاعل کو عام لفظ سے خاص کیا گیا تا کہ اس بات پر دلالت کرے کہ یہ فاعل اس جنس میں مدح یا ذم کا مستحق ہے۔

(۲) مَا أَحْسَنَ زَیْدًا: کتنا اچھا ہے زید۔ ما اسمیہ برائے استفہام مبتدا مرفوع محلا مبنی بر سکون، اَحْسَنَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، زَیْدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مرفوع محلا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

(۳) اَحْسِنْ بِزَیْدٍ: اَحْسِنْ فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون بمعنی اَحْسَنَ ماضی، "با" حرف جار زائد مبنی بر کسر، زَیْدٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مرفوع محلا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۴) اَحْسَنَ زَیْدٌ اَیْ صَارَ ذَا حُسْنٍ: زید حسین ہو گیا۔ اَحْسَنَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ اَیْ حرف تفسیر مبنی بر سکون، صَارَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب فعل ناقص، ضمیر مستتر معبر بہ "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے زید، ذَا اسمائے ستہ مکبرہ سے منصوب بالف مضاف، حُسْنٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مفسَّرہ۔

میں ضمیر ''ما'' کی طرف راجع ہوتی ہے لیکن ان میں معنوی فرق یہ ہے کہ ''ما'' موصوفہ نکرہ اور ''ما'' موصولہ معرفہ ہوتا ہے۔

(فصل: بدانکہ افعال تعجب......الخ) افعال تعجب: مَايَدُلُّ عَلَى إِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ. وہ فعل (۱) جو ثلاثی مجرد کے ابواب سے انشاء تعجب کے لئے بنایا گیا ہو نیز مثبت ہو اور اس کا اسم ''فعلاء'' کے وزن پر نہ آئے، مجہول کے معنی پر دال بھی نہ ہو اور متصرف و تام ہو، فعل تعجب کے دو صیغے ہیں: ۱- ما أفعلہ ۲- أفعل بہ۔ صرفیین کے ہاں تین صیغے ہیں وہ ''فَعُلَ'' کو بھی فعل تعجب میں شمار کرتے ہیں لیکن عند النحاۃ یہ مستعمل نہیں۔

افعال تعجب کی شرائط

❶ فعل ہو احتراز ہے جامد سے کہ ما أحمرہ نہیں کہہ سکتے۔

---

(۱) فعلِ تعجب کے شروع میں ''ما'' اس لئے بڑھاتے ہیں کہ ''ما'' میں زیادہ ابہام پایا جاتا ہے، اور جب کوئی چیز مبہم ہو تو ذہن میں اس کی وقعت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ سیبویہ اور اکثر بصریین کا مذہب ہے کہ ''ما'' شَیءٌ کے معنی میں ہے اور تقدیر عبارت اس طرح ہے شَیءٌ اَحْسَنَ زَیْداً. جب کہ بعض بصریین کہتے ہیں کہ ''ما'' بمعنی الَّذِیْ اور خبر محذوف ہے یعنی الَّذِیْ اَحْسَنَ زَیْداً شَیءٌ. لیکن پہلا قول راجح ہے کہ اس میں حذف نہیں پایا جاتا۔

بصریین اسے فعل مانتے ہیں کیونکہ:

۱- جب اس کے آخر میں یائے ضمیر آئے تو نونِ وقایہ لاحق ہوتا ہے جیسے: مَا اَحْسَنَنِیْ. حالانکہ نونِ وقایہ فعل کے آخر میں آتا ہے۔

۲- أفعَلُ اسم تفضیل صرف نکرہ کو بنا بر تمیز نصب دیتا ہے جیسے: هٰذَا اَكْبَرُ مِنْكَ سِنًّا، اَكْثَرُ مِنْكَ عِلْماً. اور یہ معرفہ کو بھی مفعول بہ ہونے کی وجہ سے نصب دیتا ہے۔

۳- اگر یہ اسم تفضیل ہی ہوتا تو مفتوح الآخر نہ ہوتا۔

کوفیین اسے اسم مانتے ہیں کیونکہ:

۱- اسم کی طرح یہ بھی متصرف نہیں، حالانکہ متصرف ہونا فعل کی خصوصیت ہے۔

۲- اسم کی خصوصیت قابل تصغیر بھی اس پر صادق ہے جیسے

یَا مَا اُمَیْلِحَ غِزْلَاناً شَدَنَّ لَنَا ... مِنْ هٰؤُلَیَّائِكُنَّ الضَّالِ وَالسَّمُرِ

۳- اسم کی طرح اس میں بھی تصحیح جاری ہوتی ہے جیسے: مَا اَقْوَمَہ، مَا اَبْیَعَہ.

بصریین کی طرف ان استدلالات کا جواب یہ ہے کہ بعض افعال کسی خصوصیت کی وجہ سے متصرف نہیں ہوتے حالانکہ وہ فعل ہی ہوتے ہیں جیسے افعال مقاربہ عَسٰی وغیرہ۔

مَا اُمَیْلِحَ میں حقیقتاً تصغیر فعل کی نہیں بلکہ مصدر کی تصغیر ہے، کیونکہ غیر متصرف افعال کی تاکید مصدر سے نہیں آتی، جب مصدر کی =

....

❷ ثلاثی مجرد ہوا احتراز ہے دَحْرَجَ سے کہ رباعی ہے(۱)۔

❸ متصرف ہوا احتراز ہے نِعْمَ وَبِئْسَ سے کہ فعل غیر متصرف ہیں۔

❹ فعل کے معنی میں زیادتی آسکتی ہو۔

❺ تام ہوا احتراز ہے "کَانَ، ظَلَّ" سے۔

❻ مثبت ہوا احتراز ہے "مَاقَامَ" سے۔

❼ اسم فاعل کا وزن اَفْعَلُ فَعْلَاءُ نہ ہوا احتراز ہے "اَسْوَدُ" سے۔

❽ صیغہ مجہول نہ ہوا احتراز ہے "ضُرِبَ" سے کہ ضُرِبَ سے تعجب مَااَضْرَبَہٗ بمعنی کیا خوب مارا گیا جائز نہیں۔

''ما أفعله'' یہ ضمیر میں عمل کرتا ہے اور اس کا فاعل ضمیر ہوتی ہے جیسے: ما أحسنَ زیداً ای: ایُّ شَیْءٍ أحْسَنَ زیداً، ''ما'' تعجبیہ مبتدا، ''أحسن'' فعل، ''ھو'' ضمیر مستتر اس کا فاعل، ''زیداً'' مفعول بہ، فعل فاعل مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ خبر برائے مبتدا۔ فعل تعجب میں مفعول بہ ''زید'' ترکیبی لحاظ سے تو مفعول بہ ہے لیکن معنوی مرادی اعتبار سے فاعل ہے کیونکہ اس کا معنی ہے ''زید کتنا خوبصورت ہے''۔

''أفعل بہ'' صیغہ امر کا ہے لیکن خبر کے معنی میں ہے(۲)، اصل میں "أحْسَنَ زیدٌ" ہے یعنی "صَارَ ذا حُسْنٍ" اس سے اشارہ ہے کہ شروع کا ہمزہ صیرورت کا ہے۔

فائدہ: باوجودیکہ فاعل عمدہ ہوتا ہے اور عمدہ کا حذف کرنا جائز نہیں لیکن پھر بھی افعال تعجب میں اگر تکرار وغیرہ ہو تو ایک پر اکتفا کر کے دوسرے کو حذف کرتے ہیں جیسے: اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ای: اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ بِهِمْ.

= تصغیر کا ارادہ ہو تو فعل کی تصغیر کرتے ہیں تاکہ وہ مصدر کی تصغیر کے قائم مقام ہو۔

تصحیح کے متعلق جواب یہ ہے کہ اسم کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اگر اسم کے بعض احکام اس پر جاری ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، جیسے اسم تفضیل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے کبھی اس کی تصغیر لاتے ہیں۔ علاوہ ازیں کئی افعال ایسے ہیں کہ ان میں بھی تصحیح جاری ہوتی ہے جیسے: اِسْتَحْوَذَ، اِسْتَصْوَبَ.

(۱) کیونکہ افعال کی دو قسمیں ہیں: ثلاثی، رباعی۔ ثلاثی کو رباعی کی طرف نقل کرنا جائز ہے کہ ایک اصل سے دوسرے اصل کی طرف انتقال ہے، نیز ثلاثی اخف ہے، اس کے شروع میں ہمزہ کی زیادتی باعثِ ثقل نہیں، لیکن رباعی کو خماسی کی طرف منتقل کرنا جائز نہیں کہ اصل کا انتقال غیر اصل کی طرف ہے، علاوہ ازیں رباعی کے شروع میں زیادتی باعثِ ثقل بھی ہے۔

(۲) مبالغہ فی المدح کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا، ''با'' اس لئے زیادہ کی کہ امر حقیقی اور اس میں فوراً فرق ظاہر ہو جائے۔

باب سوم در عمل اسمائے عاملہ وآں یازدہ قسم است: اول: اسمائے شرطیہ بمعنی اِن وآں نہ است: مَن وَ مَا و اَینَ وَ مَتٰی وَ اَیٌّ وَ اَنّٰی وَ اِذمَاوَ حَیثُمَاوَ مَہمَا فعل مضارع را بجزم کنند چوں: مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ(۱) وَ مَاتَفْعَلْ اَفْعَلْ(۲) وَ اَینَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ(۳) وَ مَتٰی تَقُمْ اَقُمْ(٤) وَ اَیٌّ

(باب سوم در عمل اسمائے عاملہ......الخ) باب سوم میں اسمائے عاملہ کا بیان ہے، اسمائے عاملہ گیارہ ہیں:

اول اسمائے شرطیہ: اسمائے شرطیہ درج ذیل ہیں۔

من وما مہما وایّ حیثما اِذ ما متی — اینما انی نہ اسم جازمند مر فعل را

بعض نحویین نے ''اَیَّان'' کو بھی شمار کیا ہے، یہ تمام اسماء ہیں، ''اِذ ما'' میں بعض اختلاف کرتے ہیں اور اسے حرف قرار دیتے ہیں۔

(۱) مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ: جس کو تو مارے گا میں ماروں گا۔ ''مَنْ'' اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون، ''تَضْرِبْ'' فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیرِ بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر ــــ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَضْرِبْ فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر ــ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ: جو تو کرے گا میں کروں گا۔ ''مَا'' اسم شرط مفعول بہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون، ''تَفْعَلْ'' فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیرِ بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر ــ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون'' تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَفْعَلْ فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر ــ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۳) اَینَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ: جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا۔ ''اَینَ'' اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر فتح، ''تَجْلِسْ'' فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیرِ بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر ــــ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون'' تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، اَجْلِسْ فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر ــ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(٤) مَتٰی تَقُمْ اَقُمْ: جب تو کھڑا ہوگا میں کھڑا ہوں گا۔ ''مَتٰی'' اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون، ''تَقُمْ'' فعلِ مضارع =

شَیْءٍ تَـاکُلْ اٰکُلْ(۱) وَ اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ(۲) وَ اِذْ مَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ(۳) وَحَیْثُمَاتَقْصِدْ

یہ اسماء فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں اور ''اِنْ'' شرطیہ کے معنی میں ہوتے ہیں، ''اِنْ'' شرطیہ کے معنی میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ''اِنْ'' سببیت کے لئے آتا ہے اور فعل مضارع پر داخل ہوکر اسے جزم دیتا ہے اسی طرح یہ اسماء بھی سببیت کے لئے آتے ہیں اور فعل مضارع پر داخل ہوکر اسے جزم دیتے ہیں، اسمائے شرطیہ اور ''اِنْ'' میں بہت فرق ہے، ''اِنْ'' حرف غیر مستقل ہے اور اسمائے شرطیہ بذات خود مستقل ہیں، اسی سببیت سے یہ بات جاننی چاہیے کہ شرط وجزا میں اصل سببیت ہے، اگر کہیں سببیت نہ ہوتو اسے شرط وجزا نہیں کہیں گے، اگر چہ اس کی شکل وصورت شرط وجزا والی ہو مثلاً: کوئی اسم شرط ہو اور اس کے بعد ''فا'' ہو جیسے: مَنْ کَفَرَ فَاُمَتِّعُہٗ ۔مذکورہ بالا مثال میں ''مَن'' اسم شرط اس کے بعد ''فا'' ہے شرط وجزا کی ہیئت ہے، لیکن سببیت نہ ہونے کی وجہ سے یہ شرط وجزا نہیں، اس لئے کہ کفر تمتع کا سبب نہیں۔

=معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بـــ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، اَقُمْ فعل مضارع معروف صحیح از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بـــ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۱) اَیَّ شَیْءٍ تَـاکُلْ آکُلْ: جو تو کھائے گا میں کھاؤں گا۔ ''اَیّ'' مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح منصوب لفظاً اسم شرط مضاف، ''شَیْءٍ'' مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ مقدم، ''تَاکُلْ'' فعلِ مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بـ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، آکُلْ فعلِ مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بـــ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ: جہاں تو لکھے گا میں لکھوں گا۔ ''اَنّٰی'' اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون، ''تَکْتُبْ'' فعلِ مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بـــــ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، اَکْتُبْ فعلِ مضارع معروف صحیح مجرداز ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بـ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۳) اِذْ مَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ: جب تو سفر کرے گا میں سفر کروں گا۔ ''اِذْ مَا'' اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلا مبنی بر سکون، ''تُسَافِرْ'' فعلِ=

أَقْصِدْ(۱) وَمَهْمَا تَقْعُدْ أَقْعُدْ(۲).

من وما: ''من'' عموماً ذوی العقول کے لئے جیسے: مَنْ یَعْمَلْ سُوءً ا یُجْزَ بِه. اور ''ما'' غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے جیسے: وَمَاتَفْعَلُوا مِنْ خَیْرٍ یَعْلَمه اللهُ. مَانَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا.

مهما: اسم شرط ہے، ظرفیت کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا جیسے: مَهْمَا تَاْتِنَابِه مِنْ اٰیَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَافَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ. بعض کے نزدیک ظرفیت کے لئے ہے، یہ بسیط ہے مرکب نہیں جب کہ بعض کہتے ہیں کہ اصل میں ''مَامَا'' تھا، ہمزہ حرف حلقی کی جگہ ''ھا'' لگائی تو ''مھما'' بن گیا، اصل ''ما'' پہلا ہے اور دوسرا زائدہ ہے، ''أَمَّا'' اسی سے بنتا ہے لیکن حرف ہوتا ہے۔

ان تینوں کے بعد فعل لازم ہوگا یا متعدی، اگر فعل متعدی ہو اور مفعول کا تقاضا کرے تو یہ تینوں محلاً منصوب اس کے لئے مفعول بہ بنیں گے، اگر فعل لازم ہو یا متعدی مفعول کا تقاضا نہ کرے تو یہ مبتدا ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہوں گے البتہ خبر میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک صرف جزا اور بعض کے نزدیک دونوں خبر ہوں گے، ان کی جزا میں

= مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''أَنْتَ'' جس میں ''أَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، أُسَافِرْ فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ ''أَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۱) حَیْثُمَا تَقْصِدْ أَقْصِدْ: جہاں کا تو قصد کرے گا میں قصد کروں گا۔ ''حَیْثُمَا'' اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون، ''تَقْصِدْ'' فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''أَنْتَ'' جس میں ''أَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، أَقْصِدْ فعلِ مضارع معروف صحیح از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ ''أَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) مَهْمَا تَقْعُدْ أَقْعُدْ: جب تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا۔ ''مَهْمَا'' اسم شرط مفعول فیہ مقدم منصوب محلاً مبنی بر سکون، ''تَقْعُدْ'' فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''أَنْتَ'' جس میں ''أَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، أَقْعُدْ فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مجزوم بسکون صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ ''أَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

....

ایک ضمیر ہوتی ہے جو اسم مبتدا کی طرف لوٹتی ہے جیسے: مَنْ کَانَ لَہٗ إمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الإمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ۔ ''لہٗ'' ضمیر کا مرجع ''من'' ہے اور ''من'' سے مقتدی مراد ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ جس کا امام ہو تو امام کی قراءت مقتدی کے لئے کافی ہے۔ غیر مقلدین کا مشہور اعتراض ہے کہ ''لہٗ'' ضمیر کا مرجع ''امام'' ہے جو کہ قریب ہے، لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ امام کی قراءت اسی کے لئے ہے اور مقتدی کو قراءت پڑھنی ہوگی، چنانچہ اس کا جواب یہ ہے کہ "فَقِرَاءَۃُ الإمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ" یہ جزا ہے اور جزا میں ضمیر اسم مبتدا کی طرف راجع ہوتی ہے اور وہ ''من'' ہے جس سے مقتدی مراد ہے۔

متی، إذما، ایّان: ظرف زمان ہیں، متی جیسے: مَتیٰ تَقُمْ أقُم. اور شاعر کا قول ہے۔

أنَـا ابْـنُ جَلَا وَ طَلَّاعُ الثَّـنَـايَا مَتَى أضَعِ الْعِـمَـامَةَ تَعْرِفُوْنِي

''إذما'' اکثر کے نزدیک حرف اور ''إن'' کے مترادف ہے اور بعض کے نزدیک ظرف زمان ہے۔

أین، أنّی، حیثما (۱): ظرف مکان ہیں۔

اگر ان اسماء کے بعد فعل تام ہو تو یہ اس کے لیے مفعول فیہ بنیں گے، اگر فعل ناقص ہو تو اس کی خبر بنیں گے، اگر خبر مشتق ہو تو اس خبر کا معمول ورنہ انہیں افعال ناقصہ کے لئے ظرف مفعول فیہ بنیں گے۔ یہ اسماء کبھی مبتدا نہیں بن سکتے کیونکہ ظروف مسند ہوتے ہیں اور مبتدا مسند الیہ ہوتا ہے۔

أیّ (۲): ''أیّ'' کا حکم اپنے مضاف الیہ کے حکم کے مطابق ہوگا، اگر مضاف الیہ ظرف ہے تو یہ بھی ظرف مفعول فیہ ہوگا، اگر مضاف الیہ مصدر ہے تو ''أیّ'' مفعول مطلق ہوگا، اگر ذوی العقول ہو تو ''من'' کی طرح، غیر ذوی

---

(۱) حَيْثُمَا تَسْتَقِمْ يُقَدِّرْ لَكَ اللّٰـه نَـجَـاحـاً فِـيْ غَـابِـرِ الأزْمَـانِ

''تم جہاں کہیں ہو، اگر اچھا سلوک کیا اور صحیح راستے پر چلے تو اللہ رب العزت تمہیں کامیابی سے ہم کنار فرمائیں گے''۔

فَشَدَّ وَلَـمْ يُـنْـظِرْ بُيُـوْتـاً كَثِيْـرَةً لَدَى حَيْثُ أَلْقَتْ رَحْلَهَا أُمُّ قَشْعَمِ

''دشمن پر حملہ کیا اور کئی گھرانوں کو مہلت نہ دی جہاں موت نے اپنا سامان رکھا تھا''۔

"حَيْثُ" جملے کی طرف ہی مضاف ہوتا ہے، البتہ کبھی کبھار مفرد کی طرف بھی اس کی اضافت ہوتی ہے جیسے۔

وَنَـطْعَنُهُم تَحْتَ الْكُلَى بَعْدَ ضَرْبِهِم بِبِيْضِ الْـمَـوَاضِـي حَيْثُ لَيِّ الْعَمَائِمِ

''ہم دشمنوں کے سر اڑانے کے بعد ان کے پہلوؤں کو بھی نیزوں سے پھاڑ دیتے ہیں''۔

(۲) أيًّا مَا تَدْعُو فَلَهُ الأَسْمَاءُ الحُسْنَى. أيَّمَا الأجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ. کبھی استفہام کے لئے آتا ہے جیسے: أيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهِ إيْمَانًا. فَبِأيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُوْنَ. کبھی موصولہ جیسے: ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ أيُّهُمْ أشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا. کبھی معنی=

دوم اسمائے افعال بمعنی ماضی چوں: هَيْهَاتَ وَ شَتَّانَ وَ سَرْعَانَ اسم را بنا بر فاعلیت برفع کنند چوں: هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ أي: بَعُدَ (۱). سوم اسمائے افعال بمعنی امر حاضر چوں: رُوَيْدَ وَ بَلْهَ وَ حَيَّهَلْ

العقول ہو تو ''ما'' کی طرح ہوگا۔

لحوق ''ما'' کے اعتبار سے اسمائے شرطیہ کی تقسیم

اسمائے شرطیہ کے ساتھ ''ما'' لگے گا یا نہیں اور کن اسماء کے ساتھ لگے گا؟ اس اعتبار سے ان کی تین قسمیں ہیں:

۱ من، ما، مهما، أنّى: ان کے ساتھ ''ما'' زائدہ بالکل نہیں آتا۔

۲ إذ، حیث: جب یہ شرط کے لئے ہوں تو ان کے ساتھ ''ما'' کا اتصال ضروری ہے، بغیر ''ما'' کے یہ شرطیہ نہیں بنیں گے جیسے: إِذْقَالَ رَبُّكَ، وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ. شرطیہ کی مثال: وَحَيْثُمَا كُنْتُم فَوَلُّوا وُجُوهَكُم شَطْرَه.

۳ باقی میں اختیار ہے، ''إن'' شرطیہ کا بھی یہی حکم ہے۔

(**دوم اسمائے افعال بمعنی ماضی ......الخ**) وہ اسماء جو ایسے فعل پر دلالت کریں کہ وہ فعل دال علی المعنی ہو، بعض نے تعریف یوں کی ہے ''ایسے اسماء جو معنی فعل پر دلالت کریں'' ان کے مدلول میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک ان کا مدلول فعل کے مدلول کی طرح زمانہ اور حدث دونوں ہیں اور بعض کے نزدیک ان کا معمول لفظ فعل ہے اس حیثیت سے کہ وہ معنی فعل پر دال ہو، صرف لفظ فعل مدلول نہیں۔ اسمائے افعال باعتبار عمل دو قسم پر ہیں:

۱ وہ اسماء جو اسم ظاہر میں عمل کرتے ہیں: هَيْهَاتَ، شَتَّانَ، سَرْعَانَ ان کا فاعل ہمیشہ اسم ظاہر ہوگا۔

هَيْهَاتَ اصل میں هَيْهَيَتَ تھا، یائے ثانی متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے تبدیل ہوگئی، اس

=کمال پر دلالت کرتا ہے جیسے: زَيْدٌ رَجُلٌ اَيُّ رَجُلٍ. مَرَرْتُ بِعَبْدِاللهِ اَيِّ رَجُلٍ. کبھی حرف نداء اور منادیٰ کے درمیان آتا ہے جیسے: يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا.

(۱) هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ: کتنا دور ہوگیا عید کا دن۔ ''هَيْهَاتَ'' اسم فعل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح، ''يَوْمُ'' مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف، الْعِيْدِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل قائم مقام خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ، ''اَيْ'' حرف تفسیر مبنی بر سکون بَعُدَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ''هُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر فتح راجع بسوئے ''يَوْمُ الْعِيْدِ''، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ مفسِّرہ ہوا۔

فائدہ: بَعُدَ کو انشائیہ اس لئے قرار دیا کہ یہ باب ''كَرُمَ'' سے ہے، اور باب ''كَرُمَ'' کی خاصیت تعجب ہے، تو مفسِّر اور مفسَّر انشائیت میں متحد ہوگئے اور انشاء کی تفسیر خبر سے لازم نہ آئی۔

وَعَلَیْكَ وَ دُوْنَكَ وَهَا۔ اسم را نصب کنند بنا بر مفعولیت چوں رُوَیْدَ زَیْداً أی: أَمْهِلْهُ(۱).

چہارم اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال عمل فعل معروف کند بشرط آنکہ اعتماد کردہ باشد بر لفظیکہ پیش از و باشد، وآں لفظ یا مبتدا باشد در لازم چوں: زَیْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ(۲) ودر متعدی چوں: زَیْدٌ ضَارِبٌ أَبُوہ

میں ''تا'' مفتوح ہے اور کبھی ساکن پڑھتے ہیں۔ ''شَتَّانَ'' میں نون کا کسرہ بھی جائز ہے۔ ''سَرْعَانَ'' میں ''سین'' پر تینوں حرکتیں جائز ہیں لیکن فتحہ مشہور ہے۔

اسمائے افعال بمعنی ماضی میں تعجب کا معنی پایا جاتا ہے هَیْهَاتَ یَوْمُ الْعِیْدِ عید کا دن کتنا دور ہوگیا۔ سَرْعَانَ زَیْدٌ زید کتنا تیز چلا۔

❷ وہ اسما جو ضمیر میں عمل کرتے ہیں: رُوَیْدَ، بَلْهَ، حَیَّهَلْ، هَلُمَّ.

سوم اسمائے افعال بمعنی امر حاضر: یہ غیر متصرف ہیں ان کا تثنیہ وجمع نہیں آتا جیسے: هَاتِ، هَلُمَّ. تَعَالَ کو بھی ان میں شمار کرتے ہیں لیکن مولانا عبد الحق حقانی نے لکھا ہے کہ ''هَاتِ'' فعل ہے اسم فعل نہیں، ''هَاتَیٰ یُهَاتِی مُهَاتَاةً'' بمعنی بھاگنا، ''هَبْ'' بمعنی چھوڑ دو، فرض کرو۔ یہ بھی اسمائے افعال میں سے ہے، جیسے: وَهَبِ الْمَلَامَةَ ایک ''هَبْ'' بمعنی دے دو ہے وہ فعل ہے اسم فعل نہیں جیسے: رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَدُنْكَ وَلِیًّا.

فائدہ: اسمائے افعال کا معمول ان پر مقدم نہیں ہوسکتا، اسمائے افعال کے بعد اگر فعل مضارع ہو تو مجزوم نہیں ہوگا۔

(چہارم اسم فاعل بمعنی حال......الخ) اسمِ فاعل وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطریق حدوث قائم ہو، حدوث کا مطلب یہ ہے کہ وہ فعل مسبوق بالعدم ہو جیسے: أَنَا ضَارِبٌ کہ پہلے ضرب

---

(۱) رُوَیْدَ زَیْداً: زید کو ضرور مہلت دو۔ رُوَیْدَ اسمِ فعل مبتدا مرفوع محلا مبنی بر فتح، ضمیر مستتر معبر بہ ''أَنْتَ'' جس میں ''أَنْ'' ضمیر مرفوع متصل قائم مقام خبر مرفوع محلا مبنی بر سکون، ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، زَیْداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مفعول بہ، اسم فعل مبتدا اپنے قائم مقام خبر اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ ''أَیْ'' حرف تفسیر مبنی بر سکون، أَمْهِلْ فعلِ امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''أَنْتَ''، جس میں ''أَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، ''ها'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے زید، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۲) زَیْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ: زید کا باپ کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔ زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مبتدا، قَائِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ''أَبُوْ'' اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواؤ مضاف، ''ها'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، اسمِ فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

عَمْرواً(۱) یا موصوف چوں: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوْه بَكْراً (۲) یا موصول چوں: جَاءَنِی

نہیں تھی اب موجود ہے۔ البتہ اگر کوئی لفظی یا معنوی قرینہ پایا جائے تو پھر اسم فاعل کی دلالت حدثی نہیں ہوتی، اس صورت میں اسم فاعل صرف صورتاً ہوگا درحقیقت وہ صفتِ مشبہ ہے۔ لفظی قرینہ جیسے:

اسم فاعل ثلاثی مجرد کی اضافت فاعل کی طرف ہو جیسے: لِی صَدِيْقٌ رَاجِحُ العَقْلِ، رَابِطُ الجَاشِ، حَاضِرُ البَدِيْهَةِ.

یا پھر اس کا مادہ ہی دوام پر دلالت کرے جیسے: دَائِمٌ، خَالِدٌ وغیرہ۔

معنوی قرینہ جیسے: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اور باری تعالیٰ کی وہ تمام صفات جو صیغہ اسم فاعل کی صورت میں ہیں۔

اسم فاعل معرف باللام ہوگا یا نہیں، اگر معرف باللام ہو تو علی الاطلاق عمل کرتا ہے، جیسے: هٰذَا الضَّارِبُ زَيْداً أَمْسِ أَوِ الآنَ، أَوْ غَداً. چاہے اس کا فاعل اسم ظاہر ہو یا ضمیر، حال کے معنی میں ہو یا استقبال کے معنی میں، موصوف ہو یا نہ ہو، مصغر ہو یا مکبر تمام صورتوں میں عمل کرتا ہے، کیونکہ اس صورت میں ''الف لام'' بمنزلہ ''الذی'' ہے اور اسم فاعل بمنزلہ فعل اور فعل مطلقاً عمل کرتا ہے۔

اسم فاعل اگر مجرد عن اللام ہو تو فاعل مضمر، حال، تمیز، مستثنیٰ، مفعول لہ، مفعول معہ، مصدر میں بلا کسی شرط مطلقاً عمل کرتا ہے۔

اگر فاعل اسم ظاہر ہو یا اس کا مفعول بہ ہو تو اس میں عمل کرنے کی چند شرائط ہیں:

❶ موصوف نہ ہو۔

(۱) زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرواً: زید کا باپ عمرو کو مارتا ہے یا مارے گا۔ زَیْدٌ بترکیب سابق مبتدا، ضَارِبٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، أَبُو بترکیب سابق مضاف، ''ھا'' بترکیب سابق مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، عَمْرواً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوْهُ بَكْراً: میں ایسے مرد کے پاس سے گزرا جس کا باپ زید کو مارتا ہے یا مارے گا۔ مَرَرْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز مرفوع محلاً مبنی بر ضم، ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، رَجُلٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً موصوف، ضَارِبٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، أَبُو اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواؤ مضاف، ''ھا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، بَكْراً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

الـقَـائِـمُ أبُـوہ(۱) وَجَـاءَ نِی الضَّارِبُ أبُوہ عَمرواً(۲) یاذوالحال چوں: جَـاءَ نِـی زَیدٌ رَاکِ

❷ مصغّر نہ ہو(۳)۔

❸ چھ چیزوں میں سے کسی ایک چیز پر اعتماد حاصل ہو(۴)۔

- مبتدا یعنی مسندالیہ پر جیسے: زیدٌ ضاربٌ أبوہ عمرواً.
- موصوف پر(۵) جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أبوہ عمرًوا.
- موصول پر جیسے: جَاءَ نِی الضَّارِبُ أبُوہ عمرًوا.
- ذوالحال پر جیسے: جَاءَ نِی زَیدٌ رَاکِبًا غُلَامُہ فَرَسًا.

---

(۱) جَاءَ نِیَ القَائِمُ اَبُوہُ: میرے پاس ایسا آدمی آیا جس کا باپ کھڑا تھا یا کھڑا ہوتا ہے یا کھڑا ہوگا۔ جاءَ فعلِ ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، نون برائے وقایہ مبنی بر کسر، ''یا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، ''الف لام'' بمعنی ''اَلَّذِیْ'' اسم موصول مبنی بر سکون، قَائِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسمِ فاعل صیغہ واحد مذکر، اَبُو بترکیب سابق مضاف، ''ھا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسمِ موصول، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، اسمِ فاعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ، اسمِ موصول اپنے صلے سے مل کر فاعل مرفوع محلا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِیَ الضَّارِبُ اَبُوہُ عَمرًوا: میرے پاس ایسا آدمی آیا جس کے باپ نے عمرو کو مارا یا مارتا ہے یا مارے گا۔ جاءَ فعلِ ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، نون برائے وقایہ مبنی بر کسر، ''یا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلا مبنی بر سکون، ''الف لام'' بمعنی ''اَلَّذِیْ'' اسمِ موصول مبنی بر سکون، ضَارِبٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسمِ فاعل صیغہ واحد مذکر، اَبُو بترکیب سابق مضاف، ''ھا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے اسمِ موصول، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، عَمرًوا مفعول بہ، اسمِ فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صلہ، اسمِ موصول اپنے صلے سے مل کر فاعل مرفوع محلا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) کیونکہ موصوف اور مصغّر ہونا اسم کی علامات ہیں، ان کی وجہ سے اسمِ فاعل کی مشابہت فعل مضارع کے ساتھ کمزور پڑ جاتی ہے اور اسمِ فاعل کا عمل اسی مشابہت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۴) اعتماد کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک اسمِ فاعل سے پیشتر ہو۔ اعتماد کی شرط اس لئے لگائی کہ اعتماد سے اسمِ فاعل کی مشابہت فعل کے ساتھ قوی ہو جاتی ہے جیسے فعل مسند ہوتا ہے اسی طرح اسمِ فاعل بھی مبتدا، موصوف، ذوالحال، اسمِ موصول کے بعد مسند ہوتا ہے، حرفِ نفی اور حرفِ استفہام کے بعد واقع ہونے سے مشابہت اس لئے قوی ہوتی ہے کہ اکثر و بیشتر ان دونوں کے بعد فعل واقع ہوتا ہے۔ یہ شرط سیبویہ اور بصریین کے نزدیک ہے، کوفیین اور اخفش کے نزدیک اعتماد شرط نہیں، لہٰذا ''ضَارِبٌ زَیدٌ عَمرواً'' کہنا ان کے ہاں جائز ہے۔

(۵) موصوف ملفوظ ہو جیسے مثال مذکور میں یا مقدر ہو جیسے: مُختَلِفٌ اَلوَانُہ میں ''مُختَلِفٌ'' اسم فاعل کا موصوف ''غَسَلٌ'' مقدر ہے، اسی طرح ''یَا طَالِعاً جَبَلاً'' میں ''طَالِعاً'' اسم فاعل کا موصوف ''رَجُلاً'' مقدر ہے۔

غُلَامُہ فَرَساً (۱) یا ہمزہ استفہام چوں: أَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمرواً (۲) یا حرفِ نفی چوں: مَاقَائِمٌ

- ہمزہ استفہام پر جیسے: أَضَارِبٌ زَیْدٌ عمرواً(۳).
- حرفِ نفی پر جیسے: مَاقَائِمٌ زَیْدٌ(٤).

❹ حال یا استقبال کے معنی میں ہو، ماضی کے معنی میں نہ ہو، اگر ہو تو عمل نہیں کرے گا قرآن میں اس کی ایک مثال آئی ہے کہ ماضی کے معنی میں ہوتے ہوئے بھی عمل کر رہا ہے جیسے: وَکَلبُھُم بَاسِطٌ ذِرَاعَیہ بِالوَصِید. امام کسائی اس میں تاویل نہیں کرتے کیونکہ اسم فاعل ان کے نزدیک مطلقاً عمل کرتا ہے، جمہور اس میں تاویل کرتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ حکایت حال ہے کہ متکلم فعلِ ماضی کو زمانہ حال میں واقع فرض کرے جیسے: فَلِمَ تَقتُلُونَ أَنبِیَاءَ اللہِ مِن قَبلُ اس بات پر دال ہے کہ قتلِ انبیاء زمانہ ماضی میں ہوا، پھر بھی اسے "تَقتُلُونَ" بصیغہ حال سے بطور حکایت ماضی تعبیر کیا، گویا متکلم اس فعل ماضی کو زمانہ تکلم میں حاضر کرتا ہے تاکہ مخاطب اس کو تصور کر کے تعجب کریں، اسی طرح "بَاسِطٌ ذِرَاعَیہ". میں اسمِ فاعل "بَاسِطٌ" بطورِ حکایت بمعنی حال ہے، اور کچھ کہتے ہیں کہ "بَاسِطٌ" بمعنی بسیط ہے۔

فائدہ: اسم فاعل کی نسبت اپنے فاعل کی طرف ہو تو وہ مکمل جملہ نہیں بلکہ شبہ جملہ کہلاتا ہے، اگر اسم فاعل نفی

---

(۱) جَاءَنِی زَیدٌ رَاکِبًا غُلَامُہٗ فَرَسًا: میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار تھا۔ جاءنی بترکیب سابق، زَید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً ذوالحال، رَاکِبًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسمِ فاعل صیغہ واحد مذکر، غُلام مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے ذوالحال، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فَرَسًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، اسمِ فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) أَضَارِبٌ زَیدٌ عَمرواً: کیا زید عمرو کو مارتا ہے یا مارے گا۔ ہمزہ برائے استفہام مبنی بر فتح، ضَارِب مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا کی قسم دوم اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، زَید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل قائم مقام خبر، عَمرواً بترکیب سابق مفعول بہ، مبتدا کی قسم دوم اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) حرفِ استفہام مذکور ہو یا مقدر جیسے: قَائِمٌ الزَّیدَانِ أَم قَاعِدُھُمَا. میں ہمزۂ استفہام مقدر ہے، یہ استفہام کبھی اسم سے مستفاد ہوتا ہے، جیسے: کَیفَ جَالِسٌ العَمرَان. اسی طرح "ما، مَن، مَتیٰ، أَینَ" سے بھی استفہام مستفاد ہوتا ہے۔

(۴) حرفِ نفی ظاہراً ہو جیسے مثال مذکور میں یا تاویلاً جیسے: "إِنَّمَا قَائِمٌ الزَّیدَانِ" کہ یہ "مَا قَائِمٌ إِلَّا الزَّیدَانِ" کی تاویل میں ہے۔ اسی طرح حرفِ نفی خواہ "ما" ہو جیسے مثال مذکور یا "اِن" ہو جیسے: "اِن قَائِمٌ الزَّیدَانِ" کبھی یہ نفی اسم سے حاصل ہوتی ہے جیسے

غَیرُ لَاہٍ عِدَاكَ فَاطرَحِ اللَّھوَ ۔۔۔ وَلَا تَغتَرِرْ بِعَارِضِ سِلْمٍ

کبھی یہ نفی فعل سے مستفاد ہوتی ہے جیسے: لَیسَ قَائِمٌ الزَّیدَانِ.

زَیْـدٌ(۱) ہماں عمل کہ قَـــامَ وَ ضَـرَبَ می کرد قَـــائِـــمٌ وَضَـــارِبٌ می کند۔

پنجم اسم مفعول بمعنی حال واستقبال عمل فعل مجہول کند بشرط مذکور چوں: زَیْـدٌ مَـضْـرُوبٌ أبُوہ(۲)

واستفہام کے بعد آجائے تو پھر مکمل جملہ کہیں گے جیسے: أضارِبٌ زیدٌ، ماقائمٌ زیدٌ نفی عام ہے حرف کے ذریعے ہویا اسم کے ذریعے جیسے: غیرُ قائمٍ زیدٌ عندالنحاۃ یہ ایک ایسا مبتدا ہے جس کی خبر نہیں ہوتی۔

فائدہ: اسم فاعل جب اپنے فاعل یا مفعول کی طرف مضاف ہو تو مفید تعریف نہیں ہوتا بلکہ اسے اضافت لفظی کہتے ہیں، اس سے تخفیف کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، اگر اسم فاعل مفید للدوام والاستمرار ہو تو پھر باوجودیکہ اضافت لفظی ہو تعریف کا فائدہ دیتا ہے جیسے: مـالكِ يـومِ الـديـن .''مالک'' اسم فاعل اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے چونکہ اس میں استمرار کا معنی ہے اس لیے مفید للتعریف ہے کہ لفظ ''اللہ'' کی چوتھی صفت ہے، موصوف معرفہ ہے تو صفت بھی معرفہ ہے، اسی طرح غافرِ الذَّنْبِ وقَابِلِ التَّوبِ شديدِ العقابِ ذِی الطَّوْل .کہ "غافر الذنب" سے تعریف کا فائدہ حاصل ہے۔

اسم فاعل، اسم مفعول و دیگر مشتقات میں کوئی متعین ضمیر نہیں ہوتی بلکہ ماقبل کے اعتبار سے هُـوَ، أنْـتَ، أنا، نَحْنُ وغیرہ نکالیں گے۔ بعض حضرات ہر صورت میں ضمیر غائب کے قائل ہیں: أنْـتَ عَالِمٌ، نَحْنُ عَالِمُونَ جیسی مثالوں میں کہتے أنْتَ رَجُلٌ عَالِمٌ، نَحنُ رِجَالٌ عَالِمُون.

فائدہ: اسم فاعل کی اضافت اپنے فاعل کی طرف جائز نہیں زیدٌ قـائمُ أبیہ کہنا درست نہیں بخلاف اسم مفعول کے کہ وہاں اضافۃ اسم المفعول إلی مرفوعہ جائز ہے کہ زیدٌ مضروبُ أبیہ کہہ سکتے ہیں۔

(**پنجم اسم مفعول بمعنی حال ......الخ**) اسم مفعول (۳) وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور ایسی ذات پر دلالت کے لئے وضع کیا گیا ہو جس پر معنی حدثی (فاعل کا فعل) واقع ہو، اسم مفعول کے عمل کی وہی شرائط ہیں جو اسم فاعل کی ہیں یعنی

(۱) مـا قـائِمٌ زَیْدٌ: زید کھڑا نہیں یا کھڑا نہیں ہوگا۔ ما نافیہ، قائمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا کی قسم دوم اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل قائم مقام خبر، مبتدا کی قسم دوم اپنے فاعل/ قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) زَیْـدٌ مَـضْـرُوْبٌ أبُوْہُ: زید کا باپ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا۔ زَیْدٌ بترکیب سابق مبتدا، مَضْرُوْبٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، أبُوْ اسمائے ستہ سے مرفوع بواؤ مضاف، ''ہ'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) إسْمُ الـمَفْعُوْلِ اصل میں اِسْمُ الـمَفْعُوْلِ بِہٖ تھا، جار کو حذف کر کے ضمیر کو "المَفْعُوْل" میں مستتر کر دیا، یہ "فَعَلْتُ بِہِ الضَّرْبَ" بمعنی "أوْقَعْتُہ" سے ماخوذ ہے، اگر "بہٖ" کو مقدر نہ مانیں تو مفعول کا مصداق حدث ہے نہ کہ وہ جس پر حدث واقع ہے تو خلاف مقصود لازم آئے گا، کیونکہ یہاں اس اسم کا ذکر مقصود ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر حدث واقع ہوتا ہے نہ کہ اس اسم کا جو حدث پر دلالت کرے۔

وَعَمرٌو مُعطَی غُلَامُه(۱)، وَبَکرٌ مَعلُومٌ اِبنُه فَاضِلًا(۲)، وَ خَالِدٌ مُخبَرٌ اِبنُه عَمرواً

معرف باللام مطلقاً عمل کرتا ہے جیسے: جَاءَ نِیَ المُعطَیٰ غُلَامُه دِرهَماً اَمسِ، جَاءَ نِیَ المُعلَمُ اَبُوهُ زَیداً قَائِماً. فرق صرف اتنا ہے کہ اسم فاعل نسبت قیامیہ پر اور اسم مفعول نسبت وقوعیہ پر دلالت کرتا ہے۔ اسم فاعل لازم ومتعدی دونوں سے آتا ہے اور اسم مفعول صرف متعدی سے آتا ہے۔

بعض صیغے اگر چہ اسم مفعول کے وزن پر نہیں لیکن اسم مفعول کے معنی پر دلالت کرتے ہیں جیسے: فَعِیل بمعنی مَفعُول جَرِیح بمعنی مَجرُوح . فِعل ذِبح بمعنی مَذبُوح .فَعَل قَنَص بمعنی مَنقُوص. فُعلَة غُرفَةٌ، مُضغَةٌ، اُکلَة بمعنی مَغرُوفَةٌ، مَمضُوغَةٌ، مَاکُولَةٌ. اور بعض صیغے "مَفعُول" کے وزن پر ہوتے ہیں لیکن معناً اسم مفعول نہیں بلکہ مصدر کہلاتے ہیں جیسے: مَعقُولٌ، مَجلُودٌ، مَفتُونٌ، مَیسُورٌ، مَعسُورٌ. سیبویہ کے نزدیک یہ لفظاً ومعناً اسم مفعول ہی ہیں۔

اسم مبالغہ

اسم مبالغہ بعینہ اسم فاعل کی طرح ہے(۳)، اسم مبالغہ کی تعریف یہ ہے: "اسم مبالغہ وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات کے لئے وضع کیا گیا ہو جس کے ساتھ فعل کثرت وزیادتی کے ساتھ قائم ہو"۔ اس میں شرط یہ ہے کہ وہ فعل زیادت ونقصان کو قبول کرتا ہو کیونکہ جو فعل زیادت ونقصان کو قبول نہ کرتا ہو اس سے صیغہ مبالغہ نہیں آتا، لہذا کسی مقتول میت کے متعلق "مَوَّات، قَتَّال" نہیں کہہ سکتے۔

فائدہ: اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم مبالغہ عمل میں شرائط کے اعتبار سے برابر ہیں کہ معرف باللام مطلقاً عامل

---

(۱) عَمرٌو مُعطَی غُلَامُه: عمر کے غلام کو درہم دیا جاتا ہے یا دیا جائے گا۔ عَمرٌو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، مُعطَی اسم مقصور مرفوع تقدیراً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، غُلَام مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل، دِرهَماً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) بَکرٌ مَعلُومٌ اِبنُه فَاضِلاً: بکر کا بیٹا فاضل جانا جاتا ہے یا جانا جائے گا۔ بَکرٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، مَعلُومٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، اِبنُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل، فَاضِلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ هُو مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف مقدر شخصاً، صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف مقدر اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) کوفیین اسم مبالغہ کو عامل نہیں مانتے، اگر اس کے بعد اسم منصوب آئے تو اس کے لئے فعل مضمر مانتے ہیں۔

فَاضِلاً(۱) ہماں عمل کہ ضُرِبَ وَ اُعْطِیَ وَ اُخْبِرَ می کرد مَضْرُوبٌ وَ مُعْطیً وَ مَعْلُومٌ وَ مُخْبَرٌ می کند۔

اور مجرد عن اللام کے لئے شرائط ہیں۔ اسم مبالغہ کے مشہور اوزان یہ ہیں: ۱-فَعَّالٌ: فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْدُ، ۲-مِفْعَالٌ: مِحْذَارٌ، مِرْصَادٌ یہ وزن اسم آلہ اور مبالغے میں مشترک ہے، ۳-فَعُوْلٌ: إن اللہ غفورٌ رحیمٌ .فَعِلٌ، فَعِیْلٌ قلیل الاستعمال ہیں جیسے: إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ، هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْم. إِنَّ اللهَ سَمِيْعٌ دُعَاءَ مَنْ دَعَاهُ.

فَعَّالٌ: اس کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کے لئے وہ فعل صناعت کی طرح ہو، کبھی یہ وزن نسبت پر دلالت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے: حَدَّاد، عَطَّار وغیرہ۔

فَعُوْلٌ: اس کے لئے جس سے وہ فعل کثرت سے صادر ہو۔

مِفْعَالٌ: اس کے لئے جس کے لئے فعل بمنزلہ آلہ ہو۔

فَعِیْلٌ: اس کے لئے جس کے لئے فعل بمنزلہ طبیعت ہو۔

فَعِلٌ: اس کے لئے جس کے لئے فعل بمنزلہ عادت ہو۔

ان کے علاوہ کچھ اور اوزان بھی ہیں لیکن وہ قلیل اور سماع پر موقوف ہیں جیسے: فِعِّیْلٌ: سِکِّیْرٌ، خِمِّیْرٌ، سِکِّیْتٌ مِفْعَلٌ: مِسْعَرُ الحَرْب.

بوقتِ قرینہ بعض صیغے مبالغے کے معنی سے خالی ہوتے ہیں جیسے: إِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا. یہاں کثرت فخر مراد نہیں، کیونکہ فخر مطلقاً ناپسندیدہ ہے۔ اسی طرح: وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيْد. "ظَلَّام" کثیر الظلم کے معنی میں نہیں بلکہ مطلق ظلم کی نفی ہے۔

---

(۱) خَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُهٗ فَاضِلاً: خالد کے بیٹے کو خبر دی جاتی ہے کہ عمرو فاضل ہے یا خبر دی جائے گی۔ خَالِدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، مُخْبَرٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، اِبْنُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل، عَمْرًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ اول فَاضِلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً صفت مشبہ صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر ہے ــــــ ھُو مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف مقدر شخصاً، صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف مقدر اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ دوم، اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ششم صفت مشبہ عمل فعل کند بشرط اعتماد مذکور چوں: زَيْدٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ (۱) ہماں عمل کہ حَسَنَ می کرد حَسَنٌ می کند۔ ہفتم اسم تفضیل واستعمال او بر سہ وجہ است بہ "مِنْ" چوں: زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (۲)

(ششم صفت مشبہ ......الخ) صفتِ مشبہ وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور ایسی ذات کے لئے موضوع ہو جس کے ساتھ معنی حدثی بطور دوام وثبوت قائم ہو۔

اسم فاعل وصفت مشبہ میں فرق

۱ اسم فاعل حدوث پر دلالت کرتا ہے اور صفت مشبہ دوام وثبوت پر۔

۲ اسم فاعل کے اوزان قیاسی ہیں جب کہ صفت مشبہ کے اوزان سماعی ہوتے ہیں۔

۳ اسم فاعل کا معمول اس پر مقدم ہو سکتا ہے۔ برخلاف صفت مشبہ کے معمول کے کہ وہ صفت مشبہ پر مقدم نہیں ہو سکتا۔

۴ تصغیر کی صورت میں صفت مشبہ کا عمل باطل ہو جاتا ہے بخلاف اسم فاعل کے کہ اس کا عمل باطل نہیں ہوتا۔

۵ صفت مشبہ کے عمل کے لئے وہی شرائط ہیں جو اسم فاعل کی بحث میں گزر چکی ہیں لیکن ایک شرط کی کمی ہے اور وہ یہ کہ اسم فاعل کا الف لام "الذی" کے معنی میں ہوتا ہے اور صفت مشبہ کا الف لام "الذی" کے معنی میں نہیں ہوتا کہ اس پر اعتماد کرے۔ البتہ حال یا استقبال کے معنی میں ہونا شرط نہیں، کیونکہ صفتِ مشبہ حال واستقبال کے معنی میں نہیں ہوتی۔

۶ صفت مشبہ کے عمل کے لئے ضروری ہے کہ مصغر نہ ہو، اگر مصغر ہو تو عمل نہیں کرے گی، عمل نہ کرنا فاعلِ ظاہر میں ہے، فاعل مضمر، حال، تمیز، ظرف وغیرہ میں علی الاطلاق عمل ہوگا۔

(ہفتم اسم تفضیل واستعمال ......الخ) اسم تفضیل وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور ایسی ذات (موصوف) کے لئے موضوع ہو جس کے ساتھ معنی حدثی بطور زیادت کے قائم ہو جیسے: زَيْدٌ أَضْرَبُ الْقَوْمِ موصوف "زید" کے ساتھ ضرب

(۱) زَيْدٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ: زید کا غلام حسین ہے۔ زَیدٌ بتر کیب معلوم مبتدا، حَسَنٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفتِ مشبہ واحد مذکر، غُلَامُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ہا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، صفتِ مشبہ اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو: زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے۔ زَیدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، أَفْضَلُ غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر۔ "ھو" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، "مِن" حرف جار مبنی بر سکون، عَمرٍو مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

یا بالف ولام چوں: جَاءَنِی زَیْدُ الأَفْضَلُ(۱) یا باضافت چوں: زَیْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ (۲) وعمل او در فاعل باشد وآں "هُوَ" است فاعلِ أَفْضَلُ کہ درو مستتر است۔

والا معنی زیادتی کے ساتھ قائم ہے۔ بالفاظِ دیگر اسم تفضیل وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور اس بات پر دلالت کرے کہ دو چیزیں ایک وصف میں مشترک ہیں، ان میں سے ایک میں وہ وصف زیادتی کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ عام طور پر صفت مشبہ کی طرح اسم تفضیل بھی دوام واستمرار پر دلالت کرتا ہے بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ پایا جائے۔

اسم تفضیل ہمیشہ ضمیر فاعل میں عمل کرتا ہے اور ضمیر فاعل ماقبل کے اعتبار سے ہوگی، اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا سوائے مسئلۂ "الکحل" کے کہ اس میں اس کا فاعل اسم ظاہر ہے، اسی طرح مفعول بہ، مفعول لہ، مفعول مطلق، مفعول معہ وغیرہ میں عمل نہیں کرتا باقی میں عمل کرتا ہے، اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ اسم مفعول میں عمل کرے تو اس میں تاویل کریں گے۔

اسم تفضیل مذکر کا صیغہ "أَفْعَلُ" کے وزن پر اور مؤنث "فُعْلَی" کے وزن پر ہوتا ہے، کبھی کثرتِ استعمال کی وجہ سے خلاف قیاس اسم تفضیل کا الف حذف کیا جاتا ہے جیسے: خَیْرٌ، شَرٌّ، حَبٌّ اور ہمزہ کے ساتھ بھی مستعمل ہے جیسے: بِلَالٌ خَیْرُ النَّاسِ وَابْنُ الأَخْیَرِ، سَیَعْلَمُوْنَ غَداً مَنِ الْکَذَّابُ الأَشِر، أَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلی اللهِ أَدْوَمُهَا وإِن قَلَّ.
"إِنْ یَعْلَمِ اللهُ فِی قُلُوبِکُم خَیْراً یُؤتِکُم خَیْرًا مِمَّا أَخَذَ مِنْکُم". اول معنی تفضیل سے خالی اور دوم میں تفضیلی معنی پایا جاتا ہے۔

اسم تفضیل کی شرائط

۱- ثلاثی مجرد ہو، ۲- لون وعیب کے معنی سے خالی ہو چنانچہ "أَحمر، أَعور" اسم تفضیل نہیں بلکہ صفت مشبہ کے صیغے ہیں کیونکہ ان میں لون وعیب کا معنی پایا جاتا ہے، غیر ثلاثی مجرد اور ثلاثی مجرد بمعنی لون وعیب کا اسم تفضیل بنانا ہو تو اس باب کے مصدر کے شروع میں لفظ "أشد" یا "أکثر" لگائیں گے جیسے: زیدٌ أَشَدُّ اِسْتِخْرَاجاً، الرُّمَّانُ أَشَدُّ حُمْرَةً

(۱) جَاءَنِیْ زَیْدُ الأَفْضَلُ: میرے پاس (مثلاً عمرو سے) فاضل تر زید آیا۔ جاءنی بترکیب سابق، زیدٌ بترکیب معلوم موصوف، الأفضل غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "ھو" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم تفضیل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) زَیْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ: زید قوم سے فاضل تر ہے۔ زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، أَفْضَل غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "ھو" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، الْقَوْمِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، اسم تفضیل مضاف اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

....

مِـنْ فُلَانٍ، اسم تفضیل عام طور پر فاعل کا معنی دیتا ہے لیکن کبھی کبھی اسم مفعول کا معنی بھی دیتا ہے جیسے: ''اَعْـرَفُ'' بمعنی ''مَعْرُوْف''، ''اَشْهَرُ'' بمعنی ''مَشْهُوْر''۔

اسم تفضیل کے استعمال کا طریقہ

اسم تفضیل تین طریقوں سے استعمال ہوتا ہے: ۱- ''مِن'' کے ساتھ، ۲- ''الف لام'' کے ساتھ، ۳- اضافت کے ساتھ۔ اگر ''مِن'' کے ساتھ استعمال ہو اور نکرہ کی طرف مضاف ہو تو اسم تفضیل مفرد مذکر ہوگا، مطابقت فی التذکیر والتانیث والإفرادو التثنیۃ والجمع ضروری نہیں جیسے: زیدٌ أفضلُ مِنْ عَمْرٍو، الزیدانِ أفضلُ مِنْ عَمْرٍو، الزیدون أفضلُ مِنْ عَمْرٍو، هندٌ أفضلُ مِنْ زینبَ، الهندانِ أفضلُ مِنْ زینبَ، الهنداتُ أفضلُ مِنْ زینبَ.

بوقتِ قرینہ ''مِنْ'' اور مفضل علیہ کو حذف کرنا بھی جائز ہے، اس وقت اگرچہ لفظاً یہ محذوف ہوتے ہیں لیکن نیت اور تقدیر میں ملحوظ ہوتے ہیں جیسے: وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ای: خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَاَبْقٰی مِنْهَا. اَنَا اَکْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ای: اَعَزُّ نَفَرًا مِنْكَ.

فُلَانٌ اَعْـقَـلُ مِـنْ اَنْ یَـکْـذِبَ، فُلَانٌ اَجَـلُّ مِـنَ الرِّیَا، فُلَانٌ اَعْظَمُ مِنَ الْخِیَانَةِ. اس قسم کی مثالوں میں تقدیری عبارت یوں ہوتی ہے: فُلَانٌ اَبْـعَـدُ الـنَّـاسِ مِـنَ الْکِذْبِ بِسَبَبِ عَقْلِه، فُلَانٌ اَبْعَدُ النَّاسِ مِنَ الرِّیَا بِسَبَبِ جَلَالِه، فُلَانٌ اَبْعَدُ النَّاسِ مِنَ الْخِیَانَةِ بِسَبَبِ عَظَمَتِه غرض اور مقصود مذکورہ چیزوں سے بُعد کے اعلان کے ساتھ ساتھ سببِ بُعد کو بھی بیان کرنا ہے۔

اگر معرف باللام ہو تو پھر مطابقت ضروری ہے جیسے: زیدٌ الأفضلُ، الزیدانِ الأفضلانِ، الزیدونَ الأفضلونَ. الیَدُ العُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الیَدِ السُّفْلٰی. اس صورت میں ''مِنْ'' تفضیلیہ نہیں آتا، البتہ غیر تفضیلیہ آتا ہے جیسے:

فَهُـمُ الْاَقْـرَبُـوْنَ مِـنْ کُلِّ خَیْرٍ وَهُـمُ الْاَبْـعَـدُوْنَ مِـنْ کُلِّ ذَمٍّ

یہ ''مِنْ'' قرب وبعد کا صلہ ہے۔

اگر مع الاضافت ہو تو اضافت نکرہ کی طرف ہوگی یا معرفہ کی طرف، اگر اضافت نکرہ کی طرف ہو تو پھر مطابقت ضروری نہیں جیسے: زیدٌ أفضلُ رجالٍ، الزیدانِ أفضلُ رجالٍ، الزیدون أفضلُ رجالٍ. اضافت معرفہ کی طرف ہو تو پھر مطابقت وعدم مطابقت میں اختیار ہے جیسے: زید أفضلُ الرجالِ، الزیدان أفضلا الرجالِ، الزیدون أفضلُوا الرجالِ، یا زید أفضلُ الرجالِ، الزیدان أفضلُ الرجالِ، الزیدون أفضلُ الرجالِ.

ہشتم مصدر بشرط آنکہ مفعولِ مطلق نباشد عمل فعلش کند چوں: أَعْجَبَنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرواً(۱).

(ہشتم مصدر بشرط آنکہ......الخ) المصدر: مَا يَدُلُّ عَلَى الحَدَثِ. مصدر اس اسم کو کہتے ہیں جو حدث پر دلالت کرے(۲)۔ مصدر کی تین قسمیں ہیں:

❶ مصدر اصلی: جو صرف حدث پر دلالت کرے، اس کے شروع میں ''میم'' زائدہ نہ ہو اور نہ ہی آخر میں ایسی یائے مشددہ ہو جس کے بعد تائے تانیث آتی ہے جیسے: ضَرْبٌ، نَصْرٌ وغیرہ۔

❷ مصدر میمی: وہ مصدر جس کے شروع میں ''میم'' زائدہ ہو۔

❸ مصدر صناعی: ہر وہ کلمہ جس کے آخر میں یائے مشددہ اور تائے تانیث لگائی جائے جیسے: الجَاهِلِيَّة، الإِنْسَانِيَّة.

مصدر کے عمل کرنے کی چھ شرطیں ہیں: ۱-مفرد ہو تثنیہ و جمع نہ ہو۔

۲-مفعول مطلق نہ ہو۔

۳-مصغر نہ ہو۔

۴-تائے وحدت مثل: رَحْمَةٌ، قَتْلَةٌ اس کے آخر میں نہ ہو۔

۵-مضمر نہ ہو۔

۶-اس کا معمول یعنی فاعل اس سے جدا نہ ہو۔

مصدر اپنے فعل والا عمل کرے گا، اگر لازم ہے تو فاعل کو رفع، اگر متعدی ہے تو پھر مفعول کو نصب بھی دے گا۔

---

(۱) أَعْجَبَنِي ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرواً: زید کی عمرو کو مارنے مجھے متعجب کر دیا۔ أَعْجَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، نون برائے وقایہ مبنی بر کسرہ ''یا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، ضَرْبُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، زَیْدٍ مفرد منصرف صحیح مضاف الیہ مجرور لفظاً مرفوع محلاً بنا بر فاعلیت، عَمْرواً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعول بہ، مضاف اپنے مضاف الیہ اور مفعول بہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) نحویوں کے ہاں مصدر میں دو باتوں کا ہونا ضروری ہے:

۱-اس سے فعل مشتق ہو۔

۲-فعل کی تاکید واقع ہو سکے یا اس کی نوع یا عدد کو بیان کرے۔

جس مصدر میں یہ باتیں نہ پائی جائیں اصطلاح نحات میں اسے مصدر نہیں کہتے جیسے: "عَالِمِيَّة، قَادِرِيَّة" کہ نہ ان سے فعل مشتق ہوتا ہے اور نہ ہی مفعولِ مطلق واقع ہوتے ہیں۔ اسی طرح "وَيْحاً لَهُ، وَيْلاً لَهُ" کہ اگرچہ یہ مفعولِ مطلق واقع ہوتے ہیں لیکن ان سے فعل مشتق نہیں ہوتا۔

نہم اسم مضاف مضاف الیہ را بجر کند چوں: جَاءَ نِی غُلَامُ زَیْدٍ (۱). بدانکہ ایں جا لام بحقیقت مقدر است؛ زیرا کہ تقدیرش آنست کہ غُلَامٌ لِزَیْدٍ.

فائدہ: جو حکم مصدر کا ہے وہی حکم اسم مصدر کا ہے، صرفیین کے ہاں مصدر اور اسم مصدر ایک ہی چیز ہے، البتہ نحوبین ان میں کچھ فرق بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "مصدر اسے کہتے ہیں جس کے حروف اس کے فعل کے حروف کے برابر ہوں" جیسے: "ضَـرْبٌ" میں بھی تین حروف اور اس کے فعل میں بھی تین حروف ہیں۔ اور اسم مصدر اسے کہتے ہیں جس کے حروف اصل مصدر و فعل کے حروف سے کم ہوں جیسے: "عَـطَـاءٌ: أعْـطَـىٰ يُـعْـطِـىٰ" کا اسم مصدر ہے اور "صَلَاةٌ: صَلّىٰ يُصَلِّىٰ" کا اسم مصدر ہے۔

فائدہ: مصدر کے فاعل کو حذف کرنا جائز ہے باوجودیکہ عمدہ کو حذف کرنا جائز نہیں، جب مصدر کے فاعل کو حذف کیا جائے تو پھر اسے مستتر نہیں نکالتے۔

کبھی مصدر بول کر اسم فاعل یا اسم مفعول مراد لیا جاتا ہے جیسے: هٰذَا خَلْقُ اللهِ أی: مَخْلُوْقُ اللهِ. مَاؤُكُم غَوْرًا أی: غَائِرًا.

(نہم اسم مضاف......الخ) اسمائے عاملہ میں سے نواں اسم مضاف ہے (۲) مضاف عمل کرتا ہے اور مضاف الیہ کو جر دیتا ہے جیسے: غـلامُ زیـدٍ. یہاں یہ بات جاننی چاہیے کہ مضاف الیہ کو جر دینے والا مضاف نہیں ہوتا، کیونکہ مضاف جامد ہوتا ہے اور جامد کے بارے میں قاعدہ ہے کہ "الـجـامِـدُ لا يَـعْـمَلُ" بلکہ اصل میں مضاف الیہ کو جر دینے والا حرف جر مقدر ہوتا ہے اور وہ حرف جر کبھی "لام" کبھی "من" اور کبھی "فی" ہوتا ہے، جر دینے کی نسبت مضاف کی طرف اس لئے کی جاتی ہے کہ مضاف اس حرف جر مقدر کا قائم مقام ہوتا ہے۔

---

(۱) جَاءَ نِیْ غُلَامُ زَیْدٍ: میرے پاس زید کا غلام آیا۔ جَاءَنِیْ بترکیب معلوم، غُلَامُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، زید مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) اضافت کا لغوی معنی "ایک چیز کو دوسری کی طرف مائل کرنا" اور اصطلاح میں اس نسبتِ تقییدی کو کہتے ہیں جو دو اسموں کے درمیان اس طور پر ہو کہ اول جار اور دوسرا مجرور ہو جائے، جار کو مضاف اور مجرور کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ اضافت کی صحت کے لئے دو باتیں ضروری ہیں:

۱۔ دونوں اسموں میں ایسا علاقہ ہو جس سے تحقق نسبت درست ہو جائے۔

۲۔ مضاف ان چیزوں سے خالی ہو جو اسم کی تمامیت پر دلالت کرتی ہیں جیسے: الف لام، تنوین، نونِ تثنیہ، نونِ جمع تاکہ شدتِ ارتباط کی وجہ سے مضاف کو مضاف الیہ سے تعریف، تخصیص یا تخفیف کا فائدہ حاصل ہو۔

....

اضافت کی دو قسمیں ہیں: ۱- اضافت معنوی ۲- اضافت لفظی

اضافت معنوی: صیغہ غیر صفت اپنے معمول کی طرف مضاف ہو یا پھر یہ کہا جائے کہ صیغہ صفت کی اضافت ہو مگر فاعل و مفعول بہ کی طرف نہ ہو بلکہ مفعول فیہ یا کسی اور طرف ہو جیسے: مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن . مالک صیغہ صفت ہے لیکن پھر بھی اضافت معنوی کا فائدہ دے رہا ہے کہ معرفہ ہے اور لفظ "اللہ" کی صفت ہے، اس لئے کہ ظرف کی طرف مضاف ہے فاعل و مفعول بہ کی طرف مضاف نہیں۔ صیغہ صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، مبالغہ ہیں، مصدر و اسم تفضیل اس سے مراد نہیں، کیونکہ مصدر سے اضافت معنوی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جیسے: ربُّ العٰلمین میں "رب" مصدر کی اضافت ہے اور اس سے تعریف کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے اور دوسری بات مصدر صیغہ نہیں ہے، رہا مسئلہ اسم تفضیل کا تو اس کا اسم مفعول نہیں آتا کہ اس کی اضافت کی جائے۔

اضافت لفظی: صیغہ صفت اپنے فاعل یا مفعول بہ کی طرف مضاف ہو جیسے: أنا ضاربُ زيدٍ، زيدٌ مَضْرُوبُ أبِيْه.

فوائد اضافت: اضافت معنوی سے تین فائدے حاصل ہوتے ہیں: ۱- تعریف، ۲- تخصیص، ۳- تخفیف لیکن اضافت لفظی سے صرف تخفیف کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

اضافت کی تقسیم باعتبار حرف جر مقدر

حرف جر مقدر کے اعتبار سے اضافت کی تین قسمیں ہیں: ۱- اضافت فیوی، ۲- اضافت منی ۳- اضافت لامی (۲)۔

مضاف الیہ اگر مضاف کے لئے ظرف بنے تو اسے اضافت فیوی کہتے ہیں جیسے: صَلَاةُ الظُّهْرِ أيْ: صَلَاةٌ فِي الظُّهْرِ . اگر اضافت فیوی نہ ہو تو مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہوگی یا نہیں، اگر عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہو تو اضافت منی ہے جیسے: خَاتَمُ فِضَّةٍ أي: خَاتَمٌ مِنْ فِضَّةٍ . اگر اضافت منی نہ ہو تو لامی ہوگی جیسے: غلامُ زيدٍ.

---

(۱) اضافتِ معنوی میں مضاف و مضاف الیہ کے درمیان ان تین حروف میں سے کوئی نہ کوئی حرف مقدر ہوتا ہے، اضافت لفظی میں اختلاف ہے، جمہور کے نزدیک کسی حرف جر کی تقدیر نہیں ہوتی، علامہ ابن حاجب تقدیر حرف کے قائل ہیں مگر کسی حرف کی تعیین نہیں کی، ان کے بعض متبعین نے بیان کیا کہ جب مفعول کی طرف اضافت ہو تو "لام" برائے تقویت عمل مقدر ہوتا ہے، اور جب فاعل کی طرف اضافت ہو تو "مِنْ" بیانیہ مقدر ہوتا ہے۔

دہم اسم تام تمیز را نصب کند، وتمامی اسم یا بتنوین باشد چوں: مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَاباً یا بتقدیرِ تنوین چوں: عِنْدِی أَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً (۱) وَزَیْدٌ أَکْثَرُ مِنْکَ مَالاً (۲) یا بنونِ تثنیہ

فائدہ: ضمائر، اسمائے اشارات، موصولات، استفہام، اسمائے شرطیہ کبھی مضاف نہیں بنتے۔

کبھی مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کا قائم مقام بناتے ہیں اور اسے مضاف والا اعراب دیتے ہیں جیسے: واسْئَلِ القَرْیَةَ أی: أھلَ القریة، جاءَ رَبُّكَ أی: أمرُ ربِّك. یہ اس وقت کرتے ہیں جب فسادِ معنیٰ کا اندیشہ نہ ہو۔

بعض اسماء اسم ظاہر اور ضمیر دونوں کی طرف مضاف ہوتے ہیں جیسے عام اسماء اور کلا وکلتا وغیرہ: غُلَامُ زَیْدٍ، غُلَامُہ، کِلَا الرَّجُلَیْنِ، کِلَاھُمَا، اور بعض ہمیشہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتے ہیں جیسے: ذُو: عِنْدَ ذِی العَرْشِ مَکِیْنٍ، ذُوالقُوَّةِ المَتِیْنِ. أولَات: وَأُولَاتُ الأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ یَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اور "أولو" وغیرہ اور بعض ضمیر کی طرف مضاف ہوتے ہیں جیسے: لَبَّیْكَ، سَعْدَیْكَ.

(دہم اسم تام......الخ) اسمائے عاملہ میں سے دسواں اسم تام ہے، اس کا عمل تمیز کو نصب دینا ہے (۳)۔

اسم تام اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں تنوین یا قائم مقام تنوین: نونِ تثنیہ، نونِ جمع ہو یا اضافت کی وجہ سے بایں

---

(۱) عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً: میرے پاس گیارہ مرد ہیں۔ عِنْدَ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرہ موجودہ حرکتِ مناسبت، "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابتٌ مقدر کا، ثابتٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسمِ فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب۔ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، أحَدَ عَشَرَ مرکب بنائی جس کے دونوں جز مبنی بر فتح ممیز، رَجُلاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْکَ مَالاً: زید تجھ سے مال میں زیادہ ہے۔ زیدٌ بترکیب معلوم، أکْثَرُ غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، "مِنْ" حرف جار مبنی بر سکون، کاف ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر فتح، جار مجرور مل کر ظرف لغو، مَالاً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز نسبت یعنی نسبتِ "أکْثَرُ" بسوئے فاعل، اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو و تمیز نسبت سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) اسم جب تنوین وغیرہ کی وجہ سے تام ہو جائے تو اس کی مشابہت اس فعل سے ہو جاتی ہے جو اپنے فاعل سے تام ہو گیا ہو، تنوین وغیرہ فاعل کی طرح ہیں کہ جس طرح فعل فاعل سے تام ہو جاتا ہے اور فاعل فعل سے متاخر ہوتا ہے، اسی طرح اسم ان اشیاء سے تام ہوتا ہے اور یہ اشیاء اسم سے متاخر ہوتی ہیں، لہذا جو تمیز اسمِ تام کے بعد آئے اس کی مشابہت مفعول بہ کے ساتھ ہوتی ہے بایں معنیٰ کہ دونوں تمامیت کے بعد آئے، تمیز اسم کی تمامیت کے بعد اور مفعول بہ فعل کی تمامیت کے بعد، تو اسم تام اس فعل کے مشابہ ہوا جو فاعل سے تام ہو کر مفعول بہ کو نصب دیتا ہے، اسی مشابہت کی وجہ سے اسم تام اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے۔

چوں: عِندِیْ قَفِیزَانِ بُرًا یا بنونِ جمع چوں: هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالأَخسَرِيْنَ أَعمَالاً (۱) یا بمشابہ نون

طور تام ہو جائے کہ اس حالت میں اس کی اضافت کسی دوسرے اسم کی طرف نہ ہو سکے۔

اسم کئی طریقوں سے تام ہو جاتا ہے:

۱ تنوین کے ساتھ جیسے: مافی السماءِ قدرُ رَاحَةٍ سَحَاباً.

۲ تنوین مقدرہ کے ساتھ جیسے: عندی أحدَ عشرَ درهماً، زيدٌ أكثرُ منكَ مالاً. "أحد عشر" اصل میں "اَحَدٌ وَعَشَرٌ" تھا، دونوں کو ایک کیا تو مبنی بر فتحہ ہونے کی وجہ سے ان کی تنوین مقدر ہو گئی، اسی طرح "أكثر" میں تنوین مقدر ہے کیونکہ یہ غیر منصرف ہے اور غیر منصرف میں تنوین مقدر ہوتی ہے۔

۳ نون تثنیہ کے ساتھ جیسے: عندی قفیزانِ بُرًّا.

۴ نون جمع کے ساتھ جیسے: هلْ نُنَبِّئُكُم بالأَخْسَرِيْنَ أعمالاً.

۵ مشابہ نون جمع کے ساتھ جیسے: عِنْدِی عِشْرُوْنَ دِرْهَماً. "عشرون" کا نون مشابہ نون جمع ہے کہ جس طرح نون جمع حالت رفعی میں "واؤ" کے بعد اور نصبی وجری میں "یا" کے بعد آتا ہے اسی طرح یہ نون بھی آتا ہے، باقی جمع حقیقی وغیر حقیقی میں فرق یہ ہے کہ جمع حقیقی میں تعین نہیں ہوتی اس میں کمی زیادتی کرنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا بخلاف جمع غیر حقیقی کے کہ اس میں تعین ہوتی ہے اور کمی وزیادتی سے فرق پڑتا ہے مثلاً: "مسلمون" جمع حقیقی ہے اگر اس سے مراد تین مسلمان ہوں پھر بھی جمع، تین سے زیادہ ہوں پھر بھی جمع۔ بخلاف جمع غیر حقیقی "عشرون" کے کہ اس میں تعین ہے، اگر ایک کی بھی زیادتی کریں تو فرق آئے گا کہ "عشرون" نہیں بلکہ "أحد وعشرون" ہو جائے گا، اگر ایک کی بھی کمی کریں تو "تسعة عشر" رہ جائے گا۔

۶ اضافت کے ساتھ بھی اسم تام ہو جاتا ہے جیسے: عِنْدِی مِلْؤُه عَسَلاً. لفظ "مِلْؤُ" اس مثال میں بمعنی

---

(۱) هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالأَخسَرِيْنَ أَعمَالاً: کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کس کے ہیں۔ هَلْ حرف استفہام مبنی بر سکون، نُنَبِّئُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم معظم ضمیر مستتر معبر بہ "نَحْنُ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، کاف ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اول منصوب محلاً مبنی بر ضم، میم علامت جمع مذکر مبنی بر سکون، "با" حرف جار زائدہ مبنی بر کسر، الأخسرین جمع مذکر سالم مجرور لفظاً بیائے ماقبل مکسور منصوب معنی بنا بر مفعولیت اسم تفضیل صیغہ جمع مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "هم" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف مقدر الأشخاص، أعمالاً جمع مکسر منصرف منصوب لفظاً تمیز نسبت، اسم تفضیل اپنے فاعل اور تمیز نسبت سے مل کر صفت، الأشخاص جمع مکسر منصرف مجرور لفظاً منصوب معنی موصوف، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول بہ دوم، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

جمع چوں: عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا (۱) یا باضافت چوں: عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا (۲).

یازدهم اسمائے کنایہ از عدد و آں دو لفظ است: کَمْ وَ کَذَا. کَمْ بر دو قسم است: استفہامیہ و خبریہ. کم استفہامیہ تمیز را بنصب کند و کذا نیز چوں: کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ (۳) وَعِنْدِیْ كَذَا دِرْهَمًا (۴). و کم

''مُِلْیٌ'' ہے جو مصدر نہیں، کیونکہ اس مادے کا مصدر اس وزن پر نہیں آتا، ضمیر مجرور مضاف الیہ کا مرجع ظرف معہود ہے، معنی یہ ہیں ''میرے پاس فلاں برتن بھر شہد ہے''۔

❺ الف لام کے ساتھ جیسے: جاءَ الرجُلُ.

تمیز کے منصوب ہونے کی وجہ

جس طرح فعل کو فاعل سے تمامیت حاصل ہوتی ہے اور وہ بعد میں آنے والے اسماء کو نصب دیتا ہے، اسی طرح بعض اسماء کو بھی چند امور سے تمامیت حاصل ہوتی ہے اور ان امور کی حیثیت فاعل کی ہوتی ہے، تو ان کے بعد جو اسم آئے گا وہ منصوب ہوگا کہ جس طرح فاعل حقیقی کے بعد آنے والا اسم منصوب ہوتا ہے۔

(**یازدهم اسمائے کنایہ...... الخ**) اَلْكِنَايَةُ مَا يُكَنّٰى بِهَا عَنْ شَيْءٍ: وہ اسماء جن کے ذریعے اسمائے کنایہ از عدد: یہ دو لفظ ہیں: کَمْ، کَذَا.

(۱) عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا: میرے پاس بیس درہم ہیں۔ عِنْدِیْ بترکیب معلوم ثابتٌ کا مفعول فیہ، اور ثابتٌ بترکیب معلوم خبر مقدم، عِشْرُوْنَ مشابہ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ما قبل مضموم ممیز، دِرْهَمًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا: میرے پاس ظرف معہود بھر شہد ہے۔ عِنْدِیْ بترکیب معلوم خبر مقدم، مِلْءُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، ''ها'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے ظرف معہود، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ممیز، عَسَلًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ: تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں؟ کَمْ استفہامیہ مبنی بر سکون مرفوع محلاً ممیز، رَجُلًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا، عِنْدَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، کاف ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابتٌ مقدر کا، ثابتٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ''هُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۴) عِنْدِیْ كَذَا دِرْهَمًا: میرے پاس اتنے درہم ہیں۔ عِنْدَ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرہ موجودہ حرکت مناسبت، ''یا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابتٌ مقدر کا، ثابتٌ مفرد =

خبریہ تمیز را بجر کند چوں: کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ(۱) وَکَمْ دَارٍ بَنَیْتُ(۲). وگاہے "مِنْ" جارہ بر تمیز "کَمْ" خبریہ آید چوں: قوله تعالىٰ وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ(۳).

کم کی دو قسمیں ہیں: کم استفہامیہ جو کہ اَیُّ عَدَدٍ مِنَ الْأَعْدَادِ کے معنی میں ہوتا ہے۔

کم خبریہ جو عددٌ کثیرٌ کے معنی میں ہوتا ہے۔

کم استفہامیہ کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے جیسے: کَمْ ثَوْباً اِشْتَرَیْتَ؟ اگر "کم" پر کوئی حرف جر داخل ہو تو پھر تمیز میں دونوں صورتیں جائز ہیں: بِکَمْ دِرْهَمٍ اِشْتَرَیْتَ، بِکَمْ دِرْهَماً اِشْتَرَیْتَ؟

کم خبریہ کی تمیز جمع مجرور اور مفرد مجرور دونوں ہوتی ہے لیکن مفرد مجرور زیادہ بہتر ہے جیسے: کم مالٍ أنفقتُ

دخول "من" کی صورتیں

کم خبریہ کی تمیز پر عموماً "من" جارہ داخل ہوتا ہے جیسے: کَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ والأرض

اگر "کم" اور اس کی تمیز کے درمیان فاصلہ ہو تو "من" کا لانا ضروری ہے جیسے: سَلْ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰهُمْ مِنْ اٰیَةٍ بَیِّنَةٍ. "کم" استفہامیہ کی تمیز پر "من" کے داخل ہونے کی کوئی مثال قرآن وحدیث میں موجود نہیں، نحاۃ اختراعی مثال پیش کر کے کہتے ہیں کہ داخل ہوتا ہے جیسے: کم مِنْ رجلٍ ضربتَ؟

= منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسمِ فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب — "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا مؤخر اسمِ فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، کَذَا اسمِ کنایہ مرفوع محلاً مبنی بر سکون، دِرْهَمًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدائے مؤخر مرفوع محلاً مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱) کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ: کتنا مال خرچ کر ڈالا میں نے۔ کَمْ خبریہ مبنی بر سکون مرفوع محلاً ممیز مضاف، مَالٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ تمیز، ممیز مضاف اپنی تمیز مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ مقدم، اَنْفَقْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) کَمْ دَارٍ بَنَیْتُ: کتنے گھر بنا ڈالے میں نے۔ کَمْ خبریہ مبنی بر سکون مرفوع محلاً ممیز مضاف، دَارٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف الیہ تمیز، ممیز مضاف اپنی تمیز مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ مقدم، بَنَیْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم، "تا" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) كَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَّأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَرْضٰى: آسمانوں میں رہنے والے کثیر فرشتوں کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جب اللہ اجازت دے دے جس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے۔ کَمْ خبریہ مبنی بر سکون مرفوع محلاً ممیز، "مِنْ" حرف جار زائد مبنی بر سکون، مَلَكٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً موصوف، فِي حرف جار مبنی بر سکون، السَّمٰوٰتِ جمع =

قسم دوم در عوامل معنوی: بدانکہ عوامل معنوی بر دو قسم است: اول: ابتدا یعنی خُلُوّ اسم از عوامل لفظی کہ

(قسم دوم در عوامل معنوی......الخ) عوامل معنوی کی دو قسمیں ہیں: ۱-ابتدا، ۲-خلو فعل مضارع عن الجوازم والنواصب (۱)۔

ابتدا: یعنی اسم کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا عامل معنوی ہے اور یہ عاملِ معنوی مبتدا و خبر دونوں کو رفع دیتا ہے

جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ. اس میں چار مذہب ہیں:

❶ مبتدا و خبر دونوں میں ابتدا عامل ہو، یہ جمہور بصریین کا مذہب ہے تو اس صورت میں مبتدا و خبر دونوں کا عامل معنوی ہوگا۔

❷ ابتدا مبتدا میں عامل ہو اور مبتدا خبر میں، اندلسی نے سیبویہ سے یہی نقل کیا، ابو علی اور ابو الفتح نے بھی اسے نقل کیا، اس صورت میں خبر کا عامل لفظی اور مبتدا کا عامل معنوی ہے۔

❸ مبتدا و خبر دونوں ایک دوسرے میں عامل ہیں، یہ کوفیین کا مذہب ہے، اس صورت میں دونوں کا عامل لفظی

=مؤنث سالم مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہو ثابت مقدر کا، ثابت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب "ھو" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسمِ فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا، لَاتُغْنِیْ میں لا برائے نفی مبنی بر سکون، تُغْنِیْ فعلِ مضارع معروف مفرد معتل یائی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مؤنث غائب، شَفَاعَۃ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف مصدر، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور باعتبار محل قریب مرفوع باعتبار محل بعید بنا بر فاعلیت، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، شَیْئًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مفعولِ مطلق، اِلَّا حرف استثنا مبنی بر سکون، مِنْ حرف جار مبنی بر سکون، بَعْدِ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مضاف، اَنْ ناصبہ موصولِ حرفی مبنی بر سکون، یَأْذَنَ فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز منصوب لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، اللہ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، لام حرف جار مبنی بر کسر، مَنْ اسمِ موصول مبنی بر سکون مجرور محلاً، یَشَاءُ فعلِ مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے لفظِ اللہ، "ھا" ضمیر منصوب متصل مقدر مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے اسمِ موصول، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واو حرف عطف مبنی بر فتح، یَرْضٰی فعل مضارع معروف مفرد معتل الفی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے لفظِ اللہ، عَنْہُ مقدر، جس میں عَنْ حرف جار مبنی بر سکون "ھا" ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے اسمِ موصول، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، یَشَاءُ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ، موصول اسمی اپنے صلے سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، یَأْذَنَ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلہ سے مل کر بتأویل مفرد ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر ظرف لغو، لَاتُغْنِی فعل اپنے فاعل، مفعولِ مطلق اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مرفوع محلاً خبر برائے مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱) بعض کے نزدیک عوامل معنوی تین ہیں: دو یہی اور تیسرا عامل صفت یعنی صفت ہونا صفت کو رفع، نصب یا جر دیتا ہے مثلاً: "جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ". میں "عَالِمٌ" صفت ہے اور صفت ہونا اس کا عامل رافع ہے، "رَاَیْتُ رَجُلًا عَالِمًا" میں "عَالِمًا" صفت ہے اور صفت ہونا اس کا عامل ناصب ہے، "مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عَالِمٍ". میں "عَالِمٍ" صفت ہے اور صفت ہونا اس کا عامل جار ہے۔ لیکن یہ درست نہیں، کیونکہ صفت کا عامل وہی ہوتا ہے جو موصوف کا عامل ہو، مذکورہ مثالوں میں صفت کا عامل بالترتیب "جَاءَ، رَاَیْتُ" اور "با" ہے۔

مبتدا وخبر را برفع کند چوں: زَیْدٌ قَائِمٌ(۱). واین جا گویند کہ زید مبتدا است مرفوع بابتدا و قائم خبر مبتدا است. مرفوع بابتدا. واین جا دو مذہب دیگر است: یکے آنکہ ابتدا عامل است در مبتدا، و مبتدا در خبر. و دیگر آنکہ ہر یکے از مبتدا وخبر عامل است در دیگر. دوم: خلوِ فعل مضارع از ناصب و جازم فعل مضارع را برفع کند چوں: یَضْرِبُ زَیْدٌ(۲) ایں جا "یَضْرِبُ" مرفوع است؛ زیرا کہ خالی از ناصب و جازم تمام شد عوامل نحو بتوفیق الله تعالیٰ وعونه.

ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اس صورت میں دور لازم آتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دور معناً ہے اور یہ درست ہے۔

❷ بعض حضرات کے نزدیک ابتدا مبتدا میں عامل ہے اور ابتدا و مبتدا دونوں خبر میں عامل ہیں، اس صورت میں مبتدا کا عامل معنوی اور خبر کا عامل لفظی و معنوی دونوں ہیں، لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ اس صورت میں ایک معمول پر دو عاملوں کا اجتماع لازم آتا ہے جو جائز نہیں۔ لیکن ان تمام مذاہب میں سے مذہب اول راجح ہے بخلاف باقی کے کیونکہ ان میں مبتدا یا خبر کا عامل بننا لازم آتا ہے جو کہ عموماً جامد ہوتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ "الجامدُ لایَعْمَلُ".

خلو فعل مضارع عن النواصب والجوازم: عوامل معنوی کی دوسری قسم فعل مضارع کا نواصب و جوازم سے خالی ہونا ہے جیسے: یَضْرِبُ زَیْدٌ. یہ ابن مالک کا مذہب ہے اور یہی مختار ہے(۱)۔

---

(۱) زَیْدٌ قَائِمٌ: زید کھڑا ہے یا کھڑا ہوگا۔ زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، قَائِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "ھو" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) یَضْرِبُ زَیْدٌ: زید مارتا ہے یا مارے گا۔ یَضْرِبُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد مذکر غائب، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۱) بصریین کے نزدیک مضارع کا عامل معنوی صحیح وقوع مضارع موقع الاسم ہے یعنی مضارع کا اس کی جگہ واقع ہونا مثلاً: "زَیْدٌ یَعْلَمُ" میں "یَعْلَمُ" مرفوع ہے، کیونکہ یہ اسم کی جگہ واقع ہے کہ "زَیْدٌ عَالِمٌ" کہنا درست ہے۔ اور جب مضارع ایسی جگہ واقع ہو جہاں اسم کا آنا درست نہ ہو جیسے: اَلَّذِیْ یَضْرِبُ" کہ صلہ ہے اور اسم صلہ واقع نہیں ہوتا، اسی طرح "سین وسوف" کے بعد "سَیَقُوْمُ، سَوْفَ یَقُوْمُ" جب کہ اسم ان کے بعد نہیں آتا، اور خبر "کَادَ" جیسے: "کَادَ زَیْدٌ یَقُوْمُ". کہ اسم خبر "کَادَ" واقع نہیں ہوتا، ان مقامات میں فعل مضارع کا مرفوع ہونا طرد للباب ہے۔ امام کسائی کے نزدیک مضارع کا عامل رافع علامات مضارع ہیں، کیونکہ ان کے آنے کے بعد رفع پیدا ہوتا ہے، اس لئے کہ مضارع کا اصل ماضی یا مصدر ہے اور دونوں میں رفع نہیں ہوتا۔ اس مذہب کے مطابق مضارع کا عامل لفظی ہے معنوی نہیں۔

خاتمہ درفوائد متفرقہ کہ دانستن آں واجب است، وآں سہ فصل است. فصل اول درتوابع: بدانکہ تابع لفظے است کہ دومی از لفظِ سابق باشد باعرابِ سابق از یک جہت، ولفظ سابق رامتبوع گویند، وحکم تابع آں است کہ ہمیشہ دراعراب موافق متبوع باشد. وتابع پنج نوع است. اول: صفت واو تابعیست کہ دلالت کند بر معنی کہ درمتبوع باشد چوں: جَاءَ نِی رَجُلٌ عَالِمٌ(۱) یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چوں: جَاءَ نِی رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہ (۲) یا اَبُوہ مثلاً. اول درده چیز موافق متبوع باشد

(خاتمہ درفوائد متفرقہ......الخ) توابع "تابع" کی جمع ہے اور تابع ہر اس لفظ کو کہتے ہیں کہ لفظ سابق سے دوسرے نمبر پر ہو اور سابق اعراب کے ساتھ ایک ہی جہت سے ہو۔ دوسرے نمبر پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ متبوع کے بعد ہو عام ہے کہ تیسرے نمبر پر ہو یا چوتھے پر جیسے: جاء نی رجلٌ عالمٌ حافظٌ کریمٌ جمیلٌ ظریفٌ. اعراب ایک جہت سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر سابق لفظ بنا بر فاعلیت مرفوع ہے تو یہ بھی اسی طرح بنا بر فاعلیت مرفوع ہو، اگر سابق بنا بر مفعولیت منصوب ہے تو یہ بھی بنا بر مفعولیت منصوب ہو۔ لفظ سابق کو متبوع اور بعد میں آنے والے کو تابع کہتے ہیں۔ تابع کی متبوع کے ساتھ اعراب میں مطابقت ضروری ہے، چاہے لفظاً دونوں کا اعراب ایک ہو جیسے: جَاءَ الرَّجُلُ الْكَرِيْمُ. یا تقدیراً ہو جیسے: جَاءَ مُوْسَىٰ الْأَعْمَىٰ. یا محلاً جیسے: جَاءَ سِيْبَوَيْهِ یا ایک کا لفظی اور دوسرے کا محلی یا تقدیری۔

تابع کی قسمیں

تابع کی پانچ قسمیں ہیں: صفت ۲- تاکید، ۳- بدل ۴- عطف بالحرف ۵- عطف بیان.

---

(۱) جَاءَ نِی رَجُلٌ عَالِمٌ: میرے پاس ایک علم والا مرد آیا۔ جَاءَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، نون برائے وقایہ مبنی بر کسر، یاء ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر سکون، رَجُلٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، عَالِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بـــــ "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِی رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ: میرے پاس ایک حسین غلام والا مرد آیا۔ جَاءَ نِی بترکیب معلوم، رَجُلٌ بترکیب معلوم موصوف، حَسَنٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً صفتِ مشبہ صیغہ واحد مذکر، غُلَامُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ہا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، صفتِ مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

در تعریف و تنکیر و تذکیر و تانیث و افراد و تثنیہ و جمع و رفع و نصب و جر چوں: عِنْدِی رَجُلٌ عَالِمٌ(۱)

صفت: صفت یا نعت وہ تابع ہے جو مشتق یا مؤول بمشتق ہو اور ایسے معنی پر دلالت کرے کہ وہ متبوع میں ہو اور یہ دلالت مقصودی ہو(۲) جیسے: جاء نی رجلٌ عالمٌ. یا اس معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں ہو جیسے: جاء نی رجلٌ حَسَنٌ غُلَامُہ. پہلے کو صفت بحال موصوف (۳) اور دوسرے کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہیں(۴)۔

قسم اول میں تابع (صفت) دس چیزوں میں متبوع (موصوف) کے ساتھ مطابقت رکھے گا، ان دس میں سے

---

(۱) عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ: میرے پاس ایک دانا مرد ہے۔ عِنْدَ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً کسرۂ موجودہ حرکتِ مناسبت، "یا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابت مقدر کا، ثابت مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب۔ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبرِ مقدم، رَجُلٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً موصوف، عَالِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معرب۔ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے موصوف، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) اگر متبوع معرفہ ہو تو صفت توضیح کا فائدہ دیتی ہے جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدِ الْخَيَّاطِ.

- متبوع نکرہ ہو تو تخصیص کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ كَاتِبٍ.
- کبھی مجرد مدح پر دلالت کرتی ہے جیسے: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.
- کبھی مجرد ذم پر دلالت کرتی ہے جیسے: اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ.
- کبھی ترحم پر دلالت کرتی ہے جیسے: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبْدَكَ الْمِسْكِيْنَ.
- کبھی تاکید کے لئے آتی ہے جیسے: فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ. اَمْسِ الدَّابِرُ لَا يَعُوْدُ.
- کبھی خبر کے ساتھ مل کر جملے کے اساسی و بنیادی معنی کا فائدہ دیتی ہے، حالانکہ اس مقصد کے لئے صرف خبر کافی ہوتی ہے، لیکن بسا اوقات خبر کے ساتھ کسی اور چیز کا اشتراک ضروری ہوتا ہے جیسے: بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُوْنَ. بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ. فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ.

(۳) اس کی علامت یہ ہے کہ صفت ایک ایسی ضمیر پر مشتمل ہو جو موصوف کی طرف لوٹے۔

(۴) اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد عام طور پر اسم ظاہر آتا ہے جو صفت کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے، اسم ظاہر کے ساتھ ضمیر مستتر ہوتی ہے جو موصوف کی طرف لوٹتی ہے۔

وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ(۱) وَرِجَالٌ عَالِمُونَ(۲) وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ(۳) وَامْرَأَتَانِ

چار کا بیک وقت پایا جانا ضروری ہے :۱-تعریف،۲-تنکیر(۴)،۳-تذکیر،۴-تأنیث،۵-إفراد،۶-تثنیہ،۷-جمع، ۸-رفع،۹-نصب،۱۰-جر۔جیسے: جاء نی رجلٌ عالمٌ ، رجلانِ عالمانِ ،رجالٌ عالمونَ ،جاءَتْنِی امرأةٌ عالمةٌ ،امرأتانِ عالمتانِ ، نساءٌ عالماتٌ ، جاء نی الرجلُ العالمُ والمرأةُ العالمةُ.

ہر ایک مثال میں چاروں چیزوں میں مطابقت ہے یعنی تعریف وتنکیر میں سے ایک،تذکیر وتانیث میں سے ایک ،افراد وتثنیہ وجمع میں سے ایک اور اعراب ثلاثہ میں سے ایک، یہ کل چار ہیں لیکن اگر اسم تفضیل ''من'' کے ساتھ

---

(۱)رَجُلَانِ عَالِمَانِ ای: عِنْدِیْ رَجُلَانِ عَالِمَانِ: میرے پاس دو دانا مرد ہیں۔عِنْدِیْ بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا ثابتانِ مقدر کا، ثابتانِ مثنی مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر،ضمیر مستتر معبر بہ ''هُمَا'' جس میں ''ها'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برضم راجع بسوئے مبتدائے موخر،میم حرف عماد مبنی برفتح،الف علامتِ تثنیہ مبنی برسکون،اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم،رَجُلَانِ مثنیٰ مرفوع بالف موصوف،عَالِمَانِ مثنیٰ مرفوع بالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مذکر،ضمیر مستتر معبر بہ ''هُمَا'' جس میں ''ها'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برضم راجع بسوئے موصوف،میم حرفِ عماد مبنی برفتح،الف علامتِ تثنیہ مبنی برسکون،اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے موخر،مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) رِجَالٌ عَالِمُوْنَ ای: عِنْدِیْ رِجَالٌ عَالِمُوْنَ: میرے پاس دانا مرد ہیں۔عِنْدِیْ بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا ثابتُوْنَ مقدر کا، ثابتُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر،ضمیر مستتر معبر بہ ''هُمْ'' جس میں ''ها'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برضم راجع بسوئے مبتدائے موخر،میم علامتِ جمع مذکر مبنی برسکون،اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم،رِجَالٌ جمع مکسر منصرف مرفوع لفظا موصوف،عَالِمُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسم فاعل صیغہ جمع مذکر،ضمیر مستتر معبر بہ ''هُمْ'' جس میں ''ها'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برضم راجع بسوئے موصوف،میم علامتِ جمع مذکر مبنی برسکون،اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے موخر،مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳)امْرَأَةٌ عَالِمَةٌ ای عِنْدِیْ اِمْرَأَةٌ عَالِمَةٌ: میرے پاس ایک دانا عورت ہے۔عِنْدِیْ بترکیب معلوم مفعول فیہ ہوا ثابتۃٌ مقدر کا،ثابتۃٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مؤنث،ضمیر مستتر معبر بہ ''هِیَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے موصوف،اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم،امْرَأَةٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا موصوف،عَالِمَۃٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا اسم فاعل صیغہ واحد مؤنث،ضمیر مستتر معبر بہ ''هِیَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی برفتح راجع بسوئے موصوف،اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت،موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے موخر،مبتدائے موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۴)ایٌّ وایّۃٌ جب معرفہ بہ نداء موصوف ہوں تو ان کی صفت کے لئے مطلق تعریف کافی نہیں، بلکہ خاص تعریف یعنی معرف باالالف واللام ضروری ہے جیسے: یاایُّہَاالنَّاسُ اعْبُدُوا. یاایَّتُہَاالنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ.

عَـالِـمَتَانِ(۱) وَنِسْـوَةٌ عَـالِـمَاتٌ(۲). اما قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز: تعریف وتنکیر و رفع

استعمال ہو یا مضاف إلی النکرہ ہو تو مطابقت ضروری نہیں، اسی طرح وہ صیغے جن میں تذکیر و تانیث برابر ہیں یا کوئی ایک مختص ہے مثلاً: جریح وغیرہ جیسے: جاء تنی هندٌ أفضلُ من زینبَ، الهندانِ أفضلُ من زینبَ، الهنداتُ أفضلُ من زینبَ، تذکیر و تانیث میں برابری جیسے: جاء تنی امرأةٌ جریحٌ، امرأةٌ صبورٌ، یا صیغہ صفت بظاہر مؤنث ہو لیکن اس کا اطلاق مذکر پر ہوتا ہو جیسے: جاء نی زیدٌ العلامةُ، یا بظاہر صیغہ مذکر ہو لیکن مختص بالتانیث ہو جیسے: هذه امرأةٌ حائضٌ، امرأةٌ طالقٌ. ان تمام صورتوں میں مطابقت فی التذکیر والتانیث ضروری نہیں(۳)۔

قسم دوم یعنی صفت بحال متعلق موصوف میں پانچ چیزوں میں مطابقت ضروری ہے: تعریف ۲- تنکیر ۳- رفع، ۴- نصب، ۵- جر۔ ان پانچ میں سے دو کا بیک وقت پایا جانا ضروری ہے جیسے: جاء نی رجلٌ عالمٌ أبُوه، أخرِجْنَا مِنْ هٰـذِهِ الْـقَـرْيَةِ الظَّالِمِ أهْلُهَا. مثال اول میں رفع و تنکیر اور مثال ثانی میں جر و تعریف میں مطابقت پائی جا رہی ہے، اس قسم میں تذکیر و تانیث اور واحد، تثنیہ و جمع میں مطابقت ضروری نہیں۔

---

(۱) اِمْـرَأتَـانِ عَـالِـمَتَانِ أی: عِـنْدِیْ اِمْرَأتَانِ عَالِمَتَانِ: میرے پاس دو دانا عورتیں ہیں۔ عِنْدِیْ بتر کیب معلوم مفعول فیہ ہوا ثَابِتَانِ مقدر کا، ثَابِتَانِ مثنی مرفوع بالالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مؤنث، ضمیر مستتر معرب۔ "هُمَا" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامت تثنیہ مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، اِمْرَأتَانِ مثنیٰ مرفوع بالالف موصوف، عَالِمَتَانِ مثنی مرفوع بالالف اسم فاعل صیغہ تثنیہ مؤنث، ضمیر مستتر معرب۔ "هُمَا" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامت تثنیہ مبنی بر سکون، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) نِسْوَةٌ عَـالِـمَـاتٌ أی عِـنْدِیْ نِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ: میرے پاس دانا عورتیں ہیں۔ عِنْدِیْ بتر کیب معلوم مفعول فیہ ہوا ثَابِتَاتٌ قدر کا، ثَابِتَاتٌ جمع مؤنث سالم مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ جمع مؤنث، ضمیر مستتر معرب۔ "هُنَّ" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، نونِ مشدد علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح، اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، نِسْوَةٌ جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً موصوف، عَالِمَاتٌ جمع مؤنث سالم مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ جمع مؤنث، ضمیر مستتر معرب۔ "هُنَّ" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، نونِ مشدد علامت جمع مؤنث مبنی بر فتح، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) بعض الفاظ مسموع من العرب ایسے ہیں ان میں مطابقت ضروری نہیں جیسے: هٰـذَا ثَـوْبٌ أخْلَاقٌ، بُرْمَةٌ أعْشَارٌ، نُطْفَةٌ أمْشَاجٌ. حالانکہ مذکورہ امثلہ میں موصوف مفرد اور صفت صیغہ جمع ہے کہ أخْلَاق خَلَق کی أعْشَار عُشْر کی اور أمْشَاج مَشِیْج یا مَشَج کی جمع ہے۔

غیر عاقل کی جمع مذکر کی صفت میں کبھی مفرد مؤنث لاتے ہیں جیسے: وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فِيْهَا -

ونصب وجر چوں: جَاءَ نِی رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوهُ(۱). بدانکہ نکرہ را بجملہ خبریہ صفت تواں کرد چوں: جَاءَ نِی رَجُلٌ أَبُوهُ عَالِمٌ (۲). ودر جملہ ضمیرے عائد بنکرہ لازم باشد.

بدانکہ نکرہ را بجملہ خبریہ صفت: نکرہ کی صفت جملہ خبریہ بھی لا سکتے ہیں لیکن تین شرطوں کے ساتھ، ایک شرط موصوف اور دو صفت کے لئے ہیں: ۱- موصوف نکرہ ہو، ۲- صفت جملہ خبریہ ہو، ۳- جملے میں کوئی عائد ہو جو موصوف صفت میں ربط پیدا کرے۔

فائدہ: عام طور پر صفت مشتق کا صیغہ ہوتی ہے جیسے: جاء نی رجلٌ عالمٌ.

= قِیماً. کبھی جمع مؤنث سالم اور جمع تکسیر مؤنث لاتے ہیں جیسے: فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَر. هٰذِهِ الْكُتُبُ الْأَفَاضِلُ الْفُضْلَيَاتُ الْفُضَلُ الْفُضْلَى.

غیر عاقل کی جمع مؤنث کا بھی یہی حکم ہے جیسے: السُّفُنُ الْجَارِيَةُ الْجَارِيَاتُ الْجَوَارِي.

عاقل کی جمع مذکر کی صفت میں جمع سالم وجمع تکسیر دونوں جائز ہیں جیسے: الْعُلَمَاءُ الْعَالِمُونَ الْأَعْلَامُ.

عاقل کی جمع مؤنث کی صفت میں مفرد مؤنث، جمع مکسر وجمع سالم سب جائز ہیں جیسے: نِسَاءٌ قَانِتَاتٌ، قَانِتَةٌ.

اگر موصوف اسم جنس ہو جس کے مفرد میں ''تا'' آتی ہے تو اس میں کبھی لفظ کا لحاظ رکھتے ہوئے صفت بھی مفرد مذکر لاتے ہیں جیسے: أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ. کبھی جماعت کی تاویل میں کر کے صفت واحد مؤنث لائی جاتی ہے جیسے: أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ. اسی طرح صفت جمع مؤنث سالم بھی لا سکتے ہیں جیسے: وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا. اور جمع تکسیر بھی جیسے: السَّحَابَ الثِّقَالَ.

موصوف پر الف لام جنسی ہو تو اس کی صفت نکرہ مخصوصہ کی صورت میں آسکتی ہے جیسے۔

وَلَقَدْ أَمُرُّ عَلَى اللَّئِيمِ يَسُبُّنِي ۔ فَمَضَيْتُ ثَمَّةَ قُلْتُ لَا يَعْنِينِي

(۱) جَاءَ نِی رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوهُ: میرے پاس دانا باپ والا مرد آیا۔ جَاءَ نِی بترکیب معلوم، رَجُلٌ بترکیب معلوم موصوف، عَالِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، أَبُو اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواو مضاف، ''ھا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِی رَجُلٌ أَبُوهُ عَالِمٌ: میرے پاس ایک مرد آیا جس کا باپ دانا ہے۔ جَاءَ نِی بترکیب معلوم، رَجُلٌ بترکیب معلوم موصوف، أَبُو بترکیب معلوم مضاف، ''ھا'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے موصوف، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، عَالِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ ـــ ''ھو'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت مرفوع محلاً، موصوف اپنی صفت سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

دوم تاکید: واو تابعیست کہ حال متبوع را مقرر گرداند در نسبت یا در شمول تا سامع را شک نماند و تاکید بر دو قسم است: لفظی و معنوی۔ تاکید لفظی بتکرار لفظ است چوں: زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ(۱) وَضَرَبَ ضَرَبَ

(دوم تاکید: واو تابعیست.....الخ) تاکید وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کی حالت کو نسبت میں مضبوط کرے (۲) جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ نَفْسُہٗ. ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ یا ضَرَبَ زیدٌ زیدٌ یا پھر شمول میں جیسے: جاء نی القومُ کُلُّھُم بشک تھا کہ پوری قوم نہ آئی ہوگی بلکہ بڑے بڑے سرداروں پر قوم کا اطلاق کیا ہوگا لیکن "کُلُّھُمْ" نے یہ ابہام دور کر دیا، اسی طرح "فَسَجَدَ المَلَائِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ" ہے۔ دفع مجاز کے لئے بھی تاکید لاتے ہیں جیسے: بَنَیٰ الأمیرُ الأمیرُ القصرَ. شبہ تھا کہ امیر نے حکم دیا ہوگا اور مزدوروں نے محل بنایا ہوگا اور مجازاً بنانے کی نسبت امیر کی طرف کی گئی ہے تو اس شبہ کو دور کرنے کے لئے تاکید لائی گئی۔

فائدہ: کبھی فعل کی تاکید لاتے ہیں جیسے: ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ. اور کبھی حرف کی جیسے: اِنَّ اِنَّ زیداً قائمٌ. حروف غیر جوابیہ کی تاکید کے بارے میں قاعدہ ہے کہ اگر ان کی تاکید دوسرے حرف سے لائیں تو دونوں میں فاصلہ ہوگا جیسے: اِنَّ زیداً اِنَّ زیداً قائم. اِنَّ اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ بلا فصل شاذ ہے۔ ضمیر متصل کی تاکید اعادہ عامل کے ساتھ لاتے ہیں یا ضمیر منفصل سے جیسے: عَجِبْتُ مِنْکَ مِنْکَ، ضَرَبْتُ اَنَا. جملے کی تاکید حرف عطف کے بغیر بھی مستعمل ہے جیسے: وَاتَّقُوا الَّذِی اَمَدَّکُم بِمَا تَعْلَمُوْنَ اَمَدَّکُمْ بِاَنْعَامٍ وَبَنِیْنَ. اسے تفسیر بھی کہتے ہیں اور تاکید بھی ہے۔

تاکید کی دو قسمیں ہیں: ۱- تاکید لفظی ۲- تاکید معنوی.

---

(۱) زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ: زید زید کھڑا ہے۔ زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، زید ثانی تاکید، قَائِمٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲) اکثر نحاۃ کے ہاں مؤکد کا معرفہ ہونا ضروری ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول: مَاصَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَھْراً کُلَّہٗ اِلَّا رَمَضَانَ. اور قول شاعر

لَکِنَّہٗ شَاقَہٗ اَنْ قِیْلَ ذَارَجَبٌ یَالَیْتَ عِدَّۃَ حَوْلٍ کُلِّہٖ رَجَبٌ

متعلق کہتے ہیں کہ یہ شاذ ہیں۔ جب کہ بعض کے ہاں نکرہ اگر مفید للتاکید ہو تو اس کی تاکید لائی جا سکتی ہے جیسے

نَلْبَثُ حَوْلاً کَامِلاً کُلَّہٗ رَجَبٌ لَا نَلْتَقِیْ اِلَّا عَلَی مَنْھَجٍ

یہاں نکرہ "حول" مفید للتاکید ہے کہ محدود ہے، کیونکہ اس کا اول و آخر معلوم ہے اور تاکید بھی ایسے لفظ سے ہے جو محیط ہے۔

زَیْدٌ(۱) وَ اِنَّ اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ(۲) .وتاکید معنوی بہ ہشت لفظ است: نفس وَ عَیْن وَ کِلَا وَ کِلْتَا

تاکید لفظی (۳): جو لفظ یا اس کے مرادف کے تکرار کے ساتھ ہو(۴)۔ تکرارِ لفظ خواہ اسم کی صورت میں ہو جیسے :زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ . یا فعل کی صورت میں جیسے: ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ. یا حرف کی صورت میں جیسے: اِنَّ زیداًاِنَّ زیداًقائمٌ.لفظ کے مرادف کی تکرار جیسے: جَاءَ نِی لَیْثٌ اَسَدٌ، فِجَاجاً سُبُلاً.

تاکید معنوی (۵): یہ چند مخصوص الفاظ کے ذریعے ہوتی ہے اور وہ آٹھ ہیں: نَفْسٌ، عَیْنٌ، کِلاَ، کِلْتَا، اَجْمَعُ، اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اِبْصَعُ، کُلٌّ.

---

(۱)ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ: مارا مارا زید نے۔ضَرَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب،ضَرَبَ ثانی تاکید،زید بترکیب معلوم فاعل،فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲)اِنَّ اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ: بے شک بے شک زید کھڑا ہے۔اِنَّ حرف مشبہ بالفعل مبنی بر فتح،اِنَّ ثانی تاکید،زیداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم،قائمٌ بترکیب معلوم خبر،اِنَّ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) تاکید لفظی میں شرط یہ ہے کہ دوسرے لفظ سے وہی مراد ہو جو پہلے سے ہے،اگر ایسا نہ ہو تو پھر دوسرے لفظ کو تاکید لفظی نہیں کہیں گے جیسے:کَلاَّ اِذَا دُکَّتِ الأَرْضُ دَکًّا دَکًّا أی: دَکًّا بَعْدَ دَکٍّ وَاَنَّ الدَّکَّ کُرِّرَ عَلَیْهَا حَتّٰی صَارَتْ هَبَاءً مَنْثُوراً. یعنی زمین کو کے بعد دیگرے کوٹا جائے گا یہاں تک کہ وہ ریزہ ریزہ ہو جائے گی،یہاں دوسرے "دَکًّا" سے پہلا "دَکّ" مراد نہیں،بلکہ مستقل ہے،لہذا یہ تاکید لفظی نہیں،اسی طرح: وَجَاءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا. دوسرا "صَفًّا" پہلے کا مغایر ہے کہ مراد جن وانس کی صفیں ہیں،لہذا اسے بھی تاکید لفظی نہیں کہیں گے۔اذان میں "اللّٰہُ اَکْبَر اللّٰہُ اَکْبَر ثانی تاکید نہیں بلکہ انشاء تکبیر ہے،البتہ اقامت میں "قَدْ قَامَتِ الصَّلاۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلاۃُ. ثانی تاکید ہے۔

(۴) تاکید لفظی میں تین مرتبہ تکرار کی گنجائش ہے،اس سے زائد تکرار درست نہیں،جیسے

اَلاَ حَبَّـــذَا حَبَّـــذَا حَبَّـــذَا ... صَـدِیْـقٌ تَـحَـمَّـلْـتُ الأَذٰی

تاکید لفظی کی مختلف اغراض ہیں:

۱۔سامع کو متوجہ کرنے کے لئے تاکہ بات اچھی طرح سن لے۔

۲۔تہدید جیسے: کَلاَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ کَلاَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ.

۳۔تہویل جیسے: وَمَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ثُمَّ مَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ.

۴۔محبوب و مرغوب چیز کے نام کو بطور لذت دہرانا۔

تاکید لفظی میں ثانی کا محل اعراب نہیں ہوتا،ترکیب میں کہیں گے کہ فلاں کی تاکید لفظی ہے۔

(۵) ایسا تابع جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے متبوع کا معنی حقیقی ہے،اس میں مجاز،نسیان اور مبالغہ نہیں۔

وَ كُلّ وَ اَجْمَعُ وَ اَكْتَعُ وَ اَبْتَعُ وَ اَبْصَعُ چوں: جَاءَ نِی زَیْدٌ نَفْسُه(۱) وَ جَاءَ نِی الزَّیْدَانِ

نفس وعین یہ دونوں کسی ذات سے مجاز کے احتمال کو دفع کرنے کے لئے آتے ہیں، ان میں لفظ اور ضمیر دونوں تبدیل ہوتے ہیں(۲) جیسے: جاء نی زیدٌ نفسُه عینُه، الزیدانِ أنفسُهما أعینُهما، الزیدونَ أنفسُهم أعینُهم. جاء تنی هندٌ نفسُها عینُها، الهندانِ أنفسُهما أعینُهما، الهنداتُ أنفسُهن أعینُهن: کبھی تاکید پر "با" زائدہ لگاتے ہیں جیسے: جاء نی زیدٌ بِنَفْسِه بِعَیْنِه.

کلا وکلتا(۳): یہ تثنیہ کے ساتھ خاص ہیں جیسے: جاء نی الزیدانِ کِلَاهُمَا والهندان کِلْتَاهُمَا.

کل(۴): یہ مفرد وجمع دونوں کے لئے آتا ہے لیکن ضمیر کی تبدیلی کے ساتھ جیسے: قرأتُ الکتابَ کُلَّه، قرأتُ الصَّحِیْفَةَ کُلَّهَا، جاء نی القَوْمُ کُلُّهُمْ والنِّسَاءُ کُلُّهُنَّ.

أجمع، أکتع، أبتع، أبصع: یہ مفرد وجمع کے لئے آتے ہیں اور ان میں صیغہ تبدیل ہوتا ہے۔ أکتع،

---

(۱) جَاءَ نِیْ زَیْدٌ نَفْسُهٗ: میرے پاس خود زید آیا۔ جاءنی بترکیب معلوم، زید بترکیب معلوم مؤکد، نفس مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلا مبنی بر ضم راجع بسوئے مؤکد، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید، مؤکد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جب یہ تاکید کے لئے ہوں تو ضروری ہے کہ:

۱۔ ان سے پہلے مؤکد ہو۔

۲۔ مؤکد کی طرح ان کا اعراب ہو۔

۳۔ ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔

اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو پھر یہ تاکید کے لئے نہیں ہوں گے۔

(۳) یہ معنی میں "کُلٌّ" کی طرح ہیں اور تثنیہ سے مجاز کا احتمال دفع کرنے کے لئے ہیں، کیونکہ تثنیہ میں مفرد کا احتمال ہوتا ہے جیسے: لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ أی: عَلٰی رَجُلٍ مِنْ إِحْدَی الْقَرْیَتَیْنِ.

ان کے لئے بھی وہی شرائط ہیں یعنی ۱۔ ان سے پہلے مؤکد مذکور ہو، ۲۔ اعراب میں اس کے مطابق ہوں، ۳۔ ضمیر کی طرف مضاف ہوں، ۴۔ ان کا مؤکد بھی تثنیہ ہو۔ اگر ان میں کوئی شرط بھی مفقود ہو تو یہ تاکید کا فائدہ نہیں دیں گے۔

(۴) یہ کسی عام لفظ سے خصوص کے احتمال کو رفع کرتا ہے، مؤکد مفرد ہو یا جمع دونوں کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ "کُل" کے علاوہ اسی کے ہم معنی الفاظ "جَمِیْع، عَامَّة" ہیں۔ ان تینوں کے لئے شرط یہ ہے کہ: ۱۔ مؤکد ان سے پہلے مذکور ہو، ۲۔ اعراب میں اس کے مطابق ہوں، ۳۔ ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔ لفظ "کُل" کے لئے یہ شرط بھی ہے کہ اس کا مؤکد قابل تجزی یعنی قابلِ تقسیم ہو، حقیقتاً جیسے مثال مذکور میں یا حکماً جیسے: إِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ کُلَّهٗ. لہٰذا جاءَنِیْ زَیْدٌ کُلُّهٗ. کہنا درست نہیں۔

أَنْفُسُهُمَا(۱) وَجَاءَنِي الزَّيْدُوْنَ أَنْفُسُهُم(۲) وعَیْن رابریں قیاس کن وَجَاءَنِي الزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا(۳) وَ الهِنْدَانِ كِلْتَاهُمَا(٤). كِلَا وَ كِلْتَا خاص اند بمثنیٰ وَجَاءَنِي القَوْمُ كُلُّهُم

أبتع ،أبصع یہ أجمع کے تابع ہیں، اجمع کے بغیر نہیں آتے (۵) اور اس پر مقدم بھی نہیں ہوتے اس لئے کہ تابع نہ متبوع کے بغیر آتا ہے اور نہ اس پر مقدم ہوتا ہے جیسے: اشتریتُ العبدَ کُلَّهُ أجمعَ أكتعَ أبتعَ أبصعَ، والجاريةُ كُلَّهَا جمعاءَ كتعاءَ بتعاءَ بصعاءَ؛ جاءَ نِي القومُ كُلُّهُمْ أجمعُونَ أكتعُونَ أبتعُونَ أبصعُونَ ، والنساءُ كُلُّهُنَّ جُمَعُ كُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ(٦).

---

(۱) جَاءَنِي الزَّيْدَانِ أَنْفُسُهُمَا : میرے پاس دونوں زید خود آئے۔ جَاءَنِي بترکیب معلوم، الزیدان مثنیٰ مرفوع بالف مؤکَد، أنفس جمع مکسّر منصرف مرفوع لفظاً مضاف، ''هُمَا'' میں ''ها'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مؤکَد، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید، مؤکَد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَنِي الزَّيْدُوْنَ أَنْفُسُهُمْ: میرے پاس سب زید خود آئے۔ جَاءَنِي بترکیب معلوم، الزیدون جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم مؤکَد، أنفس بترکیب معلوم مضاف، ''هُم'' میں ''ها'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مؤکَد، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید، مؤکَد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) جَاءَنِي الزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا: میرے پاس دونوں زید آئے۔ جَاءَنِي بترکیب معلوم، الزیدان مثنیٰ مرفوع بالف مؤکَد، کلا مرفوع بالف مضاف، ''هُمَا'' میں ''ها'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مؤکَد، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید، مؤکَد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۴) الهِنْدَانِ كِلْتَاهُمَا ای: جَاءَتْنِي الهِنْدَانِ كِلْتَاهُمَا: میرے پاس دونوں ہندآئیں۔ جَاءَتْنِي بترکیب معلوم، الهندان مثنیٰ مرفوع بالف مؤکَد، کلتا مرفوع بالف مضاف، ''هُمَا'' میں ''ها'' ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مؤکَد، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید، مؤکَد اپنی تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۵) "أجْمَعُ" کُل کے بغیر بھی آتا ہے جیسے: لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ. وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِيْنَ. إِذَا صَلَّى الإِمَامُ فَصَلُّوا جُلُوساً أَجْمَعُون.

(٦) جب مختلف تاکیدیں ہوں تو ان کے درمیان حرف عطف لانا جائز نہیں کہ کہا جائے: جَاءَنِي زَيْدٌ نَفْسُهُ وَعَيْنُهُ. جَاءَ القَوْمُ كُلُّهُمْ وَأَجْمَعُوْنَ. کیونکہ مؤکد و تاکید ایک ہی شی ہے اور "الشَّيءُ لَا يُعْطَفُ عَلَى نَفْسِهِ بِخِلَافِ النُّعُوتِ فَإِنَّ مَعَانِيَهَا مُتَخَالِفَةٌ".

أَجْمَعُوْنَ أَكْتَعُوْنَ أَبْتَعُوْنَ أَبْصَعُوْنَ(۱). بدانکہ أَكْتَعُ وَ أَبْتَعُ وَ أَبْصَعُ أتباع اند۔ أَجْمَعُ پس بدوں أَجْمَعُ ومقدم بر أَجْمَعُ نباشند. سوم بدل واو تابعیست کہ مقصود بہ نسبت او باشد. وبدل بر چہار قسم است: بدل الکل، وبدل الاشتمال، وبدل الغلط، وبدل البعض. بدل الکل: آں است کہ مدلولش مدلولِ مبدل منہ باشد چوں: جَاءَ نِی زَیْدٌ أَخُوْكَ(۲). وبدل البعض آں است کہ مدلولش جزو مبدل

(سوم بدل واو تابعیست ......الخ) بدل وہ تابع ہے جو حرف عطف کے واسطے کے بغیر مقصود بالنسبۃ ہو اور صیغہ صفت نہ ہو۔ مقصود بالنسبت کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کی نسبت ظاہراً براہ راست متبوع کی طرف ہو حقیقت میں وہ نسبت تابع کی طرف ہوگی مثلاً: ضُرِبَ زیدٌ رأسُه، سُلِبَ زیدٌ ثوبُه. میں ظاہراً ضرب وسلب کی نسبت براہ راست زید کی طرف ہے مگر حقیقت میں یہ نسبت رأس وثوب کی طرف ہے، کیونکہ متکلم یہ بتانا چاہتا ہے کہ زید کے سر پر پٹائی پڑی، زید کا ذکر تو محض تمہید وتوطئہ کے لئے ہے، اسی طرح وہ یہ بتانا چاہ رہا ہے کہ زید کا کپڑا چھینا گیا، تو اصل مقصد کپڑے کے چھینے جانے کی خبر دینا ہے، زید کا ذکر محض تمہید کے لئے ہے نہ کہ وہی مقصود بالنسبۃ ہے۔

بغیر حرف عطف کے وہ نسبت ہو، احتراز ہے جاء نی زیدٌ بل عمرٌو سے، یہاں بھی مقصود بالنسبۃ تابع ہے متبوع نہیں لیکن درمیان میں حرف عطف کا واسطہ ہے، لہذا یہ بدل نہیں۔

بدل کی اقسام

بدل کی چار قسمیں ہیں:

---

(۱) جَاءَ نِی الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اَكْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ: میرے پاس کل، سب کی سب، ساری کی ساری قوم آئی۔ جاءنی بترکیب معلوم، القومُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مؤکَّد، کُلّ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ھُم" میں "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مؤکَّد، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر تاکید اوّل، اَجْمَعُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواؤ ماقبل مضموم معطوف علیہ، واو حرف عطف مبنی بر فتح، اَكْتَعُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواؤ ماقبل مضموم معطوف علیہ، واو حرف عطف مبنی بر فتح، اَبْتَعُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواؤ ماقبل مضموم معطوف علیہ، واو حرف عطف، اَبْصَعُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواؤ ماقبل مضموم معطوف، اَجْمَعُوْنَ معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر تاکید دوم، مؤکَّد اپنی دونوں تاکید سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِی زَیْدٌ اَخُوْكَ: میرے پاس زید تیرا بھائی آیا۔ جاءنی بترکیب معلوم، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ، اَخُو اسمائے ستہ مکبرہ سے مرفوع بواؤ مضاف، "کاف" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر فتح، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر بدل الکل، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

منہ باشد چوں: ضُرِبَ زَیْدٌ رَأسُہ (۱). وبدل الاشتمال آں است کہ مدلولش متعلق بہ مبدل منہ باشد چوں: سُلِبَ زَیْدٌ ثَوبُہ (۲). وبدال الغلط آں است کہ بعد از غلط بلفظِ دیگر یاد کنند چوں:

❶ بدل الکل: بدل اور مبدل منہ کا مدلول ایک ہی ہو یعنی دونوں کا مصداق ایک ہو، اگر چہ مفہوم والفاظ مختلف ہوں (۳) ویسے: اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازاً حَدَائِقَ وَاَعْنَاباً. الفاظ الگ الگ ہیں لیکن مصداق دونوں کا ایک ہے، اسی طرح: جاء نی زیدٌ اَخوک. زید اور اُخوک دونوں کا مصداق ایک ہے، البتہ باعتبار مفہوم "زید" الگ اور "اُخوک" الگ ہے۔

فائدہ: بدل الکل اور عطف بیان میں کوئی خاص فرق نہیں، اکثر ان میں التباس ہو جاتا ہے اسی وجہ سے علامہ رضی نے کہا کہ مر جاؤں گا لیکن ان میں فرق معلوم نہیں ہوگا، بہر حال ان میں صرف نیت کا فرق ہے اگر متبوع تابع کے لئے تمہید ہو اور متبوع کو ضمناً لایا گیا ہو تو بدل ہوگا، اگر حکم متبوع پر ہو تابع کو ضمناً لایا ہو تو عطف بیان ہوگا۔

❷ بدل البعض: بدل کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جز ہو جیسے: وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً ای: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْھُم. ضُرِبَ زیدٌ رأسُہ، اشتریتُ العبدَ نصفَہ. بدل البعض میں کل وجز کی نسبت ہوتی ہے نہ کہ کلی وجزئی کی نسبت، کل وجز اور کلی وجزئی میں فرق یہ ہے کہ کل اپنے ہر جز پر صادق نہیں آتا اور کل کے تحت اجزا ہوتے ہیں جن کے مجموعے کو کل کہتے ہیں، اور کلی اپنی ہر جزئی پر صادق آتی ہے اور اس کے تحت جزئیات ہوتی ہیں جن میں سے ہر ایک پر کلی کا اطلاق ہوتا ہے۔

❸ بدل الاشتمال (۴): بدل اور مبدل منہ کا آپس میں تعلق ہو، اشتمال کا یہ مطلب نہیں کہ بدل مبدل منہ کو یا

(۱) ضُرِبَ زَیْدٌ رَأسُہٗ: پیٹا گیا زید اس کا سر۔ ضُرِبَ فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ، رَأس مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبدل منہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) کبھی لفظ میں اتفاق ہوتا ہے بشرطیکہ لفظِ ثانی زیادہ واضح ہو جیسے: اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ. اِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

(۳) سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ: کھینچا گیا زید اس کا کپڑا۔ سُلِبَ فعل ماضی مجہول مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ، ثوب مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مضاف، "ھا" ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبدل منہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر بدل الاشتمال، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۴) بدل الاشتمال میں کسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبدل منہ کی طرف لوٹے، افراد و تثنیہ وجمع اور تذکیر و تانیث میں یہ مبدل منہ کے مطابق ہوتی ہے، جیسے مذکورہ مثالوں میں ہے، کبھی یہ ضمیر مقدر ہوتی ہے جیسے قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ای: النَّارِ فِیْہِ او نَارِہٖ ذَاتِ الْوَقُوْدِ.

مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ(۱).

مبدل منہ بدل کو شامل ہو، اشتمال کا معنی یہ ہے کہ ان کا آپس میں تعلق ہو جیسے: یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ. أَعْجَبَنِي زَيْدٌ عِلْمُهُ. سُلِبَ زيدٌ ثوبُه.

۴ بدل الغلط: جو غلطی کے بعد تدارک کے لئے آئے جیسے: مررت برجلٍ حمارٍ.

بدل الغلط قرآن وحدیث، فقہ اور شعراء وبلغاء کے کلام میں نہیں آتا۔ باقی تین قسمیں رہ گئیں۔ ان میں سے بدل الکل میں تغایر بین البدل والمبدل منہ نہیں ہوتا کیونکہ دونوں کا مصداق ایک ہی ہوتا ہے۔ بدل البعض وبدل الاشتمال میں تغایر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان دونوں کے لئے ضروری ہے کہ بدل کے اندر ایک عائد ہو جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے: ضُرِبَ زَيْدٌ رأسُه، سُلِبَ زيدٌ ثوبُه.

فائدہ: ضمیر کو ضمیر سے، اسم ظاہر کو اسم ظاہر اور ضمیر غائب سے بدل بنانا درست ہے(۲) لیکن اسم ظاہر کو ضمیر متکلم ومخاطب سے بدل بنانا جائز نہیں الا یہ کہ جہاں احاطہ ہو وہاں جائز ہے جیسے: أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا. "لَنَا" مبدل منہ اور "لِأَوَّلِنَا" بدل ہے۔

مبدل منہ اور بدل میں صرف اعراب میں مطابقت ہوتی ہے مگر بدل الکل میں تعریف وتنکیر، تذکیر وتانیث، افراد وتثنیہ وجمع میں بھی مطابقت ہوتی ہے(۳)۔

کبھی فعل کو فعل سے اور جملے کو جملے سے بدل بناتے ہیں جیسے: فَأَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ أَنْتُمْ شَرٌّ مَكَانًا؛ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

---

(۱) مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ: میں ایک مرد کے پاس سے گزرا (بلکہ) گدھے کے پاس سے۔ مَرَرْتُ بترکیب معلوم، "با" حرف جار مبنی بر کسر، رَجُلٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً مبدل منہ، حِمارٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً بدل الغلط، مُبدل اپنے بدل سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) صاحب "تسہیل" بدل المضمر من المضمر اور بدل المضمر من الظاہر کو تسلیم نہیں کرتے، بلکہ اسے تاکید قرار دیتے ہیں۔ جمہور کے ہاں بدل کا عامل وہی ہے جو مبدل منہ کا عامل ہے، البتہ تابع عامل جدید کے حکم میں ہوتا ہے، اور بعض کے ہاں عامل بدل مستقل ہوتا ہے۔

(۳) البتہ جہاں مصدر مبدل منہ واقع ہو یا تفصیل کا ارادہ ہو وہاں مطابقت ضروری نہیں جیسے: إِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا. جاءَنِي نُوْرٌ رَجُلَيْنِ: رَجُلٍ صَحِيْحَةٍ وَرَجُلٍ شَلَّةٍ.

بدل مبدل منہ دونوں نکرہ ہوں جیسے: إِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا. دونوں معرفہ ہوں جیسے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا. كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ.

چہارم عطف بحرف واو تابعیست کہ مقصود باشد بہ نسبت با متبوعش بعد از حرف عطف چوں: جَاءَ نِی زَیْدٌ وَعَمْرٌو (۱). وحروف عطف دہ است، در فصل سوم یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ. واو را عطف نسق گویند.

(چہارم عطف بحرف واو......الخ) معطوف وہ تابع ہے جو اپنی نسبت کے ساتھ مقصود ہو اور حروف عطف کے بعد ہو جیسے: جاء نی زیدٌ وعمرٌو. حروف عطف عموماً مقدر نہیں ہوتے، شاذ و نادر ہی مقدر ہوتے ہیں جیسے: طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ أی: وَالرُّكَّعِ وَالسُّجُوْدِ.

ان حروف کے ذریعے مفرد کا مفرد پر عطف کرتے ہیں، اسی طرح جملے کا عطف بھی جملے پر کرتے ہیں، جملوں میں جب عطف ہو تو وہاں تابعیت و متبوعیت والا معنی نہیں چلتا کہ پہلے کو متبوع اور دوسرے کو تابع بنایا جائے اور جو احکام پہلے جملے کے لئے ثابت ہوں انہیں دوسرے جملے کے لئے بھی ثابت کیا جائے، جملوں میں جب عطف ہو تو کوئی لزومی معنی مراد لیتے ہیں مثلاً: کبھی کہتے ہیں کہ اشتراک فی الایجاب ہے اور کبھی اشتراک فی الاسمیۃ والفعلیۃ ثابت کرتے ہیں، اگر دونوں میں ضد ہو تو اشتراک فی التضاد کہتے ہیں۔

عطف الانشائیہ علی الخبر یہ کا مسئلہ بہت زیادہ مشہور ہے، جمہور کے نزدیک جائز نہیں وہ اس میں کئی تاویلیں کرتے ہیں، اسی طرح جمہور کا مذہب ہے کہ جملہ انشائیہ شرط، خبر، حال، صفت نہیں بن سکتا: حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الوَكِيْلُ میں اٹھارہ کے قریب تاویلیں کرتے ہیں، اسی طرح زَيْدٌ اضْرِبْهُ، وَاللَّذَانِ يَأْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا، وَالّٰتِي يَأْتِيْنَ الفَاحِشَةَ مِنْكُم فَاسْتَشْهِدُوا میں کہتے ہیں کہ موصول صلہ مل کر مبتدا متضمن معنی شرط اور مابعد جزا ہے اور جملہ انشائیہ جزا بن سکتا ہے، جب کہ ابن العصفور، صفار بن مالک، سیبویہ، ابوالحیان وغیرہ کے مسلک میں بلا تاویل انشائیہ وخبریہ وغیرہ ہیں، اسی طرح دوسرے امور بھی درست ہیں۔

فائدہ: حروف عاطفہ کو حروف نسق بھی کہتے ہیں، نسق بمعنی ترتیب یعنی ترتیب والے حروف، نسق سے جو ترتیب مراد ہے وہ تابعیت و متبوعیت کی ترتیب ہے مطلق ترتیب نہیں کہ معطوف علیہ معطوف سے مقدم ہی ہوگا، البتہ کچھ حروف مثل ''فا، ثم'' وغیرہ ترتیب کا فائدہ دیتے ہیں، اگر سب ترتیب کے لئے ہوں تو درست نہیں کیونکہ قرآن میں ہے: فَاغْسِلُوا وُجُوْهَكُم وَاَيْدِيَكُم. اس کے خلاف پہلے پاؤں پھر مسح کرے تو وضو اگر چہ ہو جائے گا مگر خلاف سنت ہوگا۔

---

(۱) جَاءَ نِی زَيْدٌ وَعَمْرٌو: میرے پاس زید اور عمرو آئے۔ جاءنی بترکیب معلوم، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ، واو حرف عطف، عمرو مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

پنجم عطف بیان عطفِ بیان واو تابعیست غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند چوں: أَقْسَمَ بِاللهِ أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ (۱) وقتیکہ بعلم مشہور تر باشد وَجَاءَ نِی زَیْدٌ أَبُو عُمَرَ (۲) وقتیکہ بکنیت مشہور تر باشد.

(پنجم عطف بیان......الخ) عطفِ بیان وہ تابع ہے جو غیر صفت ہو اور متبوع کو واضح کردے، بالفاظ دیگر جو مشتق نہ ہو کیونکہ قاعدہ ہے کہ "کَوْنُ الْمُشْتَقِّ بَدَلًا أو عَطْفَ بَیَانٍ لایَجُوز". اسی لئے بعض نے انکار کیا کہ عطف بیان وبدل صفت یعنی مشتق نہیں بن سکتے، یعنی جو مشتق ہوگا وہ عطف بیان وبدل نہیں بن سکتا لیکن علامہ زمخشری نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ مشتق بھی عطف بیان وبدل بن سکتا ہے، چنانچہ قل أعوذُ بربِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ. میں "ملك الناس "کو صفت بھی بناتے ہیں اور بدل میں بھی شمار کرتے ہیں، اسی طرح "بسم الله الرحمٰن الرحیم" میں "الرحمٰن "کو عطف بیان بناتے ہیں اور بدل بھی، جو اسے بدل بناتے ہیں وہ تاویل کرتے ہیں کہ اب یہ صفت نہیں بلکہ " الله "کا نام ہے اور نام کے بارے میں قاعدہ ہے کہ "الأعلامُ کُلُّھَا جَوَامِدُ". لہٰذا اب یہ جامد ہے اور پھر "الرحیم " کو "الرحمٰن "کی صفت بناتے ہیں "الله "کی صفت بنانا بایں معنی درست نہیں کہ موصوف وصفت میں فاصلہ لازم آتا ہے۔

عطف بیان جیسے: "أَقْسَمَ بِاللهِ أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ". عمر ابو حفص کے لئے عطف بیان ہے کہ صفت نہیں لیکن پھر بھی متبوع کو واضح کر رہا ہے۔ عطف بیان کبھی علم ہوتا ہے جیسے: مثال مذکور میں اور کبھی کنیت جیسے: جاء نی زیدٌ أبو عمرٍو. علم، لقب اور کنیت میں فرق یہ ہے کہ علم کہتے ہیں: "مَا یَدُلُّ عَلَی تَعْیِینِ ذَاتٍ اور لقب: "مَا یُشْتَهِرُ بِهِ مَدْحٌ أَوْ ذَمٌّ" اور کنیت: "العَلَمُ المَقْرُوْنُ بِالأَبِ أَوِ الأُمِّ "کو کہتے ہیں۔

فائدہ: عام طور پر عطف بیان میں یہ ہوتا ہے کہ متبوع غیر واضح ہوتا ہے اور تابع یعنی عطف بیان اسے واضح کردیتا ہے، یعنی اسم ثانی بمقابلہ اسم اول اشہر واوضح ہوتا ہے لیکن کبھی دونوں معطوف علیہ وعطف بیان مشہور ہوتے ہیں، ان میں سے کسی ایک کو اشہر من الآخر نہیں کہہ سکتے، اس صورت میں دونوں کے مجموعے کو عطف بیان کہتے ہیں جیسے: جَعَلَ اللهُ الکَعْبَةَ البَیْتَ الحَرَامَ. یہاں یہ نہیں کہہ سکتے کہ "البیت الحرام "نے "الکعبة" کو واضح کردیا کیونکہ وہ پہلے سے زیادہ مشہور ہے لہٰذا دونوں کے مجموعے کا نام عطف بیان ہے۔

---

(۱) أَقْسَمَ بِاللهِ أَبُوحَفْصٍ عُمَرُ: ابو حفص عمر نے اللہ کی قسم کھائی۔ أَقْسَمَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، "با" حرف جار مبنی بر کسر، الله مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، أَبُوحَفْصٍ کنیت جس کا جز و اول مرفوع بواو اور جز و ثانی مشغول باعراب سابق معطوف علیہ، عُمَرُ غیر منصرف مرفوع لفظاً عطفِ بیان، معطوف علیہ اپنے عطفِ بیان سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِی زَیْدٌ أَبُو عُمَرَ: میرے پاس زید ابو عمر آئے۔ جَاءَ نِی بتر کیب معلوم، زید مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ، أَبُو عُمَر کنیت جس کا جز و اول مرفوع بواو اور جز و ثانی مشغول باعراب سابق عطفِ بیان، معطوف علیہ اپنے عطفِ بیان سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

فصل دوم در بیان منصرف وغیر منصرف. منصرف آنست کہ ہیچ سبب از اسبابِ منع صرف درو نباشد، وغیر منصرف آنست کہ دو سبب از اسبابِ منع صرف درو باشد. واسبابِ منع صرف نہ است: عدل ووصف وتانیث ومعرفہ وعجمہ وجمع وترکیب ووزنِ فعل والف نون مزیدتان. چناچہ در عمر عدل است وعلم، ودر ثُلٰث و مثلث صفت است وعدل، ودر طلحۃ تانیث است وعلم، ودر زینب تانیثِ معنوی است وعلم، ودر حُبلٰی تانیث است بالفِ مقصورہ، ودر حمراء تانیث است بالفِ ممدوہ. وایں مؤنث بجائے دو سبب است، ودر ابراھیم عجمہ است وعلم، ودر مساجد ومصابیح جمع منتہی الجموع بجائے دو سبب است، ودر بعلبك ترکیب است وعلم، ودر أحمد وزنِ فعل است وعلم، ودر سکران الف نون زائدتان است ووصف، ودر عثمان الف ونون زائدتان است وعلم. وتحقیق غیر منصرف از کتبِ دیگر معلوم شد. فصل سوم در حروف غیر عاملہ وآں شانزدہ قسم است: اول: حروفِ تنبیہ، وآں سہ است: اَلَاوَ اَمَا وَ ھَا.

(فصل دوم در بیان منصرف......الخ) اس کی تفصیل گزر چکی ہے اب اختصاراً بیان کرتے ہیں کہ منصرف اسے کہتے ہیں جس میں اسباب منع صرف میں سے کوئی دو سبب یا ایک سبب قائم مقام دو نہ ہو، اور غیر منصرف وہ ہے جس میں اسباب منع صرف کے دو سبب یا ایک قائم مقام دو ہوں، اسباب منع صرف نو ہیں۔

عَدلٌ وَوَصفٌ وَتَانِیثٌ وَمَعرِفَۃٌ ۔۔۔ وَعُجمَۃٌ ثُمَّ جَمعٌ ثُمَّ تَرکِیبٌ
وَالنُّونُ زَائِدَۃٌ مِن قَبلِھَا اَلِفٌ ۔۔۔ وَوَزنُ فِعلٍ وَھٰذَا القَولُ تَقرِیبٌ

(فصل سوم در حروف غیر عاملہ......الخ) یہ فصل حروف غیر عاملہ کے بیان میں ہے، اس فصل میں تمام حروف غیر عاملہ نہیں بعض عاملہ بھی ہیں جیسے: "اِنْ" مصدریہ وغیرہ، لیکن بعض صورتوں میں ان کا عمل لغو ہوتا ہے تو مصنف نے اسی صورت کا اعتبار کرتے ہوئے انہیں بھی حروف غیر عاملہ میں ذکر کیا۔

❶ حروف تنبیہ: لغوی معنی کسی کو بیدار کرنا، کسی چیز پر واقف کرانا اور یہ تین حروف ہیں: "اَلَا، اَمَا، ھَا". یہ حروف مخاطب سے غفلت دور کرنے کے لئے جملے پر آتے ہیں جیسے: اَلَا اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوفٌ عَلَیھِم وَلَاھُم یَحزَنُون، ھَااَنتُم ھٰؤُلَاءِ، ھَازَیدٌ قَائِمٌ.

دوم حروفِ ایجاب، وآں شش است: نَعَم وبَلیٰ واَجَلْ و اِیْ وجَیْرِ واِنَّ.

"اَلا" تنبیہ کے ساتھ کبھی مابعد کے وقوع پر دلالت کرتا ہے جیسے: اَلَا اِنَّھُم ھُمُ السُّفَھَاءُ . اَلا یَوْمَ یَاْتِیْھِم لَیْسَ مَصْرُوفاً عَنْھُم. اور کبھی تحضیض کے لئے آتا ہے جیسے: اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْماً نَکَثُوا اَیْمَانَھُم. قَوْمَ فِرْعَوْنَ اَلَایَتَّقُوْن. اَلَا تَاْکُلُوْن. اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَغْفِرَاللّٰہُ لَکُم.

"ھا": کبھی اسم فعل "خُذ" کے معنی میں ہوتا ہے، اس صورت میں اس کے الف کو کھینچنا اور اس کی تثنیہ وجمع لانا جائز ہے جیسے: ھَاؤُمُ اقْرَءُوا کِتٰبِیَہ. کبھی ضمیر مؤنث کی صورت میں ہوتا ہے جیسے: فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا. اور کبھی حرفِ تنبیہ عام طور پر اسمائے اشارہ پر داخل ہوتا ہے جیسے: ھٰذٰنِ خَصْمٰن ، ھٰؤلاء، ھٰھنا. کبھی ضمیر پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے: ھا أنتم ھٰؤلاء . کبھی ندا میں منادیٰ معرف باللام سے پہلے جیسے: یَااَیُّھَا النَّاس.

❷ (دوم حروفِ ایجاب......الخ) ۲-حروفِ ایجاب: یہ چھ ہیں: نَعَمْ، بَلیٰ، اَجَلْ، جَیْرِ، اِیْ، اِنَّ.

"نعم": کلمہ کو اپنے حال پر رکھتا ہے مثبت کو مثبت اور منفی کو منفی، جواب میں کوئی تبدیلی نہیں آتی جیسے: قَامَ زیدٌ کے جواب میں "نَعَمْ!". ماقام زیدٌ کے جواب میں نعم ! بنو کنانہ عین کو کسرہ دیتے ہیں کیونکہ "نَعَمْ" جمع "اَنْعَام" سے اشتباہ ہوتا ہے جیسے

لَایُبْعِدُ اللّٰہُ التَّلَبُّبَ وَالغَارَاتِ	اِذْ قَالَ الخَمِیْسُ نَعَمْ

ای: ھٰذہ نَعَمٌ.

بلیٰ: اس میں الف اصلی ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ الف زائدہ ہے۔ کبھی ماقبل نفی کی تردید کے لئے آتا ہے جیسے: مَاکُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْءٍ بَلیٰ ای: عَمِلْتُم السُّوء. لَا یَبْعَثُ اللّٰہُ مَنْ یَمُوْتُ بَلیٰ ای: یَبْعَثُھُم. زَعَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا اَنْ لَنْ یُبْعَثُوا قُلْ بَلیٰ وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ. قَالُوا لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیِّیْنَ سَبِیْلٌ......بَلیٰ ای: عَلَیْھِم سَبِیْلٌ. وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَیَّاماً مَعْدُوْدَۃً......بَلیٰ ای: تَمَسُّھُم وَیَخْلُدُوْنَ فِیْھَا.

اور کبھی نفی پر داخل استفہام کے جواب میں آتا ہے اور کلام منفی کو مثبت بناتا ہے جیسے: اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوا بَلیٰ. یعنی کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں، علماء کہتے ہیں کہ اگر "بلیٰ" کی جگہ "نعم" کہیں تو کفر کا خطرہ ہے کیونکہ "نعم" کلام منفی کو منفی ہی رکھتا ہے۔ اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَانَسْمَعُ سِرَّھُم وَنَجْوٰھُم بَلیٰ. اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ لَنْ نَجْمَعَ عِظَامَہٗ بَلیٰ.

اِیْ: نَعَمْ کی طرح ہے، عام طور پر استفہام کے جواب میں آتا ہے اور اس کے ساتھ قسم لازم ہے جیسے: وَیَسْتَنْبِئُوْنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ اِنَّہٗ لَحَقٌّ .

اَجَلْ، جَیْرِ، اِنَّ: یہ نعم کی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

سوم حروف تفسیر وآں دو است: اَیْ واَنْ کقولہ تعالیٰ: نَادَیْنٰہ اَنْ یَاإبْرَاھِیْم(۱). چہارم حروف مصدریہ وآں سہ است: مَا واَنْ واَنَّ ہمَا واَنْ در فعل روند تا فعل بمعنی مصدر باشد. پنجم حروف تخفیف وآں

(سوم حروف تفسیر......الخ) ۳-حروف تفسیر: یہ دو حرف ہیں: اَیْ ، اَنْ.

اَیْ: یہ عطف المفرد علی المفرد اور عطف الجملہ علی الجملہ کے لئے آتا ہے، اس کا مابعد ماقبل کے لئے بدل، عطف بیان یا تفسیر بنتا ہے، مفرد کی مثال: اِنْ کُنْتُم عَلٰی سَفَرٍ ای فی سَفَرٍ، جملے کی مثال جیسے: ذَھَبْتُ بِزَیْدٍ ای: اَذْھَبْتُہ.

اَنْ: اس کی شرط یہ ہے کہ

※-اس سے قبل جملہ ہو، لہذا "وَآخِرُ دَعْوَاھُم اَنِ الحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ العَالَمِیْن "میں ''اَنْ'' تفسیر یہ نہیں۔

※-ایسے فعل کے بعد ہو جو قول کے معنی میں ہو جیسے: وَنَادَیْنَاہ اَنْ یَا إبْرَاھِیْم ای: قُلْنَا لَہ اَنْ یَا إبْرَاھِیْم وَاَوْحَیْنَا إلَیْہ اَنِ اصْنَعِ الفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا ای: قُلْنَا لہ اَنِ اصْنَعِ الفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا. اسی طرح وَنُوْدُوا اَنْ تِلْکُمُ الجَنَّۃُ. وَانْطَلَقَ المَلَاُ مِنْھُم اَنِ امْشُوا. لہذا وَاَوْحیٰ رَبُّکَ اَنِ اتَّخِذِی مِنَ الجِبَالِ بُیُوتاً میں ''اَنْ'' تفسیر یہ نہیں، کیونکہ ''وحی'' سے مراد ''الہام'' ہے اور الہام میں قول کا معنی نہیں، تو اس ''اَنْ'' کو ''اَنْ'' مصدریہ کہا جائے گا ای: اَوْحیٰ رَبُّکَ إلَی النَّحْلِ بِاتِّخَاذِ الجِبَالِ بُیُوتاً.

※-سابقہ جملے میں لفظ ''قول'' موجود نہ ہو، اگر ہو تو اس میں تاویل کرتے ہیں جیسے: مَاقُلْتُ لَھُم إلَّا مَا اَمَرْتَنِی بہ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّی وَرَبَّکُم میں تاویل کرتے ہیں کہ "مَااَمَرْتُھُم إلَّا بِمَا اَمَرْتَنِی بہ".

یہ شرط غرائبات میں سے ہے کہ سابقہ جملے میں معنی قول کا ہونا ضروری ہے، جب صراحتاً لفظ ''قول'' آئے تو اس میں تاویل کر کے اسے معنی قول بناتے ہیں۔

❹ (چہارم حروف مصدریہ......الخ) حروف مصدریہ: یہ تین ہیں: ما، اَنْ، اَنَّ.

ما: ظاہری عمل تو نہیں کرتا، اس کی دو قسمیں ہیں:

مصدریہ ظرفیہ: جو فعل کو مصدر کے معنی میں بھی کرے اور ظرف بھی واقع ہو جیسے: وَاَوْصَانِی بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ

(۱) نَادَیْنٰہ اَنْ یَاإبْرَاھِیْم. نَادَیْنَا فعل ماضی معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد متکلم معظم، ''نا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''ھا'' ضمیر منصوب متصل مفعول بہ منصوب محلاً مبنی بر ضم، بلفظ مقدر جس میں ''با'' حرف جار مبنی بر کسر، لفظ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً معطوف علیہ یا مبدل منہ، ''اَنْ'' برائے تفسیر مبنی بر سکون، یَا إبْرَاھِیْم مراد اللفظ مجرور تقدیراً عطف بیان یا بدل الکل، معطوف علیہ اپنے عطف بیان یا مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

چہار است: اَلّا و ھَلّا و لَوْلَا ولَوْمَا. ششم حروف توقع وآں قَدْ است برائے تحقیق در ماضی وبرائے تقریب ماضی بحال، ودر مضارع برائے تقلیل. ہفتم حروف استفہام وآں سہ است: مَا وہمزہ وھَلْ.

مَادُمْتُ حَیًّا ای: مُدَّةَ دَوَامِ حَیَاتِی. فَاتَّقُوا اللهَ مَا اسْتَطَعْتُم ای: مُدَّةَ اِسْتِطَاعَتِكُم.

مصدریہ محضہ: جو صرف مصدر کے معنی میں ہو جیسے: وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا كَانُوا يَعْلَمُوْن ای: بِعِلْمِهِم. فَذُوقُوا بِمَا نَسِیْتُم ای: بِنِسْیَانِكُم.

اَن: عمل کرتا ہے، اگر مخففہ من المثقلہ ہو تو پھر عاملہ نہیں ہوگا۔ چونکہ یہ کوفیین کے نزدیک غیر عاملہ ہے اسی وجہ سے مصنف نے اسے حروف غیر عاملہ میں ذکر کیا مثلاً: بعض صورتوں میں مضارع پر داخل ہوتا ہے اور عمل نہیں کرتا جیسے: عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُم مَرْضٰی.

''اَن'' غیر عاملہ ہو تو اس کے ساتھ ''ما'' کافہ بھی ملتا ہے۔

فائدہ: ما اور ''اَن'' فعل پر داخل ہو کر اسے مصدر کی تاویل میں کرتے ہیں جیسے: ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ای: بِرُحْبِهَا. وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوا اِذْ جَاءَهُمُ الْهُدٰى اِلَّا اَنْ قَالُوا اَبَعَثَ اللهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ای: اِلَّا قَوْلُهُم. اَعْجَبَنِی اَنْ ضَرَبْتَ زَيْدًا ای: ضَرْبُكَ زيدًا.

۵ (پنجم حروف تحضیض ......الخ) حروف تحضیض: تحضیض بمعنی برانگیختہ کرنا، یہ چار حرف ہیں: اَلّا، هلّا، لولا، لوما.

اَلّا، ھلّا: عام طور پر ماضی پر داخل ہوتے ہیں۔ "اَلّا" قرآن میں تحضیض کے معنی میں استعمال نہیں ہوا، بعض حضرات نے "اَلَّا يَسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِی يُخْرِجُ الْخَبْءَ" میں "اَلّا" کو برائے تحضیض قرار دیا ہے۔

لولا: مضارع اور معنی مضارع پر تحضیض کے لئے جیسے: لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ. لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللهَ لَعَلَّكُم تُرْحَمُوْن. لَوْلَا اَخَّرْتَنَا اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ اور ماضی پر توبیخ کے لئے آتا ہے جیسے: لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُم ای: لَوْلَا قُلْتُم اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ. لَوْلَا جَاءُوْا عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ. فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللهِ. فَلَوْلَا اِذْ جَاءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوا. فَلَوْلَا اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ. فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُم غَيْرَ مَدِيْنِيْن.

''لوما'': لولا کی طرح ہے جیسے: لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ.

۶ (ششم حروف توقع ......الخ) حروف توقع: قد ہے، ماضی پر کبھی تحقیق کے لئے آتا ہے جیسے: قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّتِی تُجَادِلُكَ. قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْن. قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا اسی طرح ماضی کو حال کے معنی سے قریب کرنے کے لئے بھی آتا ہے جیسے: قَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ. وَمَالَنَا اَلَّا نُقَاتِلَ فِی سَبِيْلِ اللهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا. مضارع پر کبھی

ہشتم حروفِ ردع وآں کَلَّا است بمعنی باز گردانیدن، وبمعنی حَقًّا نیز آمده است چوں: کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ(۱). نہم تنوین وآں پنج است: تمکین چوں: زَیْدٌ وتنکیر چوں: صَہٍ(۲) أی: اُسْکُتْ سُکُوْتًا مَا فِی وَقْتٍ مَا(۳) . اما صَهْ بغیرِ تنوین فمعناه اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْأٰن(٤) ،

تقلیل کے لئے جیسے: قَدْ یَصْدُقُ الْکَذُوْبُ. کبھی تکثیر کے لئے جیسے: قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَاءِ اور کبھی تحقیق کے لئے آتا ہے جیسے: قَدْ یَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْکُم.

❼ (ہفتم حروفِ استفهام......الخ) حروفِ استفہام: یہ تین ہیں: ما، أ، هل.

ما استفہامیہ تو اسم ہے، باقی دو حرف ہیں تغلیباً سب کو حرف شمار کیا، ''ما'' استفہامیہ جیسے: مَا اسْمُكَ؟ مَالَوْنُهَا؟ مَاوَلُّهُم؟ وَمَاتِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰی؟ وَمَاالرَّحْمٰن؟

جب اس پر حرفِ جر داخل ہو تو اس کا الف حذف ہو جاتا ہے جیسے: عَمَّ یَتَسَاءَ لُوْن. فِیْمَ أَنْتَ مِنْ ذِکْرَاهَا. لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَاتَفْعَلُوْن. بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْن.

❽ (ہشتم حروفِ ردع......الخ) حروفِ ردع: ردع بمعنی زجر وتوبیخ یا کسی بات سے باز رکھنا، جیسے: کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُون ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُون. ثعلب اسے کافِ تشبیہ اور ''لا'' نافیہ سے مرکب مانتے ہیں اور باقی حضرات اسے بسیط کہتے ہیں، اگر اس سے پہلے قابلِ زجر بات نہ ہو تو ''حَقًّا'' کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: کَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَیَطْغٰی. اگر اس سے پہلے کوئی ایسی بات ہو جو قابلِ زجر ہو تو پھر یہ زجر کے لئے ہوگا جیسے: کَلَّا إِنَّهُم عَنْ رَبِّهِم یَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوْبُوْن.

(۱) کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ: کَلَّا بمعنی حَقًّا مبنی بر سکون، سَوْفَ حرفِ استقبال مبنی بر فتح، تَعْلَمُوْنَ فعل مضارع معروف صحیح باضمیر بارز مرفوع باثباتِ نون صیغہ جمع مذکر حاضر، ''واؤ'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) صَہٍ: اسمِ فعل مبتدا مرفوع محلاً مبنی بر کسر، ضمیر مستتر معرب ''أنْتَ'' جس میں ''أنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَ'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، اسمِ فعل مبتدا اپنے فاعل قائم مقام خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

(۳) اُسْکُتْ سُکُوْتًا مَا فِی وَقْتٍ مَا: اُسْکُتْ فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معرب ''أنْتَ'' جس میں ''أنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل قائم مقام خبر مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تَا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، سُکُوْتًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً موصوف، ''مَا'' صفت مبنی بر سکون منصوب محلاً، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق نوعی، ''فِی'' حرفِ جار مبنی بر سکون، وَقْتٍ مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً موصوف، ''مَا'' صفت مجرور محلاً مبنی بر سکون، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرفِ لغو، فعل اپنے فاعل، مفعولِ مطلق نوعی اور ظرفِ لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(٤) اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْأٰن: اُسْکُتْ فعل امر حاضر معروف مبنی بر سکون، کسرہ موجودہ حرکتِ تخلص من السکونین باقی حسب سابق، الْأٰن ظرفِ زمان مبنی بر فتح مفعول فیہ منصوب محلاً، فعل اپنے فاعل، مفعول مطلق نوعی، مفعول فیہ اور ظرفِ لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

وعوض چوں: یومَئِذٍ، ومقابلہ چوں: مُسْلِمَاتٌ، وترنم کہ در آخرِ ابیات باشد شعر۔

اَقِلِّـی اللَّـوْمَ عَـاذِلَ وَالْعِتَـابَنْ   وَقُـوْلِـیْ اِنْ اَصَبْـتُ لَـقَـدْ اَصَابَنْ(۱)

وتنوینِ ترنم در اسم وفعل وحرف رود، اما چہار اوّل خاص است باسم.

دہم نون تاکید در آخرِ فعلِ مضارع: ثقیلہ وخفیفہ چوں: اِضْرِبَنَّ ، اِضْرِبَنْ(۲). یازدہم حروف زیادت،

❾ اس کی تفصیل ص ۲۸ پر گزر چکی۔

❿ (دہم نون تاکید......الخ) نون تاکید: غیر عاملہ ہے اور مضارع کے آخر میں بصورت نون ثقیلہ وخفیفہ ہوتا ہے۔

(۱)   اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ   وَقُوْلِی اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

اَقِلِّیْ فعل امر حاضر معروف مبنی بر حذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، ''یا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، اللَّوْمَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً معطوف علیہ، واو حرف عطف مبنی بر فتح، الْعِتَابَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً معطوف، تنوین برائے ترنم، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب ندا مقدم۔ یا عَاذِلَ ''یا'' حرف ندا قائم مقام اَدْعُو، اَدْعُو فعل مضارع معروف معتل واوی مرفوع تقدیراً صیغہ واحد متکلم، ضمیر مستتر معبر بہ ''اَنَا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، عَاذِلَ منادیٰ مفرد مرخم مبنی بر ضمّ مقدر مفعول بہ منصوب محلاً، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جملہ ندا ہوا۔ واو حرف عطف مبنی بر فتح، قُوْلِیْ فعل امر حاضر معروف مبنی بر حذف نون صیغہ واحد مؤنث حاضر، ''یا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، لَقَدْ میں لام برائے تاکید مبنی بر فتح، قَدْ حرف تحقیق مبنی بر سکون، اَصَابَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر بہ ''ھُوَ'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے جریر جو اس شعر کا قائل ہے، تنوین برائے ترنم، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ منصوب محلاً، قُوْلِیْ فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔ اِنْ حرف شرط مبنی بر سکون، اَصَبْتُ فعل ماضی معروف مبنی بر سکون مجزوم محلاً صیغہ واحد متکلم، ''تا'' ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط جس کی جزا بقرینہ سابقہ محذوف، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) اِضْرِبَنَّ: ضرور ضرور مار۔ امر حاضر معروف مبنی بر سکون فتحہ موجودہ حرکت تخلص من السکونین، نون ثقیلہ مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

اِضْرِبَنْ: ضرور مار۔ اِضْرِبَنْ امر حاضر معروف مبنی بر سکون فتحہ موجودہ حرکت تخلص من السکونین، نون خفیفہ مبنی بر سکون صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر مستتر معبر بہ ''اَنْتَ'' جس میں ''اَنْ'' ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون، ''تا'' علامتِ خطاب مبنی بر فتح، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

وآں ہشت حرف است: إنْ وأنْ ومَا ولاَ ومِنْ وکاف وبا ولام. چہار آخر در حروف جر یاد کردہ باشد.

دوازدھم حروف شرط، وآں دواست: أمّا ولو. أمّا برائے تفصیل، و''فا'' در جوابش لازم باشد کقولہ

⓫ (یازدھم حروف زیادت......الخ)-حروف زیادت: یہ آٹھ ہیں: إنْ ، أنْ ، ما، لا ، مِنْ ، کاف ، با ، لام.

إن: عام طور پر ''ما'' مصدریہ کے بعد زائد ہوتا ہے جیسے: اِنْتَظِرْ مَاإنْ جَلَسَ الأمِیْرُ. اسی طرح ''لمّا'' کے بعد جیسے: لَمَّا إنْ قَامَ زیدٌ قُمْتُ. ''ما'' نافیہ کے بعد بھی جیسے: مَاإنْ رَأیْتُ زَیداً.

أن: یہ بھی ''لَمَّا'' کے بعد زائد ہوتا ہے جیسے: فَلَمَّا أنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ اَلْقَاہُ عَلیٰ وَجْهِه فَارْتَدَّ بَصِیراً. وَلَمَّا أنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی. اسی طرح قسم اور ''لو'' کے درمیان جیسے: وَاللهِ أنْ لَوْ قَامَ زَیْدٌ. کاف جارہ کے بعد جیسے: کأنْ.

ما: إذا اور متی کے بعد زائد ہوتا ہے جیسے: إذا مـا تَخْرُجْ أخْرُجْ ، مَتٰی ما تَخْرُجْ أخْرُجْ ''إن'' کے بعد بھی زائد ہوتا ہے جیسے: فَـإمَّـا یَأتِیَنَّکُم مِنِّیْ هُدیً. فَإمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أحَداً. حروف جارہ کے بعد بھی جیسے: فَبِمَارَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُم. مِمَّاخَطِیْئٰتِهِم أغْرِقُوافَأُدْخِلُوانَاراً. عَمَّاقَلِیْلٍ. اسی طرح مضاف ومضاف الیہ کے درمیان بھی زائد ہوتا ہے جیسے: أیَّمَا الأجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَاعُدْوَانَ عَلَیَّ. إنَّ، أنَّ، کأنَّ، رُبَّ کے بعد زائدہ کافہ ہوتا ہے۔

لا: عام طور پر ''واو'' عاطفہ کے بعد زائد ہوتا ہے جیسے: ما جاء نی زیدٌ ولا عمرٌو . غیرِ المغضُوبِ علیهم ولا الضَّـالِّیـن. یومٌ لا بَیْعٌ فیه ولا خُلَّةٌ ولا شَفَاعَةٌ. ''أن'' مصدریہ کے بعد جیسے: مَـامَنَعَكَ أنْ تَسْجُدَ أی: أنْ لاتَسْـجُـدَ. مَـامَـنَـعَكَ إذْ رَأیْتَهُـمْ ضَـلُّـوا ألّا تَتَّبِعَنِ. لِئَلَّا یَعْلَمَ أهْلُ الکِتَابِ. قسم سے پہلے بھی جیسے: لَاأُقْسِمُ بِهٰذاالبَلَدِ. قُلْ تَعَالَوا أتْلُ مَاحَرَّمَ رَبُّکُم عَلَیْکُم ألّا تُشْرِکُوا میں ''لا'' نافیہ، ناھیہ، زائدہ تینوں احتمال ہیں۔ وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَةٍ أهْلَکْنَاهَا أنَّهُم لَایَرْجِعُونَ میں دو احتمال ہیں: ''لا'' زائدہ یا نافیہ۔

باقی چار: من، کاف، با، لام حروف جارہ ہیں، لفظی عمل کرتے ہیں معنوی طور پر زائد ہوتے ہیں، ''من'' جیسے: هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُور. کاف جیسے: لَیْسَ کَمِثْلِه شَیْءٌ. ''با'' جیسے: ألَیْسَ اللهُ بِکَافٍ عَبْده. ''لام'' جارہ جیسے: رَدِفَ لَکُم. إنَّمَایُرِیْدُ اللهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ أهْلَ البَیْتِ وَیُطَهِّرَکُم تَطْهِیْراً.

فائدہ: حروف زائدہ کی پہچان یہ ہے کہ اگر انہیں حذف کیا جائے تو معنی میں کوئی خلل نہ آئے۔

⓬ (دوازدھم حروف شرط......الخ) حروف شرط: یہ دو ہیں: أما، لو.

لفظی عمل نہیں کرتے اور نہ ہی ان کی جزا مجزوم ہوتی ہے: فَـأمَّـا الَّـذِیْنَ اٰمَنُوا فَیَعْلَمُوْنَ أنّه الحَقُّ مِنْ رَبِّهِم وَأمَّاالَّذِیْنَ کَفَرُوا فَیَقُولُونَ. البتہ کبھی کبھار مجزوم ہوتی ہے جیسا کہ کتابوں کے مقدمے میں ہوتا ہے أمَّایَکُنْ مِنْ شَیْءٍ.

تعالیٰ: فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ . وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ(۱). و"لَوْ" برائے انتفائے ثانی بسبب انتفائے اوّل چوں: لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا

"اَمّا" تفسیر کے لئے بھی آتا ہے، اس کے جواب میں "فا" کالانا ضروری ہوتا ہے جیسے: فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ...... وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ. بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ جزا پر "فا" نہ ہو، اگر ایسی صورت ہو تو وہاں "فا" مقدر مانتے ہیں جیسے: أَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ أي: فَيُقَالُ لَهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ.

فائدہ: "اَلْحُرُوفُ لَا تُقَدَّرُ" کا قاعدہ اکثریہ ہے کلیہ نہیں۔

"اَمّا" کے بعد اسم کا ہونا لازمی ہے چاہے مبتدا کی صورت میں ہو، ظرف ہو بہر حال اسم ضرور ہوگا یہ لازم الاسمیۃ ہے جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں ہے، اگر کہیں اسم نہ ہو تو وہاں اسم کو مقدر مانیں گے جیسے: فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ. چونکہ بحث اس آدمی کی ہے جو وفات پا جائے اس لئے کہیں گے فَأَمَّا الْمُتَوَفَّى إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ.

---

(۱) "فا" برائے تفصیل مبنی بر فتح، مِنْ حرف جار مبنی بر سکون، هُم میں "ها" ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے نفس جو ماقبل میں تحتِ نفی واقع ہونے کی وجہ سے عام ہوگیا اسی لئے ضمیر کا ارجاع درست ہے، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا ثَابِتَانِ مقدر کا، ثَابِتَانِ مثنیٰ مرفوع بالالف اسمِ فاعل صیغہ تثنیہ مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "هُمَا" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدائے مؤخر، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، اسمِ فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبرِ مقدم، شَقِيٌّ مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح مرفوع لفظاً معطوف علیہ، واو حرف عطف مبنی بر فتح، سَعِيدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ مفصلہ ہوا۔ "فا" حرف تفصیل مبنی بر فتح، أَمَّا حرف شرط مبنی بر سکون برائے تفصیل جس کی شرط محذوف وجوباً، الَّذِينَ اسمِ موصول مبنی بر فتح، شَقُوا فعل ماضی معروف مبنی بر ضم صیغہ جمع مذکر غائب، "واؤ" ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے اسمِ موصول، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، اسمِ موصول اپنے صلے سے مل کر مبتدا مرفوع محلاً، "فا" جوابیہ مبنی بر فتح، "فی" حرف جار مبنی بر سکون، النَّار مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا ثَابِتُونَ مقدر کا، ثَابِتُونَ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسمِ فاعل صیغہ جمع مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "هُمْ" جس میں "ها" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، اسمِ فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزا، شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ مفصّلہ۔ واؤ حرف عطف مبنی بر فتح، أَمَّا حرف شرط مبنی بر سکون جس کی شرط محذوف وجوباً، الَّذِينَ اسمِ موصول مبنی بر فتح، سُعِدُوا فعل ماضی مجہول مبنی بر ضم صیغہ جمع مذکر غائب، "واؤ" ضمیر مرفوع متصل بارز نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے اسمِ موصول، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، اسمِ موصول اپنے صلے سے مل کر مبتدا مرفوع محلاً، "فا" جوابیہ مبنی بر فتح، "فی" حرف جار مبنی بر سکون، الْجَنَّة مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر=

اللهُ لَفَسَدَتَا(۱). سیزدہم لولا و او موضوع است برائے انتفائے ثانی بسبب وجودِ اوّل چوں:

"اَمّا" مھما کا نائب ہے۔

لو: یہ انتفاء جملہ ثانیہ کے لئے آتا ہے بسبب انتفاء جملہ اولیٰ کے جیسے: لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَ. جملہ ثانیہ میں فساد کی نفی ہے کہ فساد نہیں کیونکہ جملہ اولی کی نفی ثابت ہے کہ الٰہ ثانی نہیں، لو کے مدخول کا درجہ جملہ ثانیہ کے لئے شرط کی طرح ہوتا ہے اور جملہ ثانیہ کی حیثیت جزا کی ہوتی ہے۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللهُ میں "اِلا" غیر کے معنی میں ہے اور لفظ "الله" مضاف الیہ، صفت برائے الٰھۃ موصوف، سوال یہ ہے کہ موصوف وصفت میں مطابقت نہیں ہے، "الٰھۃ" موصوف نکرہ اور "غیر الله" صفت معرفہ ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگر چہ غیر مضاف الی المعرفہ ہے لیکن پھر بھی اس سے تعریف کا فائدہ حاصل نہیں ہوگا کیونکہ "غیر" ان اسماء میں سے ہے جو متوغل فی الابہام ہیں کبھی تعریف کا فائدہ نہیں دیتے، تقدیری عبارت یوں ہوگی: مُغَايِرَةٌ اِلَّا الله.

"لو" کا مشہور معنی نحاۃ یہی بیان کرتے ہیں لیکن اس پر اشکال ہوتا ہے کہ "وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَانَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللهِ. وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا" میں انتفائے شرط و جزا نہیں۔ اسی لئے محققین کہتے ہیں کہ "لو" صرف انتفائے شرط کا فائدہ دیتا ہے، انتفائے جزا یا ثبوتِ جزا پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر جزا عموم میں شرط

=ظرف مستقر ہوا ثابتُوْنَ مقدر کا، ثابتُوْنَ جمع مذکر سالم مرفوع بواو ماقبل مضموم اسمِ فاعل صیغہ جمع مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "ھُمْ" جس میں "ھا" ضمیر مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر ضم راجع بسوئے مبتدا، میم علامتِ جمع مذکر مبنی بر سکون، اسمِ فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، شرط محذوف اپنی جزائے مذکور سے مل کر جملہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

(۱) لَوْ حرف شرط مبنی بر سکون، کَانَ فعلِ ناقص مبنی بر فتح، فِیْ حرف جار مبنی بر سکون، ھِمَا میں "ھا" ضمیر مجرور متصل مجرور محلاً مبنی بر کسر راجع بسوئے ارض وسماء، میم حرف عماد مبنی بر فتح، الف علامتِ تثنیہ مبنی بر سکون، جار مجرور مل کر ظرف مستقر ہوا مُتَقَرِّرَۃٌ مقدر کا، مُتَقَرِّرَۃٌ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً اسم فاعل صیغہ واحد مؤنث، ضمیر مستتر معبر بہ "ھِیَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے اسمِ مؤخر، اسمِ فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر مقدم، اٰلِھَۃٌ جمع مکسر منصرف مرفوع لفظاً موصوف، اِلَّا بمعنی غیر مضاف مرفوع محلاً، لفظ الله مضاف الیہ مجرور تقدیراً ضمۂ موجودہ الّا کے اعرابِ محلّی کو بیان کرنے کے لئے ہے، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر اسمِ مؤخر، فعلِ ناقص اپنے اسمِ مؤخر اور خبرِ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام جوابیہ مبنی بر فتح، فَسَدَتَا فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ تثنیہ مؤنث غائب، الف ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل مرفوع محلاً مبنی بر سکون راجع بسوئے ارض وسماء، "تا" علامتِ تانیث مبنی بر سکون فتحہ موجودہ حرکتِ مناسبت، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ(۱)۔ چہاردھم لام مفتوحہ برائے تاکید چوں: لَزَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو(۲)۔ پانزدھم "ما" بمعنی مادام چوں: أَقُوْمُ مَا جَلَسَ الأَمِيْرُ(۳)۔ شانزدھم حروف عطف وآں دہ است:

کے مساوی ہوتو انتفائے شرط وجزا ہوگا جیسے: لَوْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَالنَّهَارُ مَوْجُوْدٌ. اگر جزا عام اور شرط خاص ہوتو انتفائے شرط انتفائے جزا پر دال نہیں ہوگی جیسے: لَوْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً كَانَ الضَّوْءُ مَوْجُوْدًا. کیونکہ وجودِ ضوء وجودِ شمس میں منحصر نہیں۔

⑬ (سیزدھم لولا واو......الخ) یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے اور جملہ ثانیہ کی نفی کرتا ہے بسبب جملہ اولیٰ کے وجود کے جیسے: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ عمر ہلاک نہیں ہوا کیونکہ جملہ اولیٰ موجود ہے کہ علی موجود تھے، مراد ہلاکت اخروی ہے کہ ایک مقدمے کے فیصلے میں اجتہادی خطا واقع ہوئی تھی، اگر اس کی خبر افعال عامہ سے ہو تو اسے حذف کرنا واجب ہے جیسا کہ مثال مذکور میں ہے: أي: لَوْلَا عَلِيٌّ مَوْجُوْدٌ لَهَلَكَ عُمَرُ. لَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُه أي: مَوْجُوْدٌ. اگر افعال عامہ سے نہ ہوتو پھر خبر مذکور ہوتی ہے جیسے

لَوْلَا الشِّعْرُ بِالْعُلَمَاءِ يُزْرِي   لَكُنْتُ الْيَوْمَ أَشْعَرَ مِنْ لَبِيْدِ

⑭ (چہاردھم لام مفتوحہ......الخ) اسے لام ابتدائیہ بھی کہتے ہیں جیسے: لَزَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو، وَاللهُ يَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُه، إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ میں بھی لام برائے تاکید ہے، "لقد" میں لام مفتوحہ توطئہ للقسم ہوتا ہے۔

⑮ (پانزدھم "ما"......الخ) "ما" جو مادام کے معنی میں ہو جیسے: أَقُوْمُ مَا جَلَسَ الأَمِيْرُ، یہ مصدریہ ظرفیہ ہے أي: أَقُوْمُ مُدَّةَ جُلُوْسِ الأَمِيْرِ.

---

(۱) لولا امتناعیہ مبنی بر سکون، عَلِيٌّ مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح مرفوع لفظاً مبتدا جس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف وجوباً، مَوْجُوْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "هُوَ" مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ لام حرف تاکید مبنی بر فتح، هَلَكَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، عُمَرُ غیر منصرف مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جواب لولا۔

(۲) بے شک زید زیادہ فضیلت والا ہے عمرو سے۔ لام حرف تاکید مبنی بر فتح، زَيْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبتدا، أَفْضَلُ غیر منصرف مرفوع لفظاً اسم تفضیل صیغہ واحد مذکر، ضمیر مستتر معبر بہ "هُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے مبتدا، مِنْ حرف جار مبنی بر سکون، عَمْرٍو مفرد منصرف صحیح مجرور لفظاً، جار مجرور مل کر ظرف لغو، اسم تفضیل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳) أَقُوْمُ مَا جَلَسَ الأَمِيْرُ. میں کھڑا رہوں گا امیر کے بیٹھنے تک۔ أَقُوْمُ فعل مضارع معروف صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع لفظاً صیغہ واحد متکلم، =

واو و فا و ثُمَّ و حَتّٰی و اِمَّا و اَوْ و اَمْ و لَا و بَلْ و لٰکِنْ.

⑯ (شانزدھم حروف عطف......الخ) یہ کل دس ہیں: واو ، فا ، ثم ، حتی ، إما،أو ، أم ، لا ، بل ، لکن .
حضرت ہالیجوی نے ''اِلا'' کا اضافہ بھی کیا اور دو جگہوں سے استدلال کیا اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوا مِنْهُم. اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ

فائدہ: کبھی ''اَم'' عاطفہ کو ''ما'' موصولہ میں مدغم کرتے ہیں تو اس سے ''اَمَّا'' بن جاتا ہے، اس میں احتیاط کرنی چاہیے جیسے: آللهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشرِ كُوْن اى: اَم الَّذِى يُشرِ كُوْنَه.

= ضمیر مستتر معبر بہ ''أنا'' مرفوع متصل فاعل مرفوع محلا مبنی بر سکون، ''ما'' موصول حرفی مبنی بر سکون، جَلَسَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح صیغہ واحد مذکر غائب، الأمیرُ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول حرفی اپنے صلے سے مل کر بتأویل مفرد ہو کر مضاف الیہ مجرور محلا، وقتَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظا مضاف مقدر، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

چوں بحث مستثنیٰ در کتاب نحو میر نبود، برائے افادہ طلاب افزودہ شد. بدانکہ مستثنیٰ لفظیست کہ مذکور باشد بعد اِلَّا واخوات آں یعنی: غَیْرَ وسِوٰی وسواء وحَاشَا وخَلا وعَدَا وما خَلا وما عَدَا ولَیْسَ ولا یَکُوْنُ تا ظاہر گردد کہ منسوب منسوب نیست بسوئے مستثنیٰ آنچہ نسبت کردہ شدہ است بسوئے ماقبل وے. وآں بر دو قسم است: متصل و منقطع. متصل آنست کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظِ اِلَّا واخواتِ وے مثل: جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا(۱). پس زید کہ در قوم داخل بود از حکمِ مجی خارج کردہ شد. و منقطع آں باشد کہ مذکور شود بعد اِلَّا واخواتِ وے وخارج کردہ نشود از متعدد بسبب آنکہ مستثنیٰ داخل نہ باشد در مستثنیٰ منہ چوں: جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا(۲) کہ حمار در قوم داخل نبود. بدانکہ اعرابِ مستثنیٰ بر چہار

(چوں بحث مستثنیٰ در کتاب نحو میر......الخ) مستثنیٰ کی بحث نحو میر میں شامل نہیں تھی، بعض کہتے ہیں کہ مولانا اعزاز علی نے اسے لکھا ہے تو اس طرح نحو میر، خلاصہ، تتمہ، مائۃ عامل منظوم، شرح مائۃ عامل کو عبدالقاہر جرجانی نے لکھا ہے لیکن مائۃ عامل کا خطبہ کسی شاگرد کا ہے، شرح مائۃ عبدالرسول کو ملا عبدالرسول نے اور شرح مائۃ عامل منظوم کو عبدالرحمٰن جامی نے لکھا۔

هُوَ الْمَذْكُورُ بَعْدَ اِلَّا وَ اَخَوَاتِهَا اَوْ تَقُوْلُ هُوَ الْمُخْرَجُ بِاِلَّا وَاَخَوَاتِهَا. "المخرج" کا مطلب یہ ہے کہ "اِلَّا" اور اس کے ماقبل کی طرف جس چیز کی نسبت ہو وہ ان کے مابعد کی طرف نہ ہو جیسے: جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا، جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا. اخوات "الا" میں غیر، سوی، سوا، حاشا، خلا، عدا، ما خلا، ما عدا، لیس، لا یکون داخل ہیں۔

مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں: ۱- مستثنیٰ متصل ۲- مستثنیٰ منقطع.

مستثنیٰ متصل: جسے اِلا یا اس کے اخوات کے ذریعے متعدد سے نکالا جائے یعنی پہلے یہ بھی ان میں شامل تھا بعد میں نکالا گیا، جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا. میں زید پہلے قوم میں شامل تھا لیکن اب اسے متعدد سے نکالا گیا، یہ مستثنیٰ

(۱) جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا میرے پاس قوم آئی سوائے زید کے۔ جاءنی بترکیب معلوم، القوم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، اِلَّا حرف استثناء مبنی بر سکون، زیداً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا. میرے پاس قوم آئی بجز حمار۔ جاءنی بترکیب معلوم، القوم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، اِلَّا حرف استثناء مبنی بر سکون، حماراً مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ منقطع، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

قسم است: اوّل آنکہ مستثنٰی بعد اِلَّا در کلامِ موجب واقع شود، پس مستثنٰی ہمیشہ منصوب باشد نحو: جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْداً. وکلامِ موجب آنکہ درآں نفی ونہی واستفہام نباشد، وہمچنیں در کلامِ غیر موجب اگر مستثنٰی را بر مستثنٰی منہ مقدم گردانند منصوب خوانند نحو: مَا جَاءَ نِی اِلَّا زَیْداً اَحَدٌ(۱) . و مستثنٰی منقطع

متصل حقیقی ہے کہ اسے تعدد حقیقی سے نکالا گیا، اِشْتَرَیْتُ العَبْدَ اِلَّا نِصفَهٗ. میں مستثنٰی متصل حکمی ہے کہ گویا اس کا ہر ایک جزء فرد کی حیثیت رکھتا ہے۔

مستثنٰی منقطع: جو "اِلَّا" یا اس کے نظائر کے بعد موجود ہو لیکن اسے متعدد سے نہ نکالا جائے اس لئے کہ وہ متعدد میں داخل ہی نہیں ہوتا جیسے: جَاءَ نِی القَوْمُ اِلَّا حِمَاراً. حمار جب قوم میں داخل ہی نہیں تو اسے کیسے نکالیں گے؟

مستثنٰی متصل و منقطع میں نیت متکلم کا بھی بڑا دخل ہے مثلاً: جب کہا جَاءَ نِیْ القَوْمُ اِلَّا زَیْداً. اور متکلم جس قوم کی بات کر رہا ہے اس میں زید موجود ہے تو یہ مستثنٰی متصل ہے کہ زید کو متعدد سے نکالا، اگر متکلم جس قوم کی گفتگو کر رہا ہے اس میں زید ہے ہی نہیں تو یہی مثال مستثنٰی منقطع کی ہے کہ زید کو متعدد سے نہیں نکالا گیا کہ وہ متعدد میں داخل ہی نہیں تھا، اس سے معلوم ہوا کہ مستثنٰی منقطع میں اختلاف فی الجنس ضروری نہیں، یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین فَسَجَدَ المَلَائِکَۃُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّا اِبْلِیْسَ میں "اِبلیس" کو مستثنٰی منقطع کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک ابلیس جماعت ملائکہ میں داخل ہی نہیں، یہ ان سے خارج ہے لہٰذا منقطع ہے، اور بعض اسے مستثنٰی متصل قرار دیتے ہیں کہ ان کے نزدیک اولاً ابلیس جماعت ملائکہ میں داخل تھا بعد میں "اِلَّا" کے ذریعے اسے متعدد سے نکالا گیا۔

مستثنٰی منقطع میں "اِلَّا" بمعنی "لٰکِنَّ" ہوتا ہے اور اس کا مابعد مبتداء ہے اور "اِلَّا" کا مابعد جملہ ایجاب وسلب میں جملہ اولیٰ کا مخالف ہوتا ہے۔

مستثنٰی کا اعراب چار قسم پر ہے، قسم اول میں مستثنٰی منصوب ہوگا اور اس کی پانچ صورتیں ہیں۔

❶ مستثنٰی اِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو جیسے: جَاءَ نِیْ القَوْمُ اِلَّا زَیْداً. کلام موجب اسے کہتے ہیں جس میں نفی، نہی، استفہام نہ ہو۔

❷ مستثنٰی اِلَّا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنٰی منہ پر مقدم ہو جیسے: مَاجَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْداً اَحَدٌ.

(۱) مَاجَاءَ نِی اِلَّا زَیْداً اَحَدٌ. میرے پاس کوئی نہیں آیا بجز زید۔ مَا حرف نفی مبنی بر سکون، جَاءَ نِی بترکیب معلوم، اِلَّا حرف استثناء مبنی بر سکون، زَیْداً بترکیب معلوم مستثنٰی متصل مقدم، اَحَدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنٰی منہ مؤخر، مستثنٰی منہ مؤخر اپنے مستثنٰی مقدم سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

ہمیشہ منصوب باشد، واگر مستثنیٰ بعد خَلا وعَدَا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد، وبعد مَا خَلا ومَاعَدَا ولَیْس ولا یَکُونُ ہمیشہ منصوب باشد نحو: جَاءَ نِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْداً وَ عَدَا زَیْداً (۱)۔ دوم آنکہ

۳ مستثنیٰ منقطع ہو جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَاراً.

۴ خلا، عدا کے بعد اکثر حضرات کے نزدیک جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ خَلَا زَیْداً، جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ عَدَا زَیْداً.

۵ ماخلا، ماعدا، لیس، لا یکون کے بعد جیسے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ مَاخَلَا زَیْداً، جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ مَاعَدَا زَیْداً، جَائَنِیْ الْقَوْمُ لَیْسَ زَیْداً، جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ لَایَکُوْنُ زَیْداً.

جاء نی القوم خلا زیداً، عدا زیداً: "جَاءَ نِیْ" فعل ومفعول بہ، "الْقَوْمُ" ذوالحال، "خَلَا" فعل ماضی معروف، ضمیر مستتر معرب ــــ "ھُوَ" فاعل، "زَیْداً" مفعول بہ، فعل فاعل مفعول بہ جملہ فعلیہ خبر یہ حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ماضی حال بنے تو اس پر "قد" کا دخول ضروری ہے یہاں نہیں، جواب یہ ہے کہ کوفیین کے نزدیک دخول "قد" ضروری نہیں، اس پر سوال ہوتا ہے کہ جب اسے حال بنایا تو اس پر مستثنیٰ کی تعریف صادق نہیں آتی، جواب یہ ہے کہ عبارت اس طرح ہے: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ خَلَا الْجَائِیْ زَیْداً.

ماخلا، ماعدا: ان کے ساتھ جو "ما" ہے وہ ظرفیہ ہے، لہٰذا "ما" مصدریہ ظرفیہ، خَلَا زَیْداً فعل فاعل مفعول بہ جملہ بتاویل مصدر مفعول فیہ برائے فعل ای: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ وَقْتَ خُلُوِّھِم عَنْ زَیْدٍ.

جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ لَیْسَ زَیْداً: لیس اپنے اسم وخبر سے مل کر حال برائے القوم، ای: لَیْسَ الْجَائِیْ زَیْدٌ.

جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ لَایَکُوْنُ زَیْداً: لَایَکُوْنُ زَیْداً فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر حال برائے القوم، ای: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ لَا یَکُوْنُ الْجَائِیْ زَیْداً.

دوسری صورت: مستثنیٰ "اِلَّا" کے بعد کلامِ غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو، اس میں دو وجہیں جائز ہیں:

---

(۱) جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ خَلَا زَیْداً: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔ جاءنی بترکیب معلوم، القوم بترکیب معلوم ذوالحال، خلا فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معرب ــــ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال، زیداً بترکیب معلوم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال منصوب محلاً، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

وَعَدَا زَیْداً ای: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ عَدَا زَیْداً: میرے پاس قوم آئی بغیر زید کے۔ اس کی ترکیب حسب سابق ہے۔

مستثنیٰ بعد اِلَّا در کلامِ غیر موجب واقع شود و مستثنیٰ منہ ہم مذکور باشد، پس درآں دو وجہ روا است: یکے آں کہ منصوب باشد بر سبیلِ استثناء، و دیگر آنکہ بدل باشد از ماقبل خویش چوں: مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْداً وَ اِلَّا زَیْدٌ(۱) سوم آنکہ مستثنیٰ مفرّغ باشد یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نباشد و در کلامِ غیر موجب واقع شود

- مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھنا جیسے: مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْداً.
- ماقبل سے بدل بنا کر مرفوع پڑھنا جیسے: مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ.

کلامِ غیر موجب ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو، اسے مستثنیٰ مفرّغ کہتے ہیں، اس صورت میں مستثنیٰ کا اعراب عامل کے مطابق ہوگا جیسے: مَاجَاءَ نِی اِلَّا زَیْدٌ، مَارَأَیْتُ اِلَّا زَیْداً، مَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ.

مستثنیٰ لفظ غیر، سویٰ، سواء، اور حاشا کے بعد ہو، ان صورتوں میں اکثر حضرات کے نزدیک مستثنیٰ مجرور ہوگا جیسے: جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ، سِوَیٰ زَیْدٍ، سواءَ زیدٍ، حَاشَا زَیْدٍ. بعض کے نزدیک ''حاشا'' کے بعد منصوب ہوگا جیسے: جَاءَ نِی الْقَوْمُ حَاشَا زَیْداً.

لفظ ''غیر'' کا اعراب ان تمام صورتوں میں ''اِلَّا'' کے مستثنیٰ کی طرح ہے مثلاً پہلی صورت میں ''اِلَّا'' کا مستثنیٰ منصوب تھا تو ان تمام صورتوں میں لفظ غیر بھی منصوب ہوگا جیسے:

مستثنیٰ بالَّا	اعراب غیر
جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْداً	جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ
مَاجَاءَ نِی اِلَّا زَیْداً اَحَدٌ	مَاجَاءَ نِی غَیْرَ زَیْدٍ اَحَدٌ
جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَاراً	جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ حِمَارٍ

دوسری صورت میں ''اِلَّا'' کے مستثنیٰ کی دو صورتیں تھیں، تو ان مثالوں میں لفظِ غیر کی دو صورتیں ہوں گی

مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْداً	مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ غَیْرَ زَیْدٍ
مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ	مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ

(۱) مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْداً ''مَا'' حرفِ نفی مبنی بر سکون جاءَنِی بترکیب معلوم، اَحَدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ منہ، اِلَّا حرفِ استثناء مبنی بر سکون، زَیْداً بترکیب معلوم مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

اِلَّا زَیْدٌ ای: مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ: مَاجَاءَنِی بترکیب معلوم، اَحَدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مبدل منہ اِلَّا حرفِ استثناء مبنی بر سکون، زَیْدٌ بترکیب سابق بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

، پس اعرابِ مستثنیٰ بإلّا دریں صورت بحسب عوامل مختلف شود نحو: مَا جَاءَ نِی اِلَّا زَیْدٌ(۱) وَ مَارَأیْتُ اِلَّا زَیْدًا(۲)، وَمَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ (۳). چہارم آنکہ بعد لفظ غَیر وسِوَیٰ وسَوَاء واقع شود، پس مستثنیٰ

تیسری صورت میں ''اِلَّا'' کے مستثنیٰ کا اعراب عامل کے مطابق تھا، توان صورتوں میں لفظِ غیر کا اعراب بھی عامل کے مطابق ہوگا جیسے:

مَا جَاءَ نِی اِلَّا زَیْدٌ	مَا جَاءَ نِی غَیرُ زَیْدٍ
مَا رَأیْتُ اِلَّا زَیْدًا	مَا رَأیْتُ غَیرَ زَیْدٍ
مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ	مَا مَرَرْتُ بِغَیرِ زَیْدٍ

لفظِ غیر حقیقت میں صفت کے لئے موضوع ہے، لیکن کبھی استثناء کے لئے آتا ہے، جس طرح لفظ ''اِلَّا'' استثناء کے لئے موضوع ہے، لیکن کبھی صفت کے لئے آتا ہے جیسے: لَوْ کَانَ فِیهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا. یہاں ''اِلَّا'' غیر کے معنی ہے، کیونکہ اگر اسے غیر کے معنی میں نہ لیں تو معنی میں فساد آئے گا۔

''اِلَّا'' اس وقت غیر کے معنی میں ہوگا جب اس میں چار شرطیں پائی جائیں:

۱-اِلَّا نکرہ کے بعد ہو۔۲-جمع کے بعد ہو۔۳-جمع منکّر ہو۔۴-جمع غیر محصور ہو۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں بھی اِلَّا غیر کے معنی میں ہے۔

غَیر کا استعمال چار طریقوں پر ہوتا ہے:

❶ صرف نفی کے لئے جیسے: بِغَیْرِ هُدًی مِنَ اللّٰهِ. وَهُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ.

❷ اِلَّا کی طرح حرفِ استثناء جیسے: مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرِی. مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ. هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ.

---

(۱) مَا جَاءَ نِی اِلَّا زَیْدٌ: میرے پاس نہیں آیا مگر زید۔ مَا جَاءَ نِی بترکیب معلوم، اِلَّا حرفِ استثناء مبنی بر سکون، زَیْدٌ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً مستثنیٰ مفرّغ، ہوکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) مَا رَأیْتُ اِلَّا زَیْدًا: میں نے نہیں دیکھا مگر زید کو۔ مَا رَأیْتُ بترکیب معلوم، اِلَّا حرفِ استثناء مبنی بر سکون، زَیْدًا مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مستثنیٰ مفرّغ، ہوکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ: میں نہیں گزرا مگر زید کے پاس سے۔ مَا مَرَرْتُ بترکیب معلوم، اِلَّا بترکیب معلوم، ''با'' حرفِ جار مبنی بر کسر، زید بترکیب معلوم مجرور، جار مجرور مل کر مستثنیٰ مفرغ، ہوکر ظرفِ لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرفِ لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

را مجرور خوانند، و بعد حاشا بر مذہب اکثر نیز مجرور باشد، و بعضے نصب ہم جائز داشتہ اند چوں: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وسِوَیٰ زَیْدٍ وسِوَاءَ زَیْدٍ وَ حَاشَا زَیْدٍ (۱). بدانکہ اعراب لفظ غیر مثل اعراب مستثنیٰ بالّا باشد در جمیع صور تہائے مذکورہ چنانکہ گوئی: جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ(۲) وغَیْرَ

❸ اصل چیز کو باقی رکھتے ہوئے صرف ظاہری شکل وصورت کی نفی کے لئے جیسے: کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوْداً غَیْرَهَا.

❹ صورت اور اصل شے سب کی نفی یعنی کسی چیز کی مکمل نفی کر کے دوسری چیز کو اس کے قائم مقام کرنے کے لئے جیسے: بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللهِ غَيْرَ الحَقِّ . وَ يَسْتَبْدِلْ قَوْماً غَيْرَكُمْ . أغَيْرَ اللهِ أبْغِيْ رَبًّا . اِئْتِ بِقُرْانٍ غَيْرِ هٰذَا .

اگر غیر نفی کے معنی میں ہو تو منصوب ہوگا بشرطیکہ اس سے پہلے کوئی اور عامل نہ ہو۔ اگر غیر برائے استثناء ہو تو لازم الاضافت ہوتا ہے، البتہ اگر مضاف الیہ ذکر کئے بغیر کلام کا معنی سمجھ آجائے اور غیر سے پہلے "لَیْس" یا "لا" مذکور ہو تو مضاف الیہ کو حذف کیا جاسکتا ہے، مگر بہر حال اضافت قائم رہے گی۔ اضافت کی صورت میں "غیر" کو مرفوع بھی پڑھ سکتے ہیں اور منصوب بھی جیسے: قَبَضْتُ عَشَرَةً لَیْسَ غَیْرُهَا اور لَیْسَ غَیْرَهَا. اگر مضاف الیہ محذوف ہو تو مرفوع، مضموم، منصوب اور

---

(۱) جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ: میرے پاس قوم آئی بجز زید۔ جَاءَ نِیْ بترکیب معلوم، اَلْقَوْمُ بترکیب معلوم مستثنیٰ منہ، غَیْرَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف زَیْدٍ بترکیب معلوم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

سِوَیٰ زَیْدٍ أیْ: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ سَوَیٰ زَیْدٍ: میرے پاس قوم آئی سوائے زید کے۔ جَاءَنِیْ اَلْقَوْمُ بترکیب معلوم، سِوَیٰ اسم مقصور منصوب تقدیراً مضاف، زَیْدٍ بترکیب معلوم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا، فعل اپنے فاعل مفعول فیہ و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

سِوَاءَ زَیْدٍ أیْ: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ سِوَاءَ زَیْدٍ: میرے پاس قوم آئی سوائے زید کے۔ جَاءَنِیْ اَلْقَوْمُ بترکیب معلوم، سِوَاءَ مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، زَیْدٍ بترکیب معلوم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا، فعل اپنے فاعل مفعول فیہ اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

حَاشَا زَیْدٍ أیْ: جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ حَاشَا زَیْدٍ: میرے پاس قوم آئی سوائے زید کے۔ جَاءَنِیْ بترکیب معلوم، اَلْقَوْمُ بترکیب معلوم ذوالحال، حَاشَا بمعنی جَانَبَ فعل ماضی معروف مبنی بر فتح مقدر صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر معبر۔ "ھُوَ" مرفوع متصل فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے ذوالحال۔ زَیْداً بترکیب معلوم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ: جَاءَنِیْ بترکیب معلوم، اَلْقَوْمُ بترکیب معلوم مستثنیٰ منہ، غیر مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف، زید بترکیب معلوم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مستثنیٰ متصل، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

حِمَارٍ(۱)، وَمَا جَاءَنِی غَیْرَ زَیْدٍ الْقَوْمُ(۲) ومَاجَاءَنِی أَحَدٌ غَیْرَ زَیْدٍ(۳) وغَیْرُ زَیْدٍ(٤) ومَاجَاءَنِی غَیْرُ زَیْدٍ(٥)، وَمَارَأَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ(٦) وَمَامَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ(۷). بدانکہ لفظ غَیْر موضوع است برائے صفت، وگاہ برائے استثناء آید چنانکہ إلَّا برائے استثناء موضوع است وگاہ

مفتوح چاروں وجہیں جائز ہیں جیسے: قَبَضْتُ عَشَرَةً لَیْسَ غَیْرٌ، لَیْسَ غَیْرُ، لَیْسَ غَیْراً، لَیْسَ غَیْرَ.

سیرانی کے نزدیک اگر ''إلَّا'' اور ''غیر'' سے پہلے لَیْسَ مذکور ہو تو مضاف الیہ کا حذف جائز ہے، اگر غیر سے پہلے لَیْسَ نہ ہو بلکہ لَیْسَ کا ہم معنی کوئی دوسرا حرف نفی ہو تو مضاف الیہ کا حذف جائز نہیں، لہٰذا الَّا غَیْر کہنا جائز نہیں۔

البتہ ابن مالک نے شرح تسہیل میں ایک شعر نقل کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لَا غَیْر کہنا جائز ہے۔

جَوَاباً بِهِ تَنْجُوا أَعْتَمِدُ فَوَرَبِّنَا ... لَعَن عَمَلٍ أَسْلَفْتَ لَا غَیْرَ تُسْئَلُوا

کبھی غَیْر ''لا'' کے معنی میں آتا ہے اور حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے جیسے: فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ. غَیْرَ نَاظِرِیْنَ إِنَاهُ. غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ.

وآخر دعوانا أن الحمد للهِ ربِّ العالمين، وأعجبنى قول العلامةَ الخضرى رحمه اللهُ فى المؤلّفين والحاسدين، فأردت أن أجعلهٗ ختامًا لهذا الكتاب:

"إنّ أعراضَ المؤلِّفِينَ أغراضٌ لألسنةِ الحُسَّادِ، وحقائبُ تصانيفِهم مُعَرَّضَةٌ لأيدِى النُّظَّارةِ، تُنْتَهَبُ فوائدُهَا ثم تَرْمِيهَا بالكسادِ، لاسيّمَا فى زمانٍ بُدِّلَ نعيمُهٗ بُؤسًا، وغُدَّ جَيِّدُهٗ منحوسًا، قد ملأ الحسدُ من أهلِه جميعَ

---

(۱) جَاءَنِی بترکیب معلوم، الْقَوْمُ بترکیب معلوم مستثنیٰ منہ، غیر بترکیب معلوم مضاف، حمار بترکیب معلوم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مستثنیٰ منقطع، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۲) مَاجَاءَنِی بترکیب معلوم، غَیْرَ زَیْدٍ بترکیب معلوم مستثنیٰ متصل مقدم، الْقَوْمُ بترکیب معلوم مستثنیٰ منہ مؤخر، مستثنیٰ منہ مؤخر اپنے مستثنیٰ مقدم سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۳) مَاجَاءَنِی بترکیب معلوم، أَحَدٌ بترکیب معلوم مستثنیٰ منہ، غَیْرَ زَیْدٍ بترکیب معلوم مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٤) غَیْرُ زَیْدٍ ای: مَاجَاءَنِی أَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ: مَاجَاءَنِی بترکیب معلوم، أَحَدٌ بترکیب معلوم مبدل منہ، غَیْرُ زَیْدٍ بترکیب معلوم بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٥) مَاجَاءَنِی غَیْرُ زَیْدٍ: مَاجَاءَنِی بترکیب معلوم، غَیْرُ زَیْدٍ بترکیب معلوم فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(٦) مَارَأَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ: مَارَأَیْتُ بترکیب معلوم، غَیْرَ زَیْدٍ بترکیب معلوم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۷) مَامَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ: مَامَرَرْتُ بترکیب معلوم، بِغَیْرِ زَیْدٍ بترکیب معلوم ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

در صفت مستعمل شود چوں قوله تعالیٰ: لَوْكَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا یعنی غَيْرَ اللهِ وہمچنیں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ(١).

الحسدِ، وقادَهُم الغرورُ بحبلٍ مِنْ مَسدٍ، فكأنّما عَناهُم مَنْ قالَ ۔

إِنْ يسمعُوا سبّةً طَارُوا بِهَا فرحًا ... مُنّى وَمَا يسمعُوا مِنْ صَالحٍ دَفَنُوا

صُمٌّ إذا سمعُوا خيرًا ذُكِرتُ بِهِ ... وإنْ ذُكِرتُ بِسُوْءٍ عِنْدَهُم أذِنُوا

أو مَنْ قالَ ۔

إنْ يُعلمُوا الخيرَ أخْفَوهُ وإنْ علموا ... شرًّا أذَاعُوا وإنْ لَمْ يعلموا كَذَبُوا

فهم يجادلونكَ في الحقِّ بعدَ ما تبيَّن، وترىٰ نُفوسَهُم الموتُ مِنْ قُبُولهِ أهونُ، فالعاقلُ بينهم مذمومٌ ومهجورٌ ، والمُعجبُ برأيهِ معزوزٌ ومنصورٌ، الا أنّي أعوذُ، فأقولُ: عدمُ المُبَالاةِ بذلك أحرىٰ ، والتأليفُ رُبما انتفع به فأجرىٰ لصاحبه أجراً ، وأتعلَّلُ بقول البدر الدَّماميني : هَبْ أنَّ كُلاً بذلَ في مُطَاوعَةِ الهوىٰ مقدُورَهُ، والتهب حسداً؛ ليُطفِيءَ نُورَ البدرِ، ويأبى اللهُ إلَّا أنْ يُتِمَّ نُورَهُ ، هلْ هِيَ إلَّا مِنحَةٌ أهْدَاهَا الحَاسدُ من حيثُ لايشعر، وفعلةٌ ظنَّ أنّها تطوىٰ جميلَ الذِّكرِ فإذا هي له تنشر كما قالَ ۔

وإذا أرادَ اللّٰهُ نشرَ فضيلةٍ ... طُوِيَتْ أتاحَ لها لسانَ حسودٍ

ومازالَ هذا الخاطرُ يقوىٰ ويتردَّدُ ، وينطلقُ تارةً ويتقيَّدُ حتى أذنَ اللهُ بإنجازِ التَّوفيقِ، ومَنَّ مِنْ فضلهِ بالتَّسديدِ إلى سواءِ الطَّريقِ، فنلتُ بفضلِ اللهِ ما كُنتُ ترجَّيتُ، وأتىٰ جمعُهُ فوقَ مَا كُنتُ لَهُ تصدَّيتُ ، فجاءَتْ بعونِ اللهِ حاشِيَةً لا كالحواشي ، أعيذُها باللهِ الحفيظِ من كُلِّ حاسدٍ وواشي، ومع ذلك لستُ أبرِّئُها مِنْ كُلِّ عيبٍ، ولا أصِفُهَا بضبطٍ يرفعُ القلم عن إصلاحِ ما عسىٰ يكونُ فيه لبسٌ أو رَيْبٌ، كيف وأنَّ الخطأَ والنِّسيانَ كالصِّفَةِ الذَّاتيةِ للإنسانِ، إلَّا أنَّ ما قلَّ سقطُهُ وحسُنَ نمطُهُ كان حقيقاً عندَ ذوى الإنصاف بالقبولِ، وإقالةِ العَثَرَاتِ وعدمِ الإصغاءِ لقولِ غبيٍّ جهولٍ لاهَمَّ لَهُ إلَّا إذاعَةُ الهفواتِ ، وباللهِ أعتضدُ، ومِنْ فيضِ أفضالِهِ أستَمِدُّ ، وأسألُ اللهَ سبحانَهُ وتعالىٰ أنْ يجعلَها خالصةً لوجههِ الكريمِ ، ووُصلَةً للفوزِ لديه بجنَّاتِ النَّعيمِ، وأنْ يُنفعَ بها مَنْ تَلَقَّاهَا بالقَبُولِ، ويبلِّغَنا وقارِئَهَا مِنَ الخيرِ أجلَّ المأمولِ، إنَّهُ أكرمُ مسئولٍ على الدَّوامِ، وأحقُّ من أنْ يُرْتَجىٰ منهُ حُسْنُ الخِتَامِ".

---

(١) لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ: لا برائے نفی جنس مبنی بر سکون، اِلٰہ نکرہ مفرد و مبنی بر فتح منصوب باعتبار محل قریب مرفوع باعتبار محل بعید، مبدل منہ، إلّا حرف استثنا مبنی بر سکون، لفظ اللّٰہ مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً بدل البعض، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر اسم، موجود مقدر مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم مفعول صیغہ واحد مذکر ضمیر مستتر معبر ہے "هُوَ" مرفوع متصل نائب فاعل مرفوع محلاً مبنی بر فتح راجع بسوئے إلٰہ، اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر، لا اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔



تحفۃ المناظر
بیانات
مولانا طارق جمیل
خواتین کی زیب و زینت
خوشنویسی
بہشتی زیور
مکتبۃ السعید
بالمقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی
Designed by Luminar Graphics Tel: 021-2727725